ISSN 2320-8600

جولائی - اگست - ستمبر 2018

خصوصی شمارہ

سہ ماہی مجلہ

# المجیب

پھلواری شریف پٹنہ

بیاد

حضرت مولانا حکیم شاہ محمد عماد الدین قادری پھلواروی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر

ڈاکٹر شاہ فتح اللہ قادری

# دارالاشاعت خانقاہ مجیبیہ کی موجودہ چند اہم مطبوعات

₹:20.00

₹:50.00

₹:40.00

₹:100.00

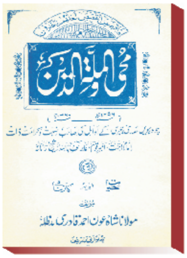

₹:100.00

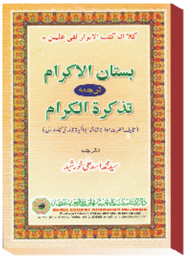


₹:300.00

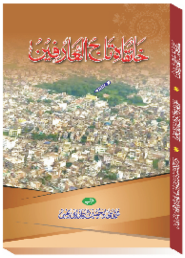

₹:100.00

₹:400.00

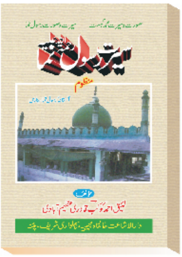

₹:20.00

₹:15.00

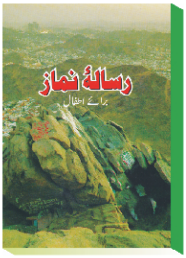


₹:50.00

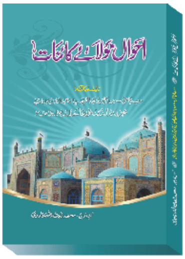

₹:140.00

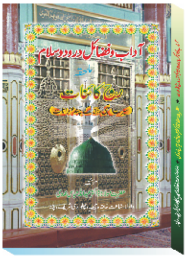

₹:90.00

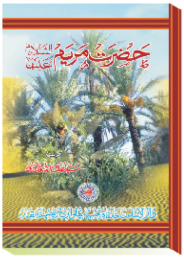


₹:60.00

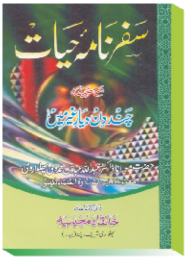


₹:150.00

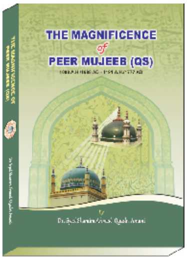


₹:400.00

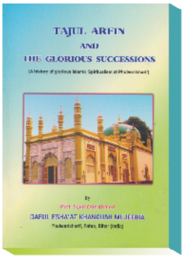


₹:120.00

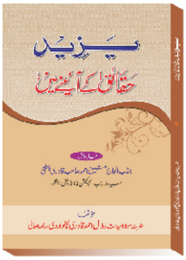


₹:100.00

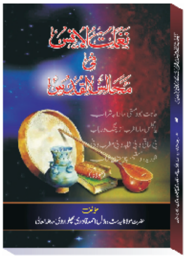

₹:350.00

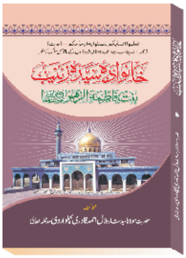

₹:200.00

مذکورہ کتابیں حاصل کرنے کے لئے ان نمبرات: 7250433562 ,9006306098-91+ پر رابطہ کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھو العزیز المجیب ولی النعم

**اہل حق کا ترجمان اور امن وسلامتی کا پیامبر**

سہ ماہی

# المُجیب

پھلواری شریف پٹنہ

دینی، علمی وادبی مجلہ

مدیر : ڈاکٹر شاہ فتح اللہ قادری

نائب مدیر : ظفر حسنین

سرکولیشن منیجر : محمد مقصود عالم مجیبی

رابطہ : +91-9006306098

ماہ : ذی القعدۃ — محرم الحرام ۱۴۳۹/۴۰ھ

ماہ : جولائی — ستمبر ۲۰۱۸ء

جلد نمبر ۵۸ ✦ شمارہ نمبر ۳

## مجلس ادارت

مولانا شاہ بدر احمد مجیبی

مولانا محمد منہاج الدین مجیبی

پروفیسر حافظ فضل کبریا صدیقی

پروفیسر سید محمد اسد علی خورشید

مولانا خواجہ عبد الباری

## زرتعاون

| | | |
|---|---|---|
| فی شمارہ | : | 40/- روپے |
| سالانہ | : | 150/- روپے |
| سادہ ڈاک | : | 200/- روپے |
| رجسٹری ڈاک | : | 370/- روپے |
| پاکستان وبنگلہ دیش | : | 500/- روپے |
| دیگر ممالک | : | 25$/- امریکی ڈالر |

خصوصی شمارہ

اس شمارہ کی قیمت : 70/- روپے

مراسلت وترسیل زر کا پتہ

ایڈیٹر

المُجیب، دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ (بہار)

دار الاشاعت خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ

فون نمبر : E-mail : almujeebquarterly@gmail.com, (0612) 2555572, Telefax : 2555305

# فہرست مضامین


| | | |
|---|---|---|
| • **لمعات** | ظفر حسنین | ۴ |


## مضامین و مقالات


| | | |
|---|---|---|
| • صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی | جناب حضور مولانا شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی | ۹ |
| • حضرت شاہ عماد الدین قادریؒ کچھ یادیں کچھ باتیں | مولانا شاہ ہلال احمد قادری | ۱۶ |
| • حضرت مولانا حکیم شاہ عماد الدین قادریؒ کچھ نقوش...... | ظفر حسنین | ۲۴ |
| • آں قدح بشکست وآں ساقی نماند...... | مولانا شاہ بدر احمد مجیبی | ۲۷ |
| • عدیم المثال سادگی اور زہد وتقویٰ کے پیکر...... | مولانا شاہ مشہود احمد قادری ندوی | ۳۵ |
| • روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد | محمد فصیح الدین عاصم زینبی قادری | ۴۰ |
| • وہ جو بیچتے تھے دوائے دل...... | ڈاکٹر نور الہدیٰ شمسی | ۶۶ |
| • عم مکرم حضرت مولانا شاہ حکیم عماد الدین قادریؒ | شاہ محمد تسنیم عثمانی فردوسی سملوی | ۷۱ |
| • تواضع وخاکساری کا مضبوط ستون...... | پروفیسر حافظ فضل کبریا صدیقی | ۷۴ |
| • امت مسلمہ کا ایک عظیم فرزند | شاہ مسرور عثمانی | ۷۹ |
| • مولانا سید شاہ حکیم محمد عماد الدین قادریؒ | سید محمد نیر رضوی | ۸۲ |
| • حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ مجیبی ...... | پروفیسر ڈاکٹر سید فضل اللہ قادری | ۹۰ |
| • حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادریؒ دور حاضر کی...... | رشید اختر مجیبی | ۹۷ |
| • وہ تنہا خاکساری تھی | رضوان اللہ آروی | ۱۰۰ |
| • نمونۂ سلف حضرت الحاج مولانا شاہ عماد الدین قادریؒ | مولانا محمد سجاد حسین قادری مجیبی | ۱۰۳ |

| | | |
|---|---|---|
| • شہنشاہ ولایت نمونۂ علم وعمل | مولانا مفتی محمد اسلم احمد قادری امانی | ۱۱۲ |
| • حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہٗ | مولانا حافظ عبد المنعم قادری مجیبی | ۱۱۵ |
| • حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ دعوت و...... | مولانا محمد رمضان علی فرقانی | ۱۱۸ |
| • حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری خاموش پیغامبر | ڈاکٹر سید ریحان غنی | ۱۲۲ |
| • حضرت شاہ عماد الدین قادری کی شخصیت | امیمہ قادری | ۱۲۴ |


## قطعات تاریخ


| | | |
|---|---|---|
| • قطعہ تاریخ وفات جدنا الکریم حضرت مولانا سید شاہ...... | جناب حضور مولانا شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی | ۱۲۶ |
| • قطعہ تاریخ وفات حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادریؒ | مولانا شاہ ہلال احمد قادری | ۱۲۷ |
| • قطعہ تاریخ بہ انتقال پُرملال حضرت مولانا سید شاہ...... | پروفیسر سید شاہ محمد طلحہ رضوی برق | ۱۲۸ |
| • قطعہ تاریخ وصال حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ | مولانا شاہ بدر احمد مجیبی | ۱۲۹ |
| • قطعہ تاریخ وصال حضرت سیدی ومخدومی مولانا حکیم...... | پروفیسر سید محمد اسد علی خورشید | ۱۳۰ |
| • قطعۂ تاریخ وصال گرامی گہر | محمد فصیح الدین عاصم زینبی قادری | ۱۳۱ |
| • یا غفور یا سلام | ڈاکٹر شاہ فتح اللہ قادری | ۱۳۲ |
| • **کوائف وحالات** | ادارہ | ۱۳۳ |


✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# لمعات

• ظفر حسنین

۱۸؍جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۷؍مارچ ۲۰۱۸ءکوحضرت مولاناشاہ حکیم عماد الدین قادریؒ کاوصال ہوگیا— اور ۸؍مارچ ۲۰۱۸ءکو بعد نماز ظہر زیب سجادہ خانقاہ مجیبیہ حضرت مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھا کر، اس پیکر علم وعمل،خلوص ومحبت،عجزوانکساری اور مجسم زہدوتقویٰ کو اپنے ہاتھوں سے سپرد خاک کردیا— کہ اے خاک!یہ تیری امانت واپس کی جاتی ہے،جسے تو نے لوگوں کی ہدایت اور خدمت خلق کے لیے خانوادۂ مجیبی کے حوالہ کیا تھا— اور پھر زیب سجادہ مدظلہ العالی اور تمام حاضرین کے ہاتھ بارگاہ ایزدی میں اٹھ گئے— کہ اے اللہ ہم اور تمام حاضرین اس بات کے شاہد ہیں کہ اپنے اس بندہ کو تو نے جس مقصد کے لیے خانودۂ مجیبی میں بھیجا تھا،اُس نے تمام فرائض پورے خلوص اور عجزوانکساری کے ساتھ ادا کیئے۔ساری زندگی اس کی ذات سے کسی کو تکلیف نہیں پہنچی۔لوگوں میں خوشیاں بانٹتا رہا،حسن سلوک کرتا رہا اور سبھوں کو اپنا گرویدہ بنائے رکھا— اس کے دن تیرے بندوں کی خدمت کے لیے تھے— اور اس کی راتیں صرف اور صرف تیرے لیے،تیری عبادت وریاضت کے لیے— اے اللہ! تو ان صفات کے صدقہ میں،خانوادۂ مجیبی کے تمام اکابرین،متوسلین اور معتقدین کی دعاؤں کے صدقہ میں اپنے اس بندہ کے تمام جانے انجانے گناہوں کو معاف فرما— تو اس کی عبادتوں کو ریاضتوں کو اور شب بسری کی تمام صعوبتوں کو قبول فرما اور اُسے جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرما،خاندان کے سارے افراد اور متوسلین کو اپنے سب سے بزرگ اور مربی کی جدائی پر صبر وسکون عطا فرما۔آمین۔

صاحب سجادہ مدظلہ العالی کی دعائیں ختم ہوئیں اور سارے لوگ بوجھل قدموں سے آہستہ آہستہ باغ مجیبی سے واپس ہوئے۔آج انہوں نے صرف ایک فرد کو نہیں بلکہ ’’علم وعمل‘‘ کو سپرد خاک کردیا تھا— اناللہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت مولانا حکیم سید شاہ محمد عماد الدین قادری کی ذات مسلمانان بہار خصوصاً سلسلہ مجیبی کے لیے بڑی اہم تھی۔ان کا وصال ملت اسلامیہ کا عظیم خسارہ ہے۔ہم مسلمانوں پر،خانوادۂ مجیبی پر اور خاص کر ادارہ المجیب پر ان کے بے شمار احسانات

ہیں۔انھوں نے ابتدا ہی سے جریدہ المجیب کو اپنا سمجھا اور اپنا بنائے رکھا۔المجیب سے ان کا خاص لگاؤ تھا۔اپنے مضامین سے، احکام اسلامی سے اور دوسرے موضوعات سے وہ المجیب کے صفحات کی زینت بنتے رہے۔اپنے علاقہ میں اور جہاں جہاں وہ گئے المجیب سے لوگوں کو روشناس کراتے رہے اور اس کے فروغ میں خاص دلچسپی دکھائی۔۔۔ سفر اور حضر ہر جگہ المجیب ان کے ساتھ رہا۔ہمیں یاد ہے المجیب کی نشاۃ ثانیہ کے بعد جب اس میں میرا نام انھوں نے دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ بہت خوب آپ نے اپنی جگہ پھر سنبھال لی ہے۔

ان کے وصال کے فوراً بعد حضور زیب سجادہ مدظلہ العالی کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ المجیب پر ان کے جو احسانات ہیں ان کا تو کوئی بدل نہیں، ہاں دارالاشاعت اور سہ ماہی المجیب کی طرف سے انہیں نمایاں خراج عقیدت پیش کرنا چاہیے۔ اس لیے حضور مدظلہ العالی کی ہدایت کے مطابق سہ ماہی المجیب کا جولائی، اگست، ستمبر کا یہ خصوصی شمارہ خاص نمبر کی شکل میں حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دلی خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے حاضر خدمت ہے۔

ہم نے ہر مکتبہ فکر کے لوگوں کو دعوت دی تھی کہ وہ اپنے مضامین، مقالات یا تاثرات کے ذریعہ حکیم صاحبؒ کو یاد کریں اور انہیں خراج عقیدت پیش کرنے کے لیے ادارہ کی مدد فرمائیں۔۔۔ ہمیں خوشی ہے کہ اپنا قیمتی وقت نکال کر اہل قلم اور دانشور حضرات نے اس جانب توجہ دی اور اپنے مضامین روانہ کر کے نہ صرف حضرتؒ کو دلی خراج عقیدت پیش کیا بلکہ ادارہ المجیب کو مسرتوں سے ہمکنار کیا۔ہم تمام مضامین نگار حضرات کے دلی شکر گذار ہیں اور آئندہ بھی ان سے یہی توقع رکھتے ہیں۔۔۔ ہم ان کے بھی شکر گذار ہیں جنھوں نے ہماری درخواست پر توجہ تو دی لیکن ناگزیر اسباب کی بنا پر وقت پر اپنے تاثرات روانہ نہ کر سکے۔اللہ تعالیٰ سبھوں کو جزائے خیر دے۔۔۔ آمین ثم آمین۔

ہم نے مضمون نگار حضرات کے دلی جذبات، ان کے خیالات اور حضرتؒ کے تئیں ان کے جاننے والے نہ جاننے والے سبھوں کے قلبی تاثرات کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔۔۔ تاکہ لوگ سمجھ سکیں کہ ایک گوشہ نشیں فقیر بھی کس طرح لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کر سکتا ہے۔

ہمیں قوی امید ہے کہ پاک پروردگار ادارہ المجیب کی اس کوشش کو قبول فرمائے گا اور اس کے نیک بندے بھی اِسے پسندیدگی کا درجہ دے کر اس کی پذیرائی کریں گے۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

اس عظیم جمہوری ملک میں قانون ساز ادارہ کے بعد۔۔۔ سب سے زیادہ اہمیت کا حامل اگر کوئی ادارہ ہے تو وہ ہے قانون کا محافظ، قانون کا نگہبان اور قانون کا نفاذ کرنے والا ادارہ سپریم کورٹ۔ یوں تو پورے ملک میں چھوٹی چھوٹی اور نچلی سطح سے لے کر ہائی کورٹ تک کئی عدالتیں ہیں۔۔۔ لیکن آخری عدالت روئے زمین پر سپریم کورٹ ہے، جس کے بعد کوئی عدالت نہیں۔۔۔ یہی وجہ

ہے کہ سپریم کورٹ کے فیصلے کو ایک طرح سے خود قانون کا درجہ حاصل ہے — اگر کوئی مسئلہ قانون کی تشریح یا گرفت سے باہر ہوتا ہے تو اس مسئلہ پر سپریم کورٹ کا کوئی سابقہ فیصلہ بطور مثال پیش کر کے اسے آج کے فیصلہ کے لیے سند سمجھا جاتا ہے۔

یہ ہے سپریم کورٹ جس کی طرف ملک کے ہر شہری کی نگاہیں لگی رہتی ہیں کہ — یہ انصاف کا مندر ہے، یہاں سے آخری انصاف ضرور ملے گا۔ آزادی کے بعد سے آج تک اس ملک میں یہی ہوتا آیا ہے اور یہی سمجھا جاتا رہے گا — لیکن حالیہ دنوں میں خاص کر موجودہ حکومت کے اقتدار میں آنے کے بعد — انصاف کے اس مندر سے کچھ ایسے فیصلے ہوئے اور یہاں کی سرگرمیاں کچھ ایسی رہیں کہ ملک کے اس عظیم ادارہ پر سے اعتقاد اور اعتماد متزلزل ہو گیا ہے — لوگ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں — کہ کیا ان کی امید کا آخری سہارا یہی ہے؟ انصاف کے اس مندر کا کسی مسئلہ پر کل کا فیصلہ صحیح تھا یا ۲۴ رگھنٹہ میں بدل جانے والا — آج کا یہ فیصلہ صحیح ہے؟ خاص کر عائلی قانون یا مسلم پرسنل لاء پر وقتاً فوقتاً بدل جانے والے سپریم کورٹ کے فیصلے اتنے متضاد اور اتنے متنازع فیہ ہیں کہ حد درجہ تعجب ہوتا ہے کہ یہ عدالت عالیہ کے فیصلے ہیں یا گاؤں کی پنچایت کے۔

عدالت عالیہ کی اتھل پتھل تین طلاق سے شروع ہوئی اور ہم جنسی تک پہنچ چکی ہے۔ تین طلاق کے مسئلے پر مسلم پرسنل لاء میں صریحاً مداخلت کرتے ہوئے عدالت عالیہ نے اسے غیر قانونی قرار دے دیا ہے اور حکومت سے اس مسئلہ پر قانون بنانے کی درخواست کی۔ آناً فاناً حکومت نے ”جیسے اندھا کھوجے دو آنکھ“ اس مسئلہ پر ایک لولا لنگڑا قانون بنا دیا — جو ایوان زیریں سے تو پاس ہو گیا لیکن ایوان بالا (راجیہ سبھا) میں اٹک کر رہ گیا۔ مسلم مخالفت اور ہندو پرستی پر انحصار کرنے والی اس حکومت نے فوراً دوسرا مسئلہ ہم جنس پرستی کا اٹھایا۔ بات عدالت عالیہ تک پہنچی اور وہاں سے عجیب عجیب ناقابل فہم فیصلے آنے لگے۔ ملاحظہ کیجئے۔

انگریزوں کے دورِ حکومت میں ۱۸۶۱ء میں ملک میں ہم جنس پرستی تعزیراتی جرم قرار پایا، کیوں کہ یورپ میں اس وقت اسے جرم سمجھا جاتا تھا — وقت گذرتا رہا یورپ میں تبدیلیاں آئیں اور آہستہ آہستہ وہاں کے سماج نے اس قبیح فعل ہم جنس پرستی کو نہ صرف قبول کر لیا — بلکہ اسے جرم کے زمرہ سے ہٹا دیا — ہندوستان پر بھی اس کا اثر ہوا اور یورپ کی اندھی تقلید کرنے والوں کی اس درخواست کو کہ ہم جنس پرستی کے خلاف دفعہ ۳۷۷ کو ختم کر دیا جائے — ہائی کورٹ نے مسترد کر دیا۔ پھر سپریم کورٹ سے ہائی کورٹ کے حکم کے خلاف درخواست کی گئی لیکن سپریم کورٹ نے ہائی کورٹ ہی سے اس پر فیصلہ کرنے کو کہا۔ ہائی کورٹ نے دوبارہ اس پر غور کر کے ۲۰۰۹ء میں ہم جنس پرستی کو قانوناً جائز قرار دے دیا — پھر سپریم کورٹ کا دروازہ کھٹکھٹایا گیا اور اُس نے ۲۰۱۳ء میں ہائی کورٹ کے فیصلہ کو غلط قرار دیتے ہوئے اس قبیح فعل کو غیر قانونی قرار دے دیا لیکن پھر جب ۲۰۱۷ء میں سپریم کورٹ میں دُہائی لگائی گئی تو اس کی سات رکنی بنچ نے دوبارہ قانونی جواز فراہم کر کے اسے قانوناً جائز قرار دے دیا ہے — خدا کی پناہ! ملک کی سب سے اعلیٰ عدالت، جس کے بعد روئے زمین پر انصاف کی کوئی عدالت نہیں۔

کیسے فیصلے دے رہی ہے؟ — ایک ہی مسئلہ پر صبح کچھ اور شام کچھ — شام کچھ اور صبح کچھ — عوام متحیر اور پریشان ہیں کہ کسے قابل قبول سمجھا جائے اور کسے مسترد کیا جائے۔ آپ خود اندازہ لگائیے عدالت عالیہ کے اس فیصلہ کے بعد ہندوستانی سماج کا کیا حال ہوگا؟ اس کا اندازہ ہم جنس پرستوں کی اس بھیڑ کے ردعمل سے ہوسکتا ہے جو فیصلہ سننے کے بعد عدالت عالیہ کے باہر دکھا رہے تھے۔ کوئی خوشی سے کسی سے لپٹ رہا ہے، کوئی جھوم رہا ہے — مغرب کی تقلید میں زوال کی طرف رواں دواں یہ ہندوستانی قوم کس دلدل میں پھنسنے والی ہے، آپ کو اس کا اندازہ ہونا چاہیے — آپ خود غور کیجئے اور اندازہ لگایئے کہ اگر ایسا ہوتا کہ عدالت عالیہ کی سات رکنی بنچ کے ایک جج صاحب جب یہ فیصلہ سنا کر خوشی خوشی گھر میں داخل ہوتے ہیں اور بیوی کو آواز دیتے ہیں، وہ کہتی ہے ابھی ہم مشغول ہیں، بیٹی کو آواز دیتے ہیں وہ بھی کہتی ہے ابھی ہم مشغول ہیں، بیٹے کو آواز دیتے ہیں وہ بھی مشغول ہونے کی بات کرتا ہے۔ جج صاحب کسی طرح بیوی کے کمرے میں جاتے ہیں تو وہ ایک دوسری عورت کے ساتھ مشغول نظر آتی ہے، بیٹی کسی دوسری لڑکی کے ساتھ اور لڑکا دوسرے لڑکے کے ساتھ مشغول عمل — گویا سبھی قانوناً اور اخلاقاً جائز اپنے اپنے کام میں مشغول ہیں۔ اب بتلایئے جج کا کیا حال ہوا ہوگا؟ — انہیں اپنے فیصلہ پر ندامت ہوگی یا گردن فخر سے تن گئی ہوگی۔

اسلام نے اس قبیح فعل کو حد درجہ شرمناک اور قابل گناہ قرار دیا ہے اور ایسا کرنے والوں کے لیے بدترین سزا تجویز کی ہے۔ اس لیے امید تو یہی ہے کہ مسلم سماج اس فیصلہ سے ہرگز متاثر نہیں ہوگا اور ایک سچا مومن اس شرمناک فعل سے خود کو دور رکھے گا — چاہے ملکی قانون اس کی اجازت دے یا ترغیب۔

* * * * * * * * * * * * *

جاہ طلبی، اقتدار کی ہوس اور کسی فرقہ سے سخت نفرت کسی انسان سے کیا کیا نہ کراتی ہے اس کا مشاہدہ کرنا ہے تو موجودہ برسر اقتدار جماعت کی کارگذاریوں پر ایک نظر ڈالیے — اچھی خاصی جمہوریت کو — جو گزشتہ ستر سالوں سے دنیا کے لئے ایک مثال بنی ہوئی تھی — محض ساڑھے چار سالوں میں اس درجہ گرادیا گیا کہ آج دنیا اس پر ہنس رہی ہے اور اس عوامی جمہوریت کو جمہوری تاناشاہی کا نام دے رہی ہے — اس جمہوری تاناشاہی کے کارناموں میں — ایک اور کارنامہ طلاق ثلاثہ پر بنائے گئے مجوزہ قانون کو زبردستی غیر قانونی اور غیر جمہوری طریقہ سے آرڈیننس کے ذریعہ نافذ کرنا ہے — اس ملک کا ہر قانون داں، دانشور اور پڑھا لکھا طبقہ ببانگ دہل اعلان کررہا ہے کہ پارلیمنٹ (راجیہ سبھا) میں زیر غور اس بل کو زبردستی آرڈیننس کے ذریعہ نافذ کرنا سراسر غلط، غیر آئینی اور غیر جمہوری عمل ہے — لیکن طاقت کے نشہ میں چور یہ حکومت مسلمانوں کو پریشان اور ہراساں کرنے کے لیے ایسے اقدام کرنا ضروری سمجھ رہی ہے — مسئلہ صرف ووٹ کا — ووٹ کی حصولیابی کا ہے — اور اس وقت ہندوؤں کا ووٹ حاصل کرنا حکومت کی اولین ترجیح ہے، اس لئے مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان نفاق پیدا کرکے ووٹ کا استحصال ان کے لئے ضروری ہے۔

اس آرڈیننس کے ذریعہ ملک کے سب سے بڑے ادارے پارلیمنٹ اور سپریم کورٹ دونوں کی سخت توہین کی گئی ہے اور مسلمانوں کو ایسی چوٹ پہنچائی گئی ہے کہ وہ درد و کرب سے کبھی ابھر نہ سکیں۔ ایسے مسئلہ پر مسلمانوں میں ہیجان پیدا کیا گیا ہے جس کا وجود آٹا میں نمک کے برابر ہے کیونکہ ان کا خیال ہے اس کامیابی کے بعد سارے مسلم لاء پر حملہ کر دینا آسان ہو جائے گا۔ مسلم عورتوں پر حکومت کی خاص نظر عنایت بلا وجہ نہیں ہے۔ جب کہ ہندو عورتوں کا حال حد سے زیادہ خراب ہے۔ بین طبقاتی شادیوں کی وجہ سے سینکڑوں مرد و عورت کا دردناک قتل ہو رہا ہے۔ آئے دن عورتوں پر ظلم و زیادتی ہو رہی ہے اور وہ زندہ جلائی جا رہی ہیں یا بنا طلاق دیے بے یارو مددگار سڑکوں پر در بدر کی ٹھوکر کھانے کے لئے چھوڑ دی جا رہی ہیں جن میں خود وزیر اعظم کی بیوی بھی شامل ہیں۔ بھوک، افلاس، غربت، جہالت اور ملک کو تباہ و برباد کرنے والے سینکڑوں مسائل کو چھوڑ کر ایسے مسئلہ کو اولین ترجیح دی گئی ہے جس کا کوئی وجود نہیں۔

ملک کے ستر فی صد عوام جو گزشتہ انتخاب کے وقت بی جے پی آر ایس ایس کے مخالف تھے اور آج بھی ہیں ـــــ صرف ایک کروٹ لیں اور اتحاد کی طرف قدم بڑھائیں تو جمہوریت مخالف اس جماعت کا نیست و نابود ہو جانا یقینی ہے۔ مسلمانوں کو بھی، جن پر سب سے زیادہ چوٹ پہنچ رہی ہے، ٹھوس عملی قدم اُٹھانا ہے۔ صرف یہ اعلان کر دینا کہ ’’ـــــ یہ بل ہمیں منظور نہیں، یہ شریعت میں مداخلت ہے اور ہرگز ہم اسے برداشت نہیں کر سکتے ـــــ‘‘ کافی نہیں۔ ہم سب یہ بہت سن چکے، بہت سہہ چکے اب ایسے اعلان کی کوئی اہمیت نہیں صرف عملی قدم اُٹھانے کی ضرورت ہے۔ علمائے کرام، دانشور حضرات اور تمام مذہبی، ملی ادارے غور و فکر کر کے طے کریں کہ جلد سے جلد کیا کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں۔ ہمیں جلد سے جلد زہر کے اس پودے کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکنا ہے اور یہ کام ہر حال میں آئندہ انتخاب میں کر دینا ہے تا کہ ۲۰۱۹ء کے بعد یہ جماعت دوبارہ اقتدار میں نہ آسکے۔

✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵ ✵

# صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

● محمد آیت اللہ قادری

وَلَقَدۡ جِئۡتُمُوۡنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقۡنٰكُمۡ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكۡتُمۡ مَّا خَوَّلۡنٰكُمۡ وَرَآءَ ظُهُوۡرِكُمۡ —

(الانعام : ۹۴)

ترجمہ : (روز قیامت اللہ تعالیٰ فرمائے گا) تم سب ہمارے پاس تنہا تنہا آگئے جیسا کہ ہم نے پہلی بار (دنیا میں) تم کو پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا تھا سب اپنے پیچھے (دنیا میں بغیر اختیار کے) چھوڑ آئے۔

اس دنیا میں انسان پیدا ہوتا ہے اور پھر ایک نہ ایک دن اس کائنات سے رخصت ہو جاتا ہے اب تک بے شمار لوگ آئے اور دار قرار کی طرف چلے گئے لیکن دنیا وآخرت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام واعزاز کے مستحق وہی لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں، تمام احکام الٰہیہ پر عمل اور تمام محرمات ومکروہات سے پرہیز دائمی طور پر کرتے ہیں، اعمال صالحہ پر مداومت کرتے ہیں،، راحت ونعمت کی حالت میں شکر اور تکلیف و پریشانی میں صبر کرتے ہیں ایسے نیک اشخاص کا ذکر باری تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اپنی مقدس ومتبرک کتاب میں کیا ہے :

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ۝۳۰ — (حم السجدہ)

ترجمہ : بلاشبہ جنھوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اسی پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کرو اور خوشخبری سنو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اس آیت کریمہ میں لفظ استقامت سے کیا مراد ہے؟ تفسیر مظہری میں ہے :

فالاستقامة لفظ جامع قال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ الاستقامة ان تستقیم علی الامر والنهی ولا تروغ روغان الثعالب — (مظہری : ۱/۱۸۴۶)

ترجمہ : ''استقامت'' ایک جامع لفظ ہے، حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا: استقامت یہ ہے کہ تم (اللہ تعالیٰ کے) اوامر ونواہی پر ثابت قدم رہو، لومڑیوں کی طرح ادھر ادھر راہ فرار مت تلاش کرو۔

عن عثمان رضی اللہ عنہ اخلصوا العمل — (تفسیر نسفی: ۲۶۸/۳)

ترجمہ : حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے (کہ آپ نے استقامت کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:) عمل میں اخلاص پیدا کرو۔

ایک مرتبہ حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اسلام کی ایک جامع بات بتا دیجئے جس کے بعد مجھے کسی اور سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

قل اٰمنت باللہ فاستقم — (صحیح مسلم: ۴۷/۱)

ترجمہ : تم اللہ پر ایمان لاؤ پھر اس پر ثابت قدم رہو۔

فرشتوں کا نزول کب ہوگا؟ حضرت مجاہدؒ سے روایت ہے کہ موت کے وقت ہوگا، حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ محشر میں قبروں سے نکلنے کے وقت ہوگا، حضرت وکیعؒ نے فرمایا کہ تین وقتوں میں ہوگا، اول موت کے وقت، پھر قبر کے اندر، پھر محشر میں قبروں سے نکلنے کے وقت — (قرطبی، جلد ۱۵، ص ۵۹-۳۵۸)

ان اقوال کے پیش نظر اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوا کہ جن لوگوں نے سچے دل سے کامل یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مان لیا اور اخلاص کے ساتھ احکام الٰہیہ پر ثابت قدم رہے تو ایسے لوگوں کے پاس فرشتے آتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ تم آخرت کے معاملہ میں رنجیدہ مت ہو اور دنیا میں اہل وعیال کے چھوڑنے پر اندیشہ مت کرو اور اس جنت کے ملنے پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

اسی طرح مؤمنین کو موت کے وقت خطاب کیا جاتا ہے :

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ﴿۲۹﴾ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ﴿۳۰﴾ — (الفجر)

ترجمہ : اے نفس مطمئنہ! تو اپنے رب کی طرف لوٹ جا تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

اس آیت کریمہ میں مسلمان کی روح کو نفس مطمئنہ کہا گیا ہے، اس سے مراد وہ نفس ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سکون ملتا ہے اور اس کے ترک سے بے چین ہو جاتا ہے۔ ریاضات ومجاہدات کر کے ذکر اللہ کو اپنا مزاج بنا لیتا ہے۔ اس آیت کریمہ میں نفس مطمئنہ کو اول اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں میں شامل ہونے کا حکم ہے پھر جنت میں داخل ہونے کا،

جس سے معلوم ہوا کہ جنت میں داخلہ نیک بندوں کے زمرے میں شامل ہونے پر موقوف ہے، پس صحبت صالحین وہ عظیم نعمت ہے کہ جس نے دنیا میں صالحین، عابدین، کی صحبت اختیار کی، وہ ان کے ساتھ جنت میں بھی جائے گا۔ان شاء اللہ۔ یہی سبب ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی صالحین کے زمرے میں شامل ہونے کے لیے دعا فرمایا کرتے تھے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی دعا میں فرمایا :

وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِكَ فِیۡ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۹﴾ — (سورۃ النمل)

ترجمہ : اور (اے اللہ!) مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں میں شامل فرما۔

حضور خاتم النبیین سید المرسلین سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا، مگر عباد صالحین کا سلسلہ جو آدم علیہ السلام سے چلا وہ آج بھی باقی ہے اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا، ان خوش نصیب بندگان خدا میں لاکھوں لوگ دنیا کے مختلف حصوں پر آباد ہوئے اور اپنے برکات انفاس سے کروڑوں لوگوں کو صالحیت اور تقویٰ شعاری عطا کر کے بارگاہ خداوندی کا مقرب ومقبول بنا گئے، ان عباد صالحین کے سلسلے کی ایک کڑی بنام ’’خاندان زینبی جعفری‘‘ قصبہ ’’پھلواری شریف‘‘ میں بھی آباد ہوئی جس میں سینکڑوں علماء، صلحاء، عارفین وسالکین پیدا ہوئے اور ہزاروں افراد ان سے وابستگی حاصل کر کے رحمت ایزدی کے مستحق ہوئے۔

موجودہ دور میں خاندان زینبی جعفری کے سب سے اہم اور بزرگ ترین شخصیت حضرت الحاج مولانا حکیم سید شاہ محمد عماد الدین قادری علیہ الرحمہ کی تھی، آپ مختلف رشتوں سے ہمارے دادا تھے اور آپ کی ذات ہمارے لئے متعدد جہتوں سے مربی وولی نعمت کی حامل تھی، نہ صرف ہمارے لئے بلکہ ہمارے خاندان کے موجودہ تمام بزرگوں اور عزیزوں کے لئے آپ کی ذات گرامی معظم ومفتخر تھی، ہمارے خاندان میں اس وقت آپ ہی کی شخصیت بزرگ تھی، عمر میں بھی اور مقام ومرتبہ میں بھی۔

جدنا الکریم حضرت مولانا عماد الدین قادریؒ جنہیں ہم سبھی احفاد ’’حاجی دادا‘‘ کہتے ہیں۔آپ کی شخصیت متنوع صفات کی حامل تھی۔آپ بیک وقت مدرس، مفتی، صوفی، عارف اور حکیم سب کچھ تھے۔اگر آپ چاہتے تو ہر فن میں متعدد کتابیں لکھ سکتے تھے لیکن آپ تصنیف وتالیف کی طرف راغب نہیں ہوئے، کیونکہ آپ نے رجال سازی، معاشرے کی اصلاح، ارشاد وہدایت، تعمیر انسانیت، تزکیۂ نفوس وتطہیر قلوب کی خدمات سے لوگوں کی آخرت سنوارنے اور انہیں علوم شریعت وطریقت سے روشناس کرانے کی طرف زیادہ توجہ دی اور اس کے لئے ادعیہ واستغفارات، اوراد ووظائف اور درود شریف کی متعدد کتابیں اپنی کوشش واہتمام سے منظر عام پر لائے، بعض کتابوں کے ترجمے بھی شائع کرائے جن سے لوگ مستفیض ہو رہے ہیں، آپ لوگوں کے باطنی احوال کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے ہمیشہ جدوجہد کرتے رہے، آپ کی کوشش اللہ کے نزدیک مقبول ہوئی، آپ کی محنت رنگ لائی جس کے آثار علاقۂ سیمانچل میں ہزاروں افراد کی شکل میں نظر آتے ہیں، خطۂ سیمانچل کا اکثر حصہ آپ کے

فیوض و برکات سے آج بھی فیضیاب ہے، آپ رجال سازی اور ارشاد و ہدایت کے امور کو اخلاص وللہیت کے ساتھ اخیر عمر تک انجام دیتے رہے، آپ کا شمار ان مخفی الحال بزرگان دین میں ہوتا ہے جنہیں نام ونمود سے کبھی کوئی واسطہ ہی نہیں رہا۔ خلوص و نیک نیتی کے ساتھ آپ نے جو دینی اور اصلاحی خدمتیں کی ہیں انہیں اہل پھلواری شریف اور آپ کے تمام معتقدین، متوسلین فراموش نہیں کرسکیں گے۔

آپ حضرت محی الملۃ والدین مولانا سید شاہ محمد محی الدین قادری قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ اور اپنے والد گرامی قدر حضرت مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادری قمر طلعت قدس سرہٗ کے تربیت یافتہ، کہنہ مشق عارف وسالک تھے، نیز آپ حضرت امام المتقین مولانا سید شاہ محمد نظام الدین قادری قدس سرہٗ کے اخص الخواص شاگرد اور حضرت امان المستجیرین مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری، حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری قدس سرہما کے سچے تعلیم یافتہ تھے، اسی کا اثر تھا کہ آپ کی ذات اقدس میں علوم متداولہ کے ساتھ ساتھ تصوف وسلوک کے تمام اوصاف بھی بہ تمام وکمال پائے جاتے تھے، تواضع وانکساری، عجز ونیاز مندی، خلوص وللہیت، اطاعت واستقامت، تزکیہ وتصفیہ اور ان کے علاوہ بے شمار صفات حمیدہ سے آپ کی ذات گرامی موصوف تھی۔ آپ کی ذات دین داری، شرافت، وضع داری، تواضع، سادگی، قناعت، توکل اور شگفتہ مزاجی کا ایک نادر مجموعہ تھی۔ وقار اور دل نوازی کا ایسا قران السعدین کم دیکھنے کو ملتا ہے ؎

زفرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است

آپ کو جس طرح تعلیمات ظاہری پر عبور حاصل تھا جیسا کہ ماہنامہ ''المجیب'' میں شائع شدہ فتاوے اور ان کی چند غیر مطبوعہ قلمی کتابیں اس پر شاہد عدل ہیں، اسی طرح تعلیمات سلوک میں بھی آپ کو کمال درک حاصل تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ نے مکمل تربیت باطنی اپنے والد ماجد سے پائی جو اپنے وقت کے جلیل القدر عالم اور عظیم عارف وصوفی تھے اور جو بدر الکاملین، فیاض المسلمین حضرت مولانا سید شاہ محمد بدر الدین قادری قدس سرہٗ کے دوسرے صاحبزادے اور حضرت محی الملۃ والدین مولانا سید شاہ محمد محی الدین قادری قدس سرہٗ کے بھائی تھے، حضرت مولانا شاہ عماد الدین کی ذات ان دونوں عظیم ہستیوں کے دست ولایت کی شاہکار تھی، آپ کی ذات ان دونوں کے فیوض وبرکات کی جامع تھی، آپ اپنے والد گرامی کے اکلوتے صاحبزادے ہونے کی حیثیت سے ان کے تمام علمی وعرفانی وراثتوں کے حامل تھے، اس لئے ہمارے جدین مکرمین کے بعد خاندان میں حضرت حاجی دادا ہی کی شخصیت تھی جو اپنے اخلاف میں مرشد کامل کی حیثیت رکھتی تھی، خانقاہی مراسم ومعمولات میں اس وقت آپ سے زیادہ واقف کار اور کوئی نہ تھا، اس لئے امور خانقاہی کے کسی مسئلہ میں کسی طرح کا کوئی تردد پیش آتا تو لوگ آپ سے رجوع کرتے اور آپ ہی اس کا ازالہ فرماتے۔

آپ نے اپنے اندر وہ رسوخ و وثوق پیدا کرلیا تھا کہ حضور امان المستجیرین قدس سرہٗ کسی کو کچھ پڑھنے کی اجازت عطا فرماتے تو اس سے فرمادیتے کہ عماد الدین میاں کو جا کر سنادیں، چنانچہ ایک دفعہ حضور امان المستجیرین سے گیا کے ایک صاحب نے ''الباقیات الصالحات'' کی اجازت طلب کی، حضرت نے ان کو اجازت مرحمت فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ آپ عماد الدین میاں کو پڑھ کر سنادیں اور راقم الحروف کو حکم ہوا کہ حاجی دادا کے یہاں ان کو لے جاؤ، میں حسب الحکم آپ کے یہاں انہیں لے گیا اور انہوں نے آپ کو ''الباقیات الصالحات'' پڑھ کر سنایا۔

ہمارے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھی اوراد و وظائف کے سلسلے میں جو لوگ درخواست پیش کرتے تو آپ بھی ان سے یہی فرماتے کہ حاجی ماموں کو جا کر سنادیں، کئی دفعہ ایسا ہوا کہ جن تعویذات کے نقوش والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کو سمجھ میں نہیں آتے تو ہمیں حکم ہوتا کہ حاجی دادا کے پاس جا کر دکھادو، ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے، آپ اسی تعویذ کی پشت پر اس کی وضاحت فرمادیتے اور یہ بھی تحریر فرماتے کہ یہ تعویذ فلاں مرض کے دفعیہ کے لئے ہے۔ ہم کو خدمت سجادگی پر مامور ہونے کے بعد آپ اپنی معذوری کے باوجود خلوت میں بارہا تشریف لائے اور بہت سے وظائف و اوراد کی اجازتیں مرحمت کیں نیز تعلیمات ومعمولات سجادگی کی طرف رہنمائی فرمائی، آپ نے اکثر عزیزوں کو بھی اجازتیں دی ہیں، برادر عزیز مولوی محمد منہاج الدین مجیبی سلمہ وابقاہ نے ''دلائل الخیرات'' آپ ہی کو سبقاً سبقاً سنا کر پڑھنے کی اجازت لی۔

آپ کو قرآن وحدیث سے کافی شغف تھا، قرآن کریم سے شغف رکھنے والوں کو ''ربانی'' یعنی ''رب والے'' کہا گیا ہے:

كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنتُمْ تَدْرُسُونَ ﴿٧٩﴾ — آل عمران)

ترجمہ : تم رب والے بن جاؤ اس کی وجہ سے جو تم کتاب پڑھاتے ہو اور خود پڑھتے ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید سے شغف رکھنے والوں کے متعلق فرمایا :

خيركم من تعلم القرآن وعلمه— (صحيح بخاری)

ترجمہ : تم سب میں افضل وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اس کو سکھائے۔

قرآن کریم سے آپ کو اس قدر لگاؤ تھا کہ آپ کی زندگی قرآن فہمی، اس کی تعلیم، ترویج و اشاعت اور قرأت وتلاوت میں گذری۔ آپ کے اندر قرآن فہمی کو فروغ دینے اور اس کی تعلیمات سے ہر خاص و عام کو روشناس کرانے کا بڑا جذبہ تھا یہی وجہ ہے کہ جب آپ کی گفتگو کسی سے ہوتی یا آپ کسی مجلس ومحفل میں ہوتے تو دوران گفتگو اکثر قرآن مجید کی آیتیں پڑھ کر مخاطب کو اپنی بات سمجھاتے تھے، آپ قرآن کریم کے حافظ تو نہیں تھے، مگر وعظ ونصیحت، احکام وفضائل، درس عبرت اور تربیت وتعلیمات پر مشتمل کثیر آیات قرآنیہ آپ کے نوک زبان پر رہتی تھیں جنہیں برمحل استعمال کرتے تھے، ایک مرتبہ میں والد ماجد قدس سرہٗ کا ایک پیغام لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور میں نے عرض کیا کہ آپ کو اس پر عمل کرنے اور نہ کرنے دونوں کا اختیار دیا گیا ہے، آپ نے میری بات سن کر قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ پڑھی :

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللّٰهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۔۔۔ (سورۂ نساء:۵۹)

ترجمہ : اے ایمان والو! تابع داری کرو اللہ کی اور تابع داری کرو رسول ﷺ کی اور تم میں سے اختیار والوں کی۔

اس آیت کی تلاوت سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ اطاعت باری تعالیٰ و اطاعت رسول کے بعد میرے لئے سجادۂ مجیبیہ کے حکم کی تعمیل ضروری ہے۔

اسی طرح آپ کو احادیث نبویہ کے جزئیات اور حکمت وعبرت کے فقرات کثرت سے یاد تھے جن کا وقوع موقع ومحل کے مطابق ہوتا رہتا تھا، چنانچہ ایک بار آپ کی اہلیہ (دادی مرحومہ) کی علالت کے زمانہ میں عیادت کے لئے حاضر ہوا تو ہمیں ایک گلاس شربت پینے کے لئے دیا گیا، دادی مرحومہ فرمانے لگیں کہ تم تاج العارفین کی جگہ پر ہو، تم شربت پی کر تھوڑا میرے لئے چھوڑ دو، ان کی یہ بات مجھے بہت عجیب لگی اور میں سوچ میں پڑ گیا کہ میں اپنا جھوٹا شربت ان کو کیسے پینے کے لئے دوں؟ جبکہ وہ مجھ سے عمر اور رتبہ دونوں میں بڑی ہیں، میں اسی پس وپیش میں تھا کہ آپ نے برجستہ یہ حدیث پڑھی: سور المومن شفاء۔ (مومن کا جھوٹا شفاء ہے۔) اور آپ نے گلاس کا بچا ہوا شربت اپنی اہلیہ مرحومہ کو پلا دیا۔

حضرت حاجی دادا رحمۃ اللہ علیہ کی مجھ پر بے انتہا شفقتیں رہی ہیں، آپ مجھے بہت عزیز رکھتے تھے اور بحمد اللہ آخر دم تک آپ مجھ سے خوش رہے۔ ۲۰۰۰ء میں جب پہلی بار حج وزیارت حرمین شریفین کی سعادت نصیب ہوئی تو آپ میرے ہمراہ کلکتہ ایئر پورٹ تک گئے اور اس موقع پر نہایت خوشی کا اظہار فرمایا، اور ''استغفارات منقذۃ من النار'' کی عکسی کاپی منیٰ اور عرفات میں پڑھنے کے لئے مرحمت فرمائی اور حج وعمرہ وزیارت سے متعلق اپنی غیر مطبوعہ ضخیم تصنیف کا عکس بھی عنایت فرمایا، اسی طرح ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۶ء میں عمرہ وزیارت مقامات مقدسہ کی سعادت نصیب ہوئی، دونوں بار سفر عمرہ کے لئے روانگی کے موقع سے سرخیل سلسلۂ مجیبیہ حضرت مولانا سید شاہ محمد وارث رسولنما بنارسی قدس سرہٗ کے آستانۂ فیض رسا پر معمول کے مطابق حاضری ہوئی، حضرت مولانا قدس سرہٗ کے عرس کا موقع بھی تھا، خاندان کے دیگر بزرگوں کے علاوہ حضرت حاجی دادا بھی اپنی معذوری کے باوجود بنارس تشریف لے گئے، عرس میں شرکت فرمائی، قل ومجلس سب میں آپ کی شمولیت رہی، بیٹھنے سے معذور تھے پھر بھی محفل سماع میں ایک کنارے کرسی پر تشریف فرما رہے اور عرس کے بعد نہایت شفقت، محبت اور دعاؤں کے ساتھ مجھے روانہ فرمایا۔

قحط الرجال کے اس دور میں علماء، فقہاء، صلحاء یکے بعد دیگرا ٹھتے چلے جارہے ہیں، ملت اسلامیہ کے چراغ ایک ایک کر کے بجھتے جارہے ہیں اور ان کی وجہ سے علم بھی اٹھتا جارہا ہے، آپ کے وجود باجود سے ہمیں بڑی تقویت تھی، آپ کی رحلت سے ہم، آپ کی دعاؤں اور سایۂ شفقت سے محروم ہو گئے، اس وقت موجودہ بزرگوں کا وجود ہمارے لئے ظل ہمایوں سے کم نہیں ہے، اللہ تعالیٰ انہیں صحت وسلامتی کی نعمتوں سے نوازے اور ان کا سایہ ہم سب پر تادیر قائم رکھے ۔۔۔ آمین

خدا! آباد رکھیو، ان شجر کو
سرِ آیت پہ جو سایہ فگن ہیں

حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ ۱۱؍ جمادی الاول ۱۳۴۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۸؍ جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ میں آپ کا وصال ہوا، اس ۹۲؍ سال کی طویل مدت تک خانقاہ اور سلسلۂ مجیبیہ کی خدمات انجام دینے میں ہمیشہ سرگرم رہے، خاندان کے افراد اور منتسبین خانقاہ نے آپ سے خوب علمی استفادہ و روحانی استفاضہ کیا، آپ کی ذات اس شعر کے مصداق ہے، گویا آپ زبان حال سے فرما رہے ہیں ؎

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
صدیوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲


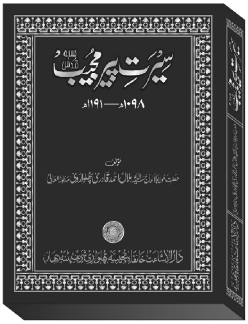


سیرتِ پیر مجیب قدس سرہ

(جدید ایڈیشن مع اضافہ)

مؤلف

حضرت مولانا الحاج سید شاہ ہلال احمد قادری پھلواروی مدظلہ العالی

خانوادۂ مجیبیہ کے ایک نکتہ سنج، دقیقہ رس، ذی وقار عالم حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری مدظلہ العالی کی مایۂ ناز گرانقدر تالیف ہے، جس میں بانیٔ خانقاہ مجیبی حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ مجیب اللہ قادری پھلواروی قدس سرہٗ کے علمی وعرفانی کمالات، دینی خدمات، ارشاد وہدایت، تربیت وتزکیۂ نفوس کے طریقے، خانقاہ مجیبی کی خصوصیات، حضرت کے کرامات وتصرفات، خلفاء ومجازین اور ہم عصر علماء ومشائخ کے حالات نہایت احسن پیرایے میں تحریر کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب خانقاہ کے بزرگوں کے حالات زندگی پر ریسرچ کرنے والوں کے لئے انمول تحفہ ہے، جو بہت ساری نادر ونایاب کتب ورسائل اور قلمی نسخہ جات کا جامع مجموعہ ہے۔ یہ کتاب ایک اہم تاریخی دستاویز کے ساتھ ساتھ واقعات وحالات کا ایک دلچسپ مرقع بھی ہے، جسے ترتیب دے کر مؤلف نے قارئین ومستفیدین پر احسان عظیم فرمایا ہے۔ پوری کتاب نو ابواب پر مشتمل ہے، جس کے ہر باب کے اندر کثیر معلومات اور ان گنت شواہد کے ذخائر موجود ہیں۔

یہ کتاب اپنے موضوع پر مستند تاریخ، جامع سوانح ہے، جو دیدہ زیب طباعت اور خوشنما سرورق سے مزین 480 صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی قیمت محض -/400 روپے ہے۔ دارالاشاعت خانقاہ مجیبیہ سے آج ہی حاصل کیجئے اور اپنی معلومات میں اضافہ کیجئے۔

رابطہ : 9006306098 ,+91-7004955974

# حضرت شاہ عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

# کچھ یادیں کچھ باتیں

● مولانا شاہ ہلال احمد قادری

حضرت بدرالکاملین فیاض المسلمین مولانا سید شاہ محمد بدرالدین قادری قدس سرہ کے حفید سعید اور حضرت قمر طلعت مولانا شاہ محمد قمر الدین قادری قدس سرہ کے خلف وحید، مولانا حکیم شاہ محمد عماد الدین قادری بھی دار فنا سے دار بقا کی طرف اپنی منزل آخر کر گئے ـــــ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے والد ماجد حضرت قمر طلعت امیر شریعت ثالث مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادری قدس سرہ، حضور امیر شریعت بدرالکاملین سیدنا شاہ بدرالدین قادری قدس سرہ کے دوسرے فرزند تھے۔ اپنے زمانے کے نہایت ممتاز اور متبحر عالم تھے، ذہانت وفطانت غیر معمولی تھی، آپ کے فتاوے اور آپ کی تصنیفات سے علمی تبحر ظاہر ہوتا ہے، کبھی ایسا ہوتا کہ امارت شرعیہ کے مفتی کسی استفتاء کا جواب آپ کے ملاحظے کے لئے پیش کرتے اور آپ اس میں دلائل کی کمی محسوس کرتے تو فوراً اس میں کتب فقہ سے مزید دلائل کا اضافہ کر دیتے، فقہ پر اتنا گہرا مطالعہ تھا کہ آپ کو کتابوں کی زیادہ ورق گردانی نہیں کرنی پڑتی تھی، مسائل مستحضر ہوتے تھے، حضرت مولانا شاہ عون احمد قادری رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ کبھی مجھے حکم ہوتا کہ بخاری سے فلاں حدیث تلاش کرو اور پھر صحیح بخاری سے کوئی متعین حدیث تلاش کرنے کا طریقہ افادہ فرماتے۔ شعر وسخن کا ذوق اتنا اعلی تھا کہ خاص لوگوں کے خطوط کے جواب میں برمحل اشعار لکھتے تھے، آپ کے مکاتیب پڑھ کر آپ کے ذہن رسا پر حیرت ہوتی ہے، جس سال آپ کے سنجھلے بھائی حضرت جدی ومرشدی وولی نعمی مولانا سید شاہ محمد نظام الدین قادری قدس سرہ سفر حج میں تشریف لے گئے تھے اس سال منیٰ میں باد و باراں کے ساتھ شدید ژالہ باری ہوئی تھی کافی حجاج ہلاک ہوئے تھے، وہاں سے انہوں نے منیٰ کے صورت حال کی تفصیل لکھی اور ژالہ باری اور اس کے اثرات کا ذکر کیا، ادھر سے حضرت قمر طلعت نے جو جواب روانہ فرمایا اس میں ژالہ پر فارسی کے

کئی اشعار ہیں اور منی کے اس حادثے پر کسی قسم کے افسوس کے بجائے ان کو مبارک باد دی ہے، حضرت کا جملہ ہے ’’ماشاء اللہ منی میں خنک ضیافت رہی‘‘ اس طرح کی بات وہی لوگ لکھ سکتے ہیں جو قرب الٰہی کے کیف وکم اور اس کی عظمت واہمیت کے امین وراز داں ہوتے ہیں، آپ نے شاعری کی طرف توجہ نہیں کی فارسی کچھ کلام ہیں جو شائع ہو چکے ہیں۔

حضرت امیر شریعت ثانی کی وفات کے بعد جمعیۃ علماء بہار نے بالاتفاق آپ کو امیر شریعت منتخب کیا اور آپ نے خرابی صحت کے باوجود مسلمانان بہار کی کامیاب قیادت فرمائی۔ امیر شریعت ثالث حضرت قمر طلعت نے اپنے دور امارت میں اپنے بزرگوں کی طرح امارت شرعیہ سے ہر طبقہ ومسلک کے لوگوں کو جوڑ کر رکھا کئی خانقاہوں کے افراد امارت شرعیہ سے وابستہ تھے اور اس کے پروگراموں میں نقابت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ امیر شریعت منتخب ہونے کے بعد آپ فرماتے تھے کہ میں امیر شریعت بننا نہیں چاہتا تھا، میں نے اس منصب کو صرف اس لئے قبول کیا کہ ایک بار حضرت امیر شریعت اول قدس سرہ نے دار المصنفین کے ماہنامہ ’’معارف‘‘ کے مطالعہ کے بعد جس میں علامہ سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے قیام امارت شرعیہ کا ذکر کیا تھا، ارشاد فرمایا کہ معارف کے حاشیہ پر وہ حدیث لکھ دو جس میں یہ ہے کہ تین آدمی جب سفر کریں تو ایک کو امیر بنالیں، چونکہ حضرت امیر شریعت نے مجھ سے وہ حدیث لکھوائی تھی اس لئے میں نے امیر شریعت کا منصب قبول کرلیا۔ (یہ روایت مولانا شاہ حکیم عماد الدین صاحب رحمہ اللہ کی زبان سے میں نے سنی ہے) حضرت قمر طلعت نے محض رسول اکرم ﷺ کی حدیث شریف کا احترام کرتے ہوئے نہ چاہتے ہوئے بھی اس منصب کو قبول فرمایا۔ حضرت نے مختلف موضوعات پر کئی کتابیں لکھیں لیکن ان کی اشاعت نہیں کرائی اس میں بھی آپ کا خاص رجحان تھا، فرماتے تھے کہ میں مشار الیہ نہیں بننا چاہتا۔ آپ کے آخری زمانے میں حضرت مولانا شاہ عون احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے حیات النبی کے موضوع پر ’’نعمت عظمیٰ‘‘ لکھی تھی اور آپ سے اس کتاب پر کچھ لکھنے کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ میں مسلمانان بہار کا امیر ہوں اور اس مسئلے سے بعض علما کو اختلاف ہے اس لئے میرا اس کتاب پر کچھ لکھنا مناسب نہیں ہے۔ وہ کتاب اگرچہ آپ کی وفات کے بعد شائع ہوئی لیکن آپ کی تحریر تو اس میں شامل ہو ہی سکتی تھی اور ہم لوگوں کے لئے بہت اہم چیز ہوتی، کیونکہ آپ کی تحریر میں علمی اور عرفانی نکات بہت ہوتے تھے، لیکن یہ آپ کی احتیاط اور اپنے منصب کی ذمہ داری کا احساس تھا، اور یہی وجہ تھی کہ آپ کی شخصیت اور آپ کی امارت ہر طبقۂ فکر میں معتمد علیہ رہی۔

حضرت قمر طلعت، اپنے عہد کے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ عشق الٰہی اور عشق نبوی ﷺ میں آپ کی دل سوختگی کا یہ عالم تھا کہ ایک بار دہلی کے سفر میں وہاں کے ایک مشہور طبیب کو جو حکیم نابینا سے معروف تھے خود کو دکھایا آپ کو تنفس کا عارضہ تھا اور زندگی بھر رہا، حکیم صاحب نے آپ کی نبض دیکھی اور جو کچھ ان کے یہاں تشخیص امراض کی صورت تھی، مرض کا جائزہ لینے کے بعد کہا ’’آپ کے دل میں تو آگ لگی ہوئی ہے آپ کو علاج سے کیا فائدہ ہوگا‘‘۔ آپ اپنے احوال ومقامات عرفانی کو ہمیشہ مخفی

رکھنے کی کوشش کرتے۔اذکار واشغال اور دیگر تعلیمات پر مشتمل ایک کتاب بھی مرتب فرمائی ہے جس کا تاریخی نام ”خازن بہشت“ ہے۔آپ کو بیعت وخلافت اپنے والد ماجد حضور فیاض المسلمین سیدنا شاہ بدرالدین قادری قدس سرہ سے تھی اور طریقت کی تمام تعلیم حضرت سے ہی پائی۔ ۶۴ سال کی عمر میں ۱۳۷۴ھ میں وفات پائی۔

حضرت قمر طلعت کی شادی، اورنگ آباد ضلع کے ایک قصبہ سملہ کے عثمانی خانوادے میں حضرت خواجہ خلیل رحمہ اللہ کی صاجزادی سے ہوئی، سملہ کا یہ خانوادہ مشائخ سلسلہ فردوسیہ کا خانوادہ ہے اور حضرت جلال الدین کبیر الاولیا چشتی پانی پتی قدس سرہ کی اولاد میں ہے۔حضرت خواجہ خلیل، علاقے کے بااثر رئیس اور کاسب وشاغل بزرگ تھے، پھلواری شریف کے جعفری زینبی خاندان سے ازدواجی تعلقات پہلے سے تھے۔

حضرت مولانا حکیم شاہ عماد الدین قادری، حضرت قمر طلعت کے اکلوتے صاجزادے تھے ان سے چھوٹی دو بہنیں ہیں (مد اللہ ظلہما)۔شاہ عماد الدین صاحب اس دور قحط الرجال میں پھلواری شریف کے خانوادۂ زینبی میں بزرگوں کی آخری یادگار تھے، انہوں نے برانوے سال کی طویل عمر پائی، صحت اچھی تھی آخر کے دو تین سال علالت اور معذوری کے گذرے۔ ان کی ولادت، پھلواری شریف میں ۱۱ر جمادی الاولی ۱۳۴۷ھ میں ہوئی۔یہ مہینہ حضرت محبوب رب العالمین خواجہ عماد الدین قلندر قادری پھلواروی قدس سرہ العزیز کی وفات کا ہے، شاید اسی مناسبت سے ان کے عم محترم حضرت امیر الشریعۃ محی الدین والملۃ مولانا سید شاہ محمد محی الدین قادری زیب سجادۂ تاج العارفین قدس سرہما نے ان کا نام ”محمد عماد الدین“ تجویز فرمایا۔کہا جاتا ہے کہ نام کے اثرات ہوتے ہیں، حضرت شاہ عماد الدین صاحب پر شاید اسی نام کا اثر ان کی قلندرانہ شان بے نیازی کی صورت میں موجود رہا۔ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد اور سنجھلے چچا حضرت استاد العلماء مولانا شاہ محمد نظام الدین قادری قدس سرہ سے پائی۔ مزید تعلیم حضرت امان المستجیرین مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری، حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری قدس سرہما اور دار العلوم مجیبیہ کے استاد مولانا محبوب عالم رحمہ اللہ سے حاصل کی دورۂ حدیث کی تکمیل حضرت قمر طلعت کے حکم سے حضرت مولانا شاہ عون احمد صاحب نے کرائی، درسیات کی تکمیل ۱۳۷۳ھ میں ہوئی۔

فارغ التحصیل ہونے کے بعد طب یونانی کی تحصیل کے لئے طبیہ کالج پٹنہ میں داخلہ ہوا اور طب کی تعلیم مکمل کی۔کچھ دنوں باقاعدہ مطب کیا اور مریض دیکھنے کا اور علاج معالجہ کا سلسلہ رہا، اپنا دواخانہ کے نام سے دواخانہ قائم ہوا، پھلواری جنتری کے نام سے ایک جنتری بھی چھپوائی اس میں ان ادویات کے اشتہارات بھی ہوتے جو خاص ان کے دواخانے میں تیار ہوتی تھیں۔طبیہ کالج میں داخلہ حضرت قمر طلعت مولانا شاہ قمر الدین قادری قدس سرہ کی وفات کے بعد ہوا تھا۔

کچھ دنوں تدریسی مشاغل بھی رکھے اور دار الافتا خانقاہ مجیبیہ میں آنے والے استفتا کے جوابات بھی دیتے تھے، ان کے وہ فتاوے ماہنامہ المجیب میں شائع ہوئے ہیں۔

طبعاً کم سخن تھے،ان کی گفتگو نصیحت آموز ہوتی تھی،مزاج میں تحمل اور برداشت بہت زیادہ تھی،غصے کا اظہار کم کرتے کسی بات پر یا کسی شخص پر غصہ آتا تو آنکھ بند کرکے خاموش بیٹھ جاتے،ان کو کبھی کسی پر بلند آواز سے ناراضگی کا اظہار کرتے نہیں دیکھا گیا،عمر کی زیادتی اکثر لوگوں کو زود رنج بنا دیتی ہے لیکن آپ اس عمر کو پہنچ کر بھی بہت پرسکون رہتے تھے،صبر و برداشت کا مادہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص طور پر ودیعت کیا تھا۔آپ کی زندگی کا ایک بڑا حصہ فقر و درویشی کے ساتھ گذرا اس پر بڑے صبر وضبط کے ساتھ قائم رہے کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا۔آپ کا اخلاق بہت اچھا تھا،آپ کے سامنے اگر کوئی کسی کی برائی کرتا کہ فلاں ایسا ہے،اور فلاں نے ایسا کیا تو اس کے عمل اور اس کی بات کی تاویل کرتے مذمت کرنے والے کی تائید نہیں کرتے،بچوں پر شفقت کرتے تھے،ہماری والدہ (ان کی ہمشیرہ) سے بہت محبت کرتے تھے،کوئی بات ہوتی تو والدہ کو آکر ضرور بتاتے،جب تک صحت اچھی رہی والدہ کے پاس تشریف لاتے بات چیت کرتے والدہ سے پان لے کر کھاتے،ہمارے بچے بیمار ہوتے تو عیادت کرنے کے ساتھ مفید مشورے بھی دیتے،بچے ان کے پاس جاتے تو ان کو کچھ کھانے کی چیز ضرور دیتے،رشتہ داروں اور تعلق کے لوگوں سے ہمدردی رکھتے،رشتہ داروں کے خانگی اختلافات میں خود کو کنارے رکھتے،جہاں افہام وتفہیم کی گنجایش ہوتی وہاں ایک بار سمجھانے کی کوشش کرتے۔پوری زندگی میں ان کی کسی سے آویزش نہیں ہوئی،ان کے بزرگ ان سے شفقت ومحبت رکھتے تھے،اور وہ حسب موقع اپنے بزرگوں کی خدمت کرتے،ان کے بڑے بھائیوں میں حضرت شاہ امان اللہ قادری اور حضرت شاہ عون احمد قادری قدس سرہما ان سے بے حد محبت رکھتے تھے،حضور پیر و مرشد کی خدمت میں کسی ضرورت سے جاتے تو میں نے دیکھا ہے کہ حضور پیر و مرشد ان کو دیکھ کر بہت خوش ہو جاتے تھے،برادران عم زاد کے درمیان ایسی محبت اور ایسا خلوص ہمارے خاندان کی مثالی خوبی تھی ـــ کثر اللہ امثالہم فینا۔

حضرت قمر طلعت قدس سرہ نے ان کی تربیت میں بے نفسی اور انکسار و تواضع کا خاص خیال رکھا،اس کا نتیجہ یہ تھا کہ اپنے والد ماجد کی خدمت میں ہر وقت کھڑے رہتے تھے،ان کا کھانا ناشتہ زنان خانے سے خود اٹھا کر لاتے حالانکہ خدمت کرنے والوں کی کمی نہیں تھی،وہ اپنے والد گرامی کی آخری سانس تک ان کی خدمت سے جدا نہیں ہوئے،مریدین ومتوسلین اور معتقدین کی موجودگی میں بھی وہ اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیرزادے کی بجائے خادم کی طرح حاضر رہتے تھے،میں نے خود ان سے خدمت کے بارے میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ''والد صاحب فرماتے تھے کہ تم خدمت کروگے تو تم کو فائدہ ہوگا''۔فی الواقع حضرت قمر طلعت نے شاہ عماد الدین صاحب کو اپنی خدمت میں رکھ کر بے نفسی کی ایسی عملی تعلیم دیدی تھی کہ وہ پوری زندگی لوگوں کی مدح و قدح سے بے نیاز رہے،خدم وحشم کا کوئی تکلف نہ تھا،عصر حاضر کے علما و مشائخ کے سے تکلفات ان کے یہاں نہ تھے،حلقۂ متوسلین میں بھی سادہ لباس میں رہتے،لباس ووضع میں کوئی اہتمام نہیں تھا،معمولی اور بہت سستے کپڑوں میں ان کو کہیں جانے میں کوئی عار نہیں محسوس ہوتا اور کسی کی حیثیت دنیوی سے کبھی مرعوب نہیں ہوتے،وہ ایک عجیب قلندرانہ شان رکھتے تھے۔

حضرت امان المستجیرین مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ، اپنی نیابت میں ان کو حلقے میں بھیجتے تھے، بالخصوص پورنیہ اور کٹیہار کے علاقوں میں حضرت کی نیابت وہی کرتے تھے۔ حضرت کی طرف سے طالبین کی بیعت لیتے اور حضرت کی اجازت ہوتی تو تعلیمات طریقت میں بھی رہنمائی کرتے۔ اس علاقے کے لوگوں کو ان سے دینی فائدے بہت ہوئے، ہمیشہ لوگوں کی اصلاح فرماتے رہتے تھے، اپنے حسن اخلاق سے متوسلین کے حلقے میں بہت مقبول تھے۔

تعلیمات سلوک میں یہاں اوراد کی کتابیں بھی شامل ہیں جن کی متوسلین اجازت لیتے ہیں اور وہ کتابیں باقاعدہ شیخ و مرشد کی خدمت میں سبقاً سبقاً سنائی جاتی ہیں، ان کتابوں میں حضرت عارف باللہ امام سید محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ کی شہرۂ آفاق ومقبول خلائق کتاب ''دلائل الخیرات وشوارق الانوار فی ذکر الصلوٰۃ علی النبی المختار'' اور حضرت فیاض المسلمین مولانا سید شاہ محمد بدرالدین قادری قدس سرہ کی تالیف ''الباقیات الصالحات فی الصلوات الطیبات علی سید الکائنات'' خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ حضرت امان المستجیرین قدس سرہ اپنے وابستگان سلسلہ میں بعض لوگوں کو پڑھنے کی اجازت دے کر فرماتے تھے کہ عماد الدین میاں کو سنادو۔ بہت لوگوں نے مولانا شاہ عماد الدین صاحب کو یہ کتابیں سنائیں اور ان سے تصحیح کرائی۔

حضرت شاہ عماد الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ بڑی خوبی تھی کہ مخلص مریدین اور اپنے عزیزوں کو اوراد و اشغال سیکھنے کی ترغیب دیتے رہتے تھے۔ یہ فکر ان پر اتنی غالب رہتی تھی کہ ایک مرتبہ انہوں نے، حضرت امام الطائفہ خواجہ حسن بصری قدس سرہ العزیز کی کتاب ''الاستغفار منقذۃ من النار'' بڑے اہتمام سے چھوٹی اور بڑی تقطیع میں چھپوائی، عازمین حج کو عنایت فرماتے اور بطور خاص منی میں تین دن اس کو پڑھنے کی تلقین فرماتے، اس کتاب کی اشاعت سے لوگوں کو بڑا فائدہ ہوا۔ پھلواری شریف میں بھی جب ذی الحجہ کا مہینہ آتا تو عزیزوں کو تین شب بطور خاص پڑھنے کی تاکید فرماتے یعنی آٹھ نو اور دس ذی الحجہ کی راتوں میں۔ شب برأت میں پڑھنے کے اوراد بھی شائع کرائے۔ مخصوص ایام میں جو نوافل و اوراد خاندان مجیبی کے معمولات میں ہیں ان کی طرف ہمیشہ رہنمائی فرماتے رہتے تھے، ان کی یہ خوبی ان کے ساتھ چلی گئی۔ ان کی تحریک وترغیب سے اور خود ان سے خانوادے کے جن عزیزوں کو حضرت رسولنما و حضرت تاج العارفین کی تعلیمات سے جو فیض ملا وہ بھولنے کی چیز نہیں ہے اور اس پر عمل کرنے والا ہمارے محترم ماموں شاہ عماد الدین صاحب کو کبھی نہیں بھول سکتا اعلی اللہ درجتہ و ادخلہ فی بحبوحۃ الجنان۔ ان کی یہ خصوصیت ایسی ہی تھی جیسے کوئی دولت مند صفت جود وسخا سے متصف ہو اور اس کا ہاتھ کھلا ہو، ان کے پاس جو تعلیمات باطنی کی دولت تھی وہ دولت عظمیٰ تھی اور وہ دل سے یہ خواہش رکھتے تھے کہ جس کو دے سکتے ہوں دے دیں کہیں ان کے ساتھ چلی نہ جائے، کاسبین وشاغلین جب تک اس پر عمل کرتے رہیں گے ان کو اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ حضرت امان المستجیرین شیخی ومرشدی شاہ امان اللہ قادری کے بعد حضرت عمی الکریم عون السالکین مولانا شاہ عون احمد قادری کی ذات اس خوبی کی جامع تھی اور ان کے بعد حضرت شاہ عماد الدین قادری کی شخصیت اس جولانگاہ سلوک طریقت میں

''داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی'' آخری شمع تھی ۔ باری تعالی مبدع وخلاق ہے پھر کسی کو تیار فرما دے وما ذلك علی الله بعزیز ۔اپنے والد ماجد کی کئی تصانیف شائع کرائیں دو کتابیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں ''خازن بہشت'' یہ کتاب فارسی میں ہے اوراذ کار واشغال سے متعلق ہے اور بہت اہم کتاب ہے، اس کو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے ۔ دوسری کتاب '' اشارات الکتاب الی اباحۃ ایصال الثواب '' ہے ۔مولانا تمنا عمادی نے جو احادیث کے حجت ہونے کے قائل نہیں تھے، کیونکہ ان کے نزدیک احادیث نبویہ کی اسناد مشکوک تھیں وہ ہر مسئلے کو قرآن سے حل کرنا چاہتے تھے، اس لئے انہوں نے ایصال ثواب کے جواز پر قرآن کریم سے دلائل طلب کئے تھے، اس کتاب میں حضرت مؤلف نے اباحت ایصال ثواب پر قرآن کریم سے دلائل پیش فرمائے ہیں ۔کتاب اردو میں ہے اس کے باوجود بعض مقامات میں تشریحی نوٹ لگانے کی ضرورت تھی، یہ خدمت راقم نے انجام دی ۔

حضرت شاہ عماد الدین صاحب نے کم عمری میں ہی حضرت محی الملۃ والدین سیدی شاہ محی الدین قادری قدس سرہ سے بیعت طریقت کرلی تھی، حضرت سے تعلیم باطنی مکمل کرنے کا موقع نہ ملا کیونکہ وہ ان کے پڑھنے کا زمانہ تھا اور پھر حضرت کی وفات ہوگئی ۔اس لئے طریقت کی تعلیم انہوں نے اپنے والد گرامی حضرت قمر طلعت سے مکمل کی، حضرت نے ان کو تمام اذکار قلبی وخفی، اذکار جہری اور شغل ومراقبہ کی تعلیم دی اور مشق کرائی ۔میں نے ان سے خود سنا کہ حضرت قمر طلعت، سماع کی محفلوں میں افادہ فرماتے تھے کہ اس شعر سے اپنے سلسلے کی فلاں تعلیم ظاہر ہوتی ہے، اور اس شعر میں طریقت کا یہ نکتہ پوشیدہ ہے ۔ایک بار بنارس میں حضرت رسولنما قدس سرہ کے عرس میں قوال نے علامہ اقبال کا یہ کلام گایا :

در دل مسلم مقام مصطفٰے است ۞ آبروئے ما زنام مصطفٰے است
ہر کہ عشق مصطفٰے سامان اوست ۞ بحر و بر در گوشۂ دامان اوست
طور موجے از غبار خانہ اش ۞ کعبہ را بیت الحرم کاشانہ اش
خاک یثرب از دوعالم خوشتر است ۞ اے خنک شہرے کہ آنجا دلبر است

یہ نعتیہ غزل پھلواری کی محافل سماع میں قوال برابر گایا کرتے تھے لیکن بنارس کی محفل سماع میں چونکہ آپ شروع سے آخر تک شریک رہتے تھے اس لئے پہلی بار سننے کا اتفاق ہوا، اس پر کیفیت بھی کی اور بعد میں مجھ سے فرمایا کہ اس کلام میں تو سب کچھ ہے ۔ان کے ''سب کچھ'' کی وضاحت کی میں نے جرأت نہیں کی، مقصد یہی تھا کہ سالک اور ذاکر کے لئے اس میں بہت سی تعلیمات پنہاں ہیں ۔

سماع کی محفلوں میں ان ہی اشعار پر حضرت قمر طلعت ان کو فیض دیا کرتے تھے ۔یعنی سماع کے وجد وکیف میں حضرت قمر طلعت ان کو منازل طریقت طے کراتے تھے ۔ یہ خصوصیت پھلواری شریف خانقاہ کے سماع کی ہمیشہ رہی ہے ۔

حضورمحی الملۃ اور قمر طلعت کے افاضۂ سماع میں یہ فرق تھا کہ حضرت محی الملۃ ، بہ حالت سماع بلند آواز میں اشعار کی نہایت عالمانہ اور عارفانہ تشریح فرماتے اور ’’الا اللہ ‘‘ کے پر اثر نعرہ کے ساتھ افاضہ فرماتے ، دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اس نعرہ میں ایسی زبردست تاثیر تھی کہ جس کی طرف رخ کرتے وہ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگتا ، حضرت قمر طلعت ، حالت وجد میں اپنے رومال کوحرکت دیتے ( جو اپنے دائیں ہاتھ میں رکھتے تھے ) اور مستفیض بے حال ہو جاتا ۔ شاہ عماد الدین صاحب کو ان اشعار پر فیض دیا کرتے تھے جن میں طریقت کے اسرار و رموز ہوتے ، یہ ان کے ساتھ حضرت کی خصوصی عنایت تھی ۔

حضرت محی الملۃ نے اخیر زمانے میں اپنے برادران اور برادر زادگان وغیرہ کو سلسلہ کی اجازت مرحمت فرمائی ان میں آپ کا نام بھی شامل ہے خانقاہ مجیبیہ میں یہ روایت رہی ہے کہ صاحب سجادہ تمام عزیزوں کو سلسلہ کی اجازت عطا فرما دیتے تھے ، ان میں چھوٹے بچے بھی شامل ہوتے تھے ۔ حضرت محی الملۃ قدس سرہ نے بھی تمام عزیزوں کے ساتھ آپ کو بھی عطا فرمائی ، حضرت کے خلفا و مجازین میں آپ کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس وقت آپ ہی حضرت کے مرید اور خلیفہ باقی رہ گئے تھے باقی بعض اعزہ حضرت محی الملۃ کے مجاز تو ہیں مرید نہیں ہیں ۔ آپ کے والد ماجد حضرت قمر طلعت نے آپ کو اجازت عام کے ساتھ الباس خرقہ بھی کیا ( یعنی خرقۂ خلافت پہنایا ) اور ان سلسلوں کی اجازت بھی عطا فرمائی جو مشائخ حرمین شریفین سے حاصل ہوئی تھی ۔ بالخصوص سلسلۂ سنوسیہ کی اجازت جو حضرت قمر طلعت کو سفر حج میں سنوسی شیخ سے ملی تھی ، اور تمام مرویات حدیث کی اجازتیں بھی دیں ، پھر آپ کے منجھلے چچا حضرت مولانا شاہ نظام الدین قادری اور چھوٹے چچا حضرت حافظ شہاب الدین قادری قدس سرہما نے آپ کو اجازت دی ۔ آپ کے قریبی رشتے کے ماموں شاہ فدا حسین فردوسی دیوروی اور شاہ عبدالحق فردوسی دیوروی رحمہما اللہ نے سلسلہ فردوسیہ کی اجازت دی ۔

جب حضرت امان المستجیرین نے اپنی نیابت میں آپ کو بیعت لینے کی اجازت دی اور آپ خانقاہ کی یہ خدمت کرنے لگے تو آپ کو اجازت عام بھی عطا فرمائی ۔ جن سلاسل طریقت کی اجازتیں آپ کو اپنے بزرگوں سے ملیں ان سلاسل کا ذکر ہم نے ’’سیرت پیر مجیب ‘‘ میں کیا ہے ، سلسلۂ سنوسیہ وغیرہ کی اجازت آپ کو اپنے والد گرامی سے ملی وہ الگ ہے ۔ اس طرح حضرت شاہ عماد الدین صاحب اس زمانے میں کثیر السلاسل بزرگ تھے اور اجازت احادیث نبویہ کے جامع بھی تھے ۔ لیکن آپ نے بالاصالۃ بیعت لینے کا سلسلہ نہیں رکھا ، حضرت امان المستجیرین کی حیات میں ان ہی کی طرف سے بیعت لیتے تھے ، حضرت مولانا شاہ رضوان اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بھی لوگوں کی بیعت لی ہے ۔ جب کوئی شخص ان سے بالاصالۃ بیعت کی خواہش کرتا ( یعنی خاص ان کا مرید بننا چاہتا ) تو فرماتے کہ میں کسی کی بیعت نہیں لیتا میرے والد نے بھی کسی کو مرید نہیں کیا ۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت قمر طلعت مولانا شاہ محمد قمر الدین قادری قدس سرہ ، جس علمی اور روحانی مقام کے حامل تھے اور خانقاہ میں صاحب سجادہ حضرت شاہ امان اللہ قادری کے مرشد کی حیثیت سے خاص امتیاز رکھتے تھے ، طالبین کی بیعت لینی شروع کر دیتے تو

ان کی طرف تشنگان بادۂ معرفت کا رجوع عام ہوتا لیکن انہوں نے خانقاہ کے صاحب سجادہ کی مرکزیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کسی ایک آدمی کو بھی اپنا خاص مرید نہیں بنایا۔

حضرت خالی الکریم شاہ عماد الدین صاحب جب تک پیروں سے معذور نہ ہوئے خانقاہ کی جو خدمات ان کے ذمہ تھیں انجام دیتے رہے، حضرت مولانا شاہ عون احمد صاحب کی عدم موجودگی میں مسجد مجیبی کی امامت آپ ہی کے ذمہ رہتی تھی۔ امامت کا سلسلہ اپنے پیر و مرشد کی حیات میں شروع کر دیا تھا۔ زیارت موئے مبارک کے وقت بستہ شریف اٹھا کر لانے اور لے جانے کی خدمت خانقاہ کے اکابر علما اور عارفین کاملین سعادت عظمیٰ سمجھتے تھے، حضرت شاہ عماد الدین صاحب نے یہ خدمت پورے احساس ذمہ داری کے ساتھ انجام دی۔ آستانہ بنارس میں صاحب سجادہ کی نیابت میں عرس کا اہتمام بھی آپ کے ذمہ رہا جب تک سفر سے معذور نہ ہوئے یہ خدمت انجام دیتے رہے۔ حضور شاہ رضوان اللہ قادری کی وفات حسرت آیات کے بعد موجودہ صاحب سجادہ کی رسم جانشینی آپ نے پوری توجہ کے ساتھ انجام دی کیونکہ آپ ہی اس وقت جانشینی کی تمام روایات سے واقف تھے اور آپ پر سب لوگوں کو بھروسہ تھا۔ حضور شاہ رضوان اللہ قادری قدس سرہ کی جانشینی کے موقع پر حضرت شاہ عون احمد صاحب کے معاون و مشیر آپ ہی تھے۔ دونوں سجادہ نشینوں سے آپ کو بے حد محبت تھی ان کی معمولی سی تکلیف سے بھی آپ پریشان ہو جاتے تھے۔

ہمارے محترم ماموں صورت و شمائل میں بھی وجیہ تھے، رنگ ان کا بہت گورا نہیں تھا لیکن شکل نورانی اور چہرے کے نقوش جاذب نظر تھے، بڑی بڑی آنکھیں، اونچی بلند ناک، باریک لب، بڑا مسکراتا چہرہ تھا، ان کے بڑے سر پر دستار زیب دیتی تھی، قد درمیانہ تھا، آخر عمر تک کمر جھکی نہیں تھی۔ ہمارے نانا قمر طلعت قدس سرہ کو دیکھنے والے کہتے ہیں کہ وہ اپنے والد سے بہت مشابہ تھے۔ ایک بار میرے ایک ماموں احمد عثمانی صاحب مرحوم (والدہ کے سگے ماموں زاد بھائی) عرصہ دراز کے بعد پاکستان سے آئے تھے، میں ان کو ملاقات کرانے لے گیا وہ واپس ہوئے تو کہنے لگے بڑا روحانی سکون ملا پھوپھا ابا کی یاد آ گئی (یعنی حضرت قمر طلعت کی)۔

کئی بار حج بیت اللہ کی سعادت سے بھی بہرہ ور ہوئے، ان کی معیت میں جانے والے عازمین کو ان کی وجہ سے مناسک حج کی ادائیگی اور حاضری روضۂ انور کے آداب وضوابط کے التزام میں بڑا فائدہ ہوا۔

حضرت مولانا شاہ محمد عماد الدین قادری کی رحلت، خانقاہ پھلواری شریف کی تاریخ میں ایک عہد کا خاتمہ ہے۔

ڈھونڈو گے ہمیں ملکوں ملکوں ملنے کے نہیں نایاب ہیں ہم
تعبیر ہے جس کی حسرت و غم اے ہم نفسو وہ خواب ہیں ہم

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# حضرت مولانا حکیم شاہ عماد الدین قادریؒ

# کچھ نقوش کچھ یادیں

• ظفرحسنین

حضرت مولانا حکیم شاہ عماد الدین قادریؒ کا وصال ۷؍مارچ ۲۰۱۸ء مطابق ۱۸؍جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ بروز بدھ رات تقریباً ۹؍بجے اپنے آبائی مکان محلہ خانقاہ پھلواری شریف میں ہوگیا—اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی پیدائش ۱۳۴۷ھ میں ہوئی تھی۔اس طرح وصال کے وقت وہ تقریباً ۹۲؍برس کے تھے اور خانوادہ مجیبی کے سب سے بزرگ بھی۔

مولانا عماد الدین قادریؒ امیر شریعت ثالث حضرت مولانا شاہ قمر الدین قدس سرہٗ کے صاحبزادہ تھے،وہ ایک بھائی اور دو بہنوں میں سب سے بڑے تھے۔ان کی شادی ان کے چھوٹے چچا حضرت مولانا حافظ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی صاحبزادی سے ہوئی تھی جن کا انتقال کئی سال پہلے ہو چکا ہے۔ایک بہن کی شادی منجھلے چچا حضرت مولانا شاہ نظام الدین قدس سرہٗ کے صاحبزادہ حضرت مولانا شاہ عین احمد قادریؒ سے ہوئی تھی جن کا انتقال جواں عمری میں ہی ہوگیا اور جن کے صاحبزادہ مشہور عالم دین مولانا شاہ ہلال احمد قادری ہیں (اللہ انہیں عمر طویل عطا فرمائے) دوسری بہن کی شادی چھوٹے چچا حضرت مولانا حافظ شہاب الدین قدس سرہٗ کے صاحبزادہ سید شاہ شرف الحسن قادری صاحب سے ہوئی ہے۔اس طرح رشتہ داری میں شادی کا پاکیزہ اور اسلامی رواج اس خانوادہ میں ابتدا ہی سے مروج ہے جو آج بھی بفضلہٖ تعالیٰ قائم ہے۔

ان کی تعلیم وتربیت بڑے چچا حضرت مولانا شاہ محی الدین قادری قدس سرہٗ زیب سجادہ خانقاہ مجیبیہ کی آغوش سے شروع ہو کر والد بزرگوار حضرت مولانا شاہ قمر الدین قادری قدس سرہٗ اور منجھلے چچا حضرت مولانا شاہ نظام الدین قادری قدس سرہٗ کی تربیت گاہ تک پہنچی۔پھر دار العلوم مجیبیہ میں ان کا داخلہ ہوا اور فضیلت کی سند وہیں سے اپنے عم زاد مولانا شاہ عین احمد قادریؒ

کے ساتھ حاصل کی۔ دونوں کے سر پر دستارفضیلت حضورسید شاہ محی الدین قادری زیب سجادہ قدس سرہٗ نے اپنے ہاتھوں سے باندھی۔ دارالعلوم سے فضیلت کی سند حاصل کرنے کے بعد انہوں نے گورنمنٹ طبی کالج پٹنہ سے طب کی ڈگری حاصل کی جس کے بعد بہ آسانی انہیں سرکاری ڈسپینسری میں نوکری مل سکتی تھی لیکن ان کے دل نے سرکاری نوکری کو قبول نہیں کیا اور اپنی فطرت کے مطابق غریبوں محتاجوں کو اپنی مسیحائی سے فائدہ پہنچاتے رہے۔ ان کی فطرت میں سادگی اور سنجیدگی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ طویل عمر پائی لیکن زندگی کے ہر موڑ پر ان کی سادگی اور متانت ان کے ساتھ رہی۔ انہیں دیکھ کر اُن سے مل کر یا ان کے ساتھ کافی لمحے گزار کر بھی اندازہ نہیں ہو پاتا تھا کہ وہ ایک اعلیٰ نسب کے بہت ہی تعلیم یافتہ اور دست شفا حکیم ہیں۔ بس سیدھے سادھے صوفی صفت انسان۔ خانقاہیت، جس کی وہ پیداوار تھے اور جس کی گود میں ان کی نشوونما ہوئی ان کی رگ و پے میں سرایت کی ہوئی تھی۔ ان کی شخصیت ان کے پدر بزرگوار قمر طلعت حضرت مولانا شاہ قمر الدین قادری قدس سرہٗ اور ان کے منجھلے چچا حضرت مولانا شاہ نظام الدین قادری قدس سرہٗ کے بعض اوصاف کا مجموعہ تھی۔ وہ اپنے والدؒ کی طرح ذی علم، ملنسار اور کم سخن تھے، وہیں اپنے منجھلے چچاؒ سے سادگی، غور وفکر اور فقیری حاصل کی تھی۔ ان تمام اوصاف نے مل کر ان کی شخصیت کو بڑی پاکیزہ اور دل نشیں بنا دیا تھا۔ جب بھی کوئی ان سے ملتا پہلے غور وفکر میں ڈوبی آنکھیں اس کا جائزہ لیتیں، چہرہ پر ہلکا سا تبسم نمودار ہوتا اور پھر متانت، سنجیدگی اور ہلکے مزاح سے گفتگو کا آغاز ہو جاتا۔ اب آپ ہی بتائیے جب گفتگو کی ابتدا اتنے اچھے انداز سے ہو تو خواہ وہ ہلکی پھلکی عام گفتگو ہو یا بھاری بھرکم ادبی و دینی باتیں ـــــ دلنشیں ہونگی نا؟ یہ ان کی شخصیت کا ایک دل آویز پہلو تھا۔ ادب کا بڑا اچھا ذوق تھا۔ صاحب تصنیف تھے۔ کئی مضامین لکھے اور رفاح عام کے لئے کچھ رسالے بھی ترتیب دیے۔

اپنے بڑے چچا زیب سجادہ خانقاہ مجیبیہ، محی الملۃ والدین حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین قادری قدس سرہٗ امیر شریعت ثانی سے باضابطہ خلافت و اجازت حاصل تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں ان کے متوسلین ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ خاص کر پورنیہ و بائسی علاقہ میں ان کا بہت اثر ہے۔

اس عاجز کے گھر والوں سے ان کا گہرا لگاؤ اور مخلصانہ تعلق تھا۔ ہمارے بچپن میں وہ اکثر سویرے عیسیٰ پور آجاتے، اماں مرحومہ سے ملاقات کر کے دعائیں لیتے۔ ہم سب لوگوں سے گھل مل کر باتیں کرتے، سبھوں کو خوش کر کے شاداں وفرحاں واپس چلے جاتے۔ تعلیم کے دور میں بھی وہ اور ان کے عزیز سید حماد قادری مرحوم ایک ساتھ طبی کالج جایا کرتے تھے۔ ہمارا بھی ساتھ ہو جاتا۔ ہم لوگ ساتھ پھلواری شریف اسٹیشن سے پٹنہ جنکشن ٹرین سے جاتے۔ پٹنہ جنکشن سے وہ دونوں طبیہ کالج کی طرف چلے جاتے اور میں بی این کالج کی راہ لیتا۔ راستہ بھر خوب گفتگو ہوتی۔ حماد مرحوم کی مزاحیہ باتیں، چھیڑ چھاڑ اور ان کا متانت بھرا جواب۔ عجیب دل چسپ ماحول رہتا۔ آخر عمر تک ان کا رویہ سبھوں کے ساتھ ایسا ہی مخلصانہ اور ہمدردانہ رہا۔

آپسی شادیات کی وجہ سے ہماری ان کی دوہری رشتہ داری تھی۔ وہ ہمارے چچیرے بھائی بھی تھے اور چچیرے بہنوئی

بھی (ان کی اہلیہ رشیدہ باجی مرحومہ رشتہ میں ہماری پھپھیری بہن تھیں) اس لئے میں اکثر ان سے ہلکا پھلکا مذاق کرتا رہتا تھا جس کا جواب وہ اپنے مخصوص تبسم کے ساتھ مزاحیہ انداز میں دیتے۔ایک بار اپنے صاحبزادہ کی تقریب شادی میں وہ خانقاہ کی تاریخی اور قدیم نشست گاہ (پتھر پر) بیٹھے تھے، یہ پتھر والی نشست گاہ نہ معلوم کتنی قدیم ہے، شاید سینکڑوں سال پرانی ـــــ وہیں پر آ کر لوگ انہیں مبارکباد دے رہے تھے اور ساتھ میں نوید کا لفافہ بھی جسے وہ شکریہ کے ساتھ جیب میں رکھ لیتے۔میں ان کے پاس گیا اور کہا: ''شاید آپ کی جیب نا کافی ہے اس لئے میں اپنی جیبیں پیش کر رہا ہوں اسی میں رکھ دیجئے۔وہ مسکرائے اور کھڑے ہو کر دکھلاتے ہوئے کہا کہ میرے لباس میں مزید چار جیبیں ہیں شکریہ''۔

ان سطور کے لکھتے وقت دل میں ایک ہوک سی اُٹھتی ہے۔ان سے مل کر اُن سے باتیں کر کے کیسی فرحت محسوس ہوتی تھی بیان نہیں کرسکتا۔ان کے چہرے کی ازلی مسکراہٹ آخر تک ان کے ساتھ رہی۔میں نے ان کا جنازہ دیکھا سب کچھ ختم ہو چکا تھا لیکن ان کی مسکراہٹ ان کے لبوں پر موجود تھی :

نشان مرد مومن با تو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

ان کی تمام متاع زندگی کی یادگار صرف ان کے اکلوتے فرزند ڈاکٹر شاہ عمید الدین قادری ہیں۔اعلی تعلیم یافتہ، مہذب اور والدؒ کی طرح سادگی کا پیکر۔ان کے چار بیٹے ہیں جنہوں نے آخری لمحے تک ان کی بڑی خدمت کی اور جن کے ذریعہ ان کا نام ان شاء اللہ روشن رہے گا۔

حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زیب سجادہ حضور شاہ امان اللہ قادریؒ کی نماز جنازہ پڑھائی، پھر حضرت مولانا شاہ عون احمد قادریؒ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جب زیب سجادہ حضرت مولانا شاہ رضوان اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو یہی حکیم عماد الدین قادریؒ نے جواں سال اور موجودہ سجادہ نشیں حضرت مولانا شاہ آیت اللہ قادری مدظلہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا اور انہوں نے والد رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی کہ یہی خانقاہ مجیبیہ کا دستور رہا ہے۔اور اب ۱۹/ جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ کو موجودہ زیب سجادہ حضرت مولانا شاہ آیت اللہ قادری مدظلہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھا کر خود اپنے ہاتھوں سے انہیں لحد میں اُتارا ـــــ کہ یہی زندگی کی حقیقت ہے اور یہی اس کا اختتام۔

جنہوں نے حکیم سید شاہ عماد الدین قادریؒ کو دیکھا جنہیں اُن سے ذرا سا بھی فیض حاصل ہوا یا جو ان سطور کے پڑھنے والے ہیں ـــــ اُن سے درخواست ہے کہ وہ حکیم صاحبؒ کے حق میں دعائیں کریں کہ اللہ ان کے درجات بلند فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے ـــــ آمین

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# آں قدح بشکست وآں ساقی نماند

## عم کریم حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

● مولانا شاہ بدر احمد مجیبی

اللہ تعالیٰ نے جنت کے راستے میں مشقتیں اور دشواریاں رکھی ہیں۔ جو ان مشقتوں اور پریشانیوں کو صبر وسکون سے برداشت کرے گا، نیک اعمال کرتا رہے گا اور اللہ تعالیٰ سے لو لگائے رکھے گا اس کو جنت میں داخلہ کا پروانہ مل جائے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جہنم کو خواہشات اور عیش وعشرت کے درمیان رکھا ہے۔ اس لئے جو اللہ تعالیٰ کے احکام، اوامر ونواہی سے منہ موڑ کر دنیا کے عیش وعشرت میں لگ جائے گا اس کو جہنم اور اس کے دردناک عذاب سے سابقہ پڑے گا۔ حدیث میں یہ ارشاد نبوی موجود ہے :

حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشھوات— (مسلم)

ترجمہ : جنت کو ناپسندیدہ (مشقت طلب) چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے اور جہنم کو خواہشات (عیش وعشرت) کی چیزوں سے گھیر دیا گیا ہے۔

ہمارے آقا ومولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی عیش وعشرت اور اس کی تمام دل فریبی ودل کشی پر آخرت کو ترجیح دی ہے۔ دنیا کی پریشانیوں اور ہر طرح کی مشقتوں کو برداشت کیا اور اپنی پوری توجہ آخرت پر مرکوز رکھی۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ مبارک میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک چٹائی پر آرام فرما ہیں، درمیان میں کوئی چیز نہیں ہے۔ سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ ہے جس میں کھجور کا پتہ بھرا ہوا ہے۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کے پہلو میں چٹائی کا نشان بھی دیکھا، اس سے مجھ پر گریہ طاری ہوگیا۔ آپ نے فرمایا۔ کیوں رو رہے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! (آپ کا درجہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیصر وکسریٰ سے کتنا بلند ہے مگر) قیصر وکسریٰ کس شان وشوکت میں ہیں اور آپ کس حال میں ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کیا یہ بات تمہیں پسند نہیں کہ ان کے لئے دنیا (اور اس کی عشرتیں) ہوں اور ہم لوگوں کے لئے آخرت (اور اس کی نعمتیں) ہوں— (بخاری ومسلم)

اسی سنت نبوی کی اتباع و پیروی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی دنیا کی عیش وعشرت پر آخرت کو مقدم رکھا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہے کہ دنیا اگر سونے کی ہوتی اور آخرت مٹی کی ہوتی تو بھی آخرت کو دنیا پر ترجیح ہوتی کیونکہ دنیا اور اس کی تمام چیزیں فانی ہیں اور آخرت کو بقاء ودوام حاصل ہے۔

اس امت کے صالحین، صوفیہ کرام اور بزرگان دین رحمہم اللہ نے بھی اپنی پوری توجہ آخرت پر مرکوز رکھی ہے۔ دنیا میں بے سروسامانی اور کلفت ومشقت کے ساتھ زندگی بسر کی، عبادت وریاضت میں لگے رہے اور اپنے پروردگار سے لو لگائے رکھا۔ اللہ تعالی ایسے صالحین کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ۝۱۶
فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝۱۷ ـــ (السجدہ)

ترجمہ: ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں، خوف وامید میں اپنے رب کو پکارتے ہیں اور ہم نے ان کو جو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ جو (اچھے) اعمال وہ کر رہے ہیں اس کے بدلہ میں ان کے لئے جو آنکھوں کی ٹھنڈک (کی چیزیں) چھپا کر رکھی گئی ہیں اس کو کوئی نہیں جانتا۔

حدیث قدسی میں ارشاد باری ہے:

أعددت لعبادی الصالحین مالاعین رأت ولاأذن سمعت ولاخطر علی قلب بشر ـ
(صحیح مسلم: الجنة وماصفة نعیمها وأهلها)

ترجمہ: میں نے اپنے نیک وصالح بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ ان کے بارے میں کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال آیا ہے۔

اس زمانے میں اس سنت نبوی اور صحابہ واہل تصوف کے اس طریقہ پر عمل پیرا ہونے والے اصحاب عزیمت حضرات میں سے ہمارے بزرگ وسرپرست، ولی کامل اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کی اہم ترین شخصیت حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادری رحمہ اللہ بھی تھے۔ آپ کی سادگی، عجز وانکساری، تنہائی پسندی، حب مال وحب جاہ سے نفور، عبادت وریاضت اور خدمت خلق جیسی صفات نے آپ کو اہل تصوف کے طبقہ میں ممتاز کر دیا تھا۔ اللہ تعالی نے آپ کو مال ودولت اور جاہ ومنصب کے تمام مواقع عطا کئے تھے مگر آپ نے خود کو ان سب چیزوں سے علیحدہ رکھا۔ قناعت وکفاف کی زندگی بسر فرمائی اور خود کو پوشیدہ اور مستور رکھا۔

آپ کا خاندان پھلواری شریف کا مشہور علمی ودینی خانوادہ ہے جس کا سلسلہ نسب حضرت علی الزینبی بن عبد اللہ بن جعفر الطیار رضی اللہ عنہم سے ملتا ہے۔ علی زینبی حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے پوتے اور حضرت سیدنا علی مرتضی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے نواسے تھے۔ حضرت زینب بنت فاطمہؓ کے صاحبزادے تھے۔

پھلواری شریف کے اکابر صوفیہ میں حضرت مخدوم شمس الدین جنید ثانی زینبی جعفری قدس سرہ (م: ۱۰۷۲ھ) ممتاز اور صاحب نسبت بزرگ گزرے ہیں جو حضرت ملا جمال اولیاء کوڑہ جہاں آبادی قدس سرہ کے شاگرد رشید اور مرید وخلیفہ تھے۔حضرت ملا جمال اولیاء قدس سرہ اپنے وقت کے عالم متبحر، عارف کامل، مشہور صاحب درس اور سلسلہ قادریہ کے ممتاز شیخ تھے۔ملا جمال اولیاءؒ کے ایک خلیفہ کالپی کے حضرت سید محمد ترمذی کالپویؒ بھی تھے۔جن سے یہ سلسلہ طریقت کالپی پہنچا۔وہاں سے یہ سلسلہ طریقت مارہرہ کے بزرگان تک پہنچا۔پھر وہاں سے بدایوں اور بریلی گیا۔ملا جمال اولیاءؒ سے ہی یہ سلسلہ قادریہ جمالیہ مختلف جگہوں پر پہنچا ہے۔حضرت شمس الدین جنید ثانی پھلوارویؒ ان کے خاص شاگرد بھی تھے اور مرید وخلیفہ بھی۔

حضرت شمس الدین جنید ثانیؒ کے احفاد میں حضرت بدرالکاملین مولانا شاہ بدرالدین قادری قدس سرہ (م:۱۳۴۳ھ) اپنے وقت کے عظیم المرتبت عالم دین، ولی کامل اور صاحب فیض بزرگ تھے۔آپ صوبہ بہار کے مشہور ومعروف صاحب معرفت وکرامت بزرگ حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ مجیب اللہ قادری پھلواروی قدس سرہ العزیز (م:۱۱۹۱ھ) کی خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشین اور مرشد ورہنما بھی تھے۔امارت شرعیہ بہار کا قیام ہوا تو اس کے پہلے امیر شریعت بھی بنائے گئے۔

حضرت بدرالکاملینؒ کے چار صاحبزادگان تھے۔جن میں بڑے صاحبزادے اور جانشین حضرت مولانا شاہ محی الدین قادری امیر شریعت ثانی قدس سرہ (م:۱۳۶۶ھ)، دوسرے صاحبزادے حضرت مولانا شاہ قمر الدین قادری امیر شریعت ثالث قدس سرہ (م:۱۳۷۶ھ)، تیسرے صاحبزادے استاذ الاساتذہ حضرت مولانا شاہ نظام الدین قادری قدس سرہ (م:۱۴۰۲ھ) اور چھوٹے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ شاہ شہاب الدین قادری قدس سرہ (م:۱۴۰۴ھ) تھے۔

مولانا شاہ عماد الدین قادریؒ حضرت مولانا شاہ قمر الدین قادریؒ کے صاحبزادے تھے اور حضرت مولانا شاہ شہاب الدین قادریؒ کے داماد تھے۔اپنے اکابر سے مستفید اور اپنے اصاغر کے لئے مرشد ورہنما تھے۔بڑے نیک طینت اور صاحب فضل وکمال تھے۔

آپ کی ولادت شب جمعہ شب ۱۱ر جمادی الاولی ۱۳۴۷ھ (۱۹۲۷ء) کو ہوئی۔والد ماجد کی نگرانی اور تربیت میں رہے۔خاندان کے بزرگوں کی توجہات حاصل رہیں۔خاص طور سے عم مکرم حضرت مولانا شاہ محی الدین قادریؒ کی خاص نظر عنایت رہی۔بچپن سے ہی بزرگوں کی خدمت میں رہے۔خاندانی ماحول کی وجہ سے طاعت وعبادت کا مزاج عہد طفولیت سے ہی رہا۔والد ماجد نے نفس کشی کی تربیت نوجوانی سے ہی دینی شروع کر دی تھی۔اسی وجہ سے مزاج میں تواضع وخاکساری کا عنصر زیادہ ہی تھا۔

اپنے بزرگوں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔اپنے عم کریم حضرت مولانا شاہ نظام الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ امان اللہ قادریؒ، حضرت مولانا شاہ عون احمد قادریؒ اور مولانا محبوب عالم نیانویؒ سے تعلیم پائی۔آپ نے اور مولانا شاہ عین احمد قادریؒ نے دورہ حدیث کی کتابیں حضرت مولانا شاہ عون احمد قادریؒ سے پڑھیں۔جیسا کہ صحیح بخاری کے زیر درس نسخہ پر مولانا شاہ عون احمد قادریؒ کے قلم سے یہ عبارت تحریر ہے:

باسمہ تعالی

بعد الحمد للہ العلی الکبیر والصلوۃ علی نبیہ البشیر النذیر وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

قد قرأ علیّ الأخوان السعیدان البارعان المولوی محمد عماد الدین والمولوی عین أحمد سلّمہما ورقاہما الصحیح للبخاری والصحیح للمسلم، فقرأ البخاری من أولہ الی آخرہ مستوعباً علی وجہ الکمال، بدئ قرأۃ البخاری یوم السبت خمسۃ عشر لیال خلت من شوال ۱۳۷۲ھ وتم درسہ الی آخر حدیثہ فی یوم الأحد ثمانیۃ وعشرین لیال خلت من شعبان ۱۳۷۳ھ۔ ومن الصحیح للمسلم المقدمۃ کلہا أی بأسرہا والجزء الأول ونبذاً من الجزء الآخر، فالحمد للہ علی ذلک، وأیضاً قرأ علیّ من الکتب الصحاح أکثرہا من سنن أبی داؤد والجامع للترمذی وسنن النسائی وسنن ابن ماجہ، وقرأ علیّ مؤطأ للامام مالک أیضاً۔

حررہ العاجز المھین

عون احمد القادری غفر اللہ لہ

دینی علوم سے فراغت کے بعد آپ نے طب کی تحصیل کی طرف توجہ کی۔ پہلے پھلواری شریف کے مشہور طبیب اور رشتہ کے دادا حضرت حکیم شعیب رضویؒ سے طب کی تعلیم حاصل کی۔ ان کی وفات کے بعد پٹنہ کے مشہور طبیہ کالج میں داخلہ لے کر طب وحکمت کے علوم حاصل کئے اور طب کی تکمیل کی۔ فنون طب میں آپ نے مہارت حاصل کی تھی۔ طب کی تکمیل کے بعد آپ نے مطب بھی قائم کیا تھا۔ کچھ عرصہ آپ کا مطب چلا اور ضرورت مند مریض مطب میں پہنچتے رہے۔ بعد میں دوسرے مشاغل میں مصروفیت کی وجہ سے آپ کی توجہ اس سے ہٹ گئی اور یہ سلسلہ بند ہوگیا۔ مگر گھر پر آپ دوائیں رکھتے تھے اور متعدد دوائیں جڑی بوٹیوں سے خود تیار کرتے تھے۔ میں نے اپنے بچپن میں خود دیکھا ہے کہ خاندان میں کسی کی طبیعت خراب ہوئی۔ آپ عیادت کے لئے تشریف لائے۔ عیادت کے بعد واپس گئے، پھر دوبارہ ایک چمچی میں کوئی معجون لے کر آئے اور مریض کو کھلا دیا۔ مریض کو اس سے بڑی تقویت حاصل ہوتی۔ طب سے متعلق ایک کتاب بھی مرتب فرمائی تھی جس میں مختلف جڑی بوٹیوں کا تذکرہ اور ان کے خواص بیان کئے گئے تھے۔

آپ کے آباء واجداد کا درس وتدریس سے خاص تعلق رہا ہے۔ شروع سے ہی خانوادہ کے اکابر علماء وفضلاء درس وتدریس سے وابستہ رہے ہیں۔ ملا وحید الحق ابدالؒ (م: ۱۲۰۰ھ) اپنے وقت کے ممتاز صاحب درس تھے۔ جن کے تلامذہ سینکڑوں کی تعداد میں تھے۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے سید العلماء مولانا احمدیؒ (م ۱۲۵۱ھ) کے بے شمار تلامذہ تھے۔ درس وتدریس کا یہ سلسلہ اس خانوادہ میں برابر قائم رہا ہے۔ اسی طریقہ کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے بھی فراغت کے بعد دار العلوم مجیبیہ میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ متعدد کتابیں آپ کے زیر درس رہیں۔ میں نے اپنے ابتدائی تعلیم کے زمانے میں دیکھا ہے کہ مدرسہ کے اونچے درجہ کے طلبہ آپ کے پاس پڑھنے جاتے تھے۔ اگر چہ خود مجھ کو آپ سے پڑھنے کا شرف

حاصل نہ ہوسکا کیونکہ میں ابتدائی درجہ میں تھا۔ بعد میں آپ نے دعوت وارشاد میں مشغولیت کی وجہ سے تدریس کا سلسلہ موقوف کردیا تھا۔ مگر کتابوں کے مطالعہ کا خاص ذوق تھا۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے حالات پر ایک مختصر رسالہ بھی مرتب فرمایا تھا جس کی ایک کاپی مجھے بھی عنایت فرمائی تھی۔

فراغت کے بعد آپ نے جو علمی مشاغل اختیار فرمائے ان میں فتوی نویسی بھی تھی۔ اپنے اساتذہ کی نگرانی میں آئے ہوئے سوالات کے جواب تحریر فرماتے۔ اس وقت آپ کے والد ماجد حضرت مولانا شاہ قمر الدین قادری قدس سرہ امارت شرعیہ بہار کے امیر شریعت تھے اور آپ کے برادر محترم حضرت مولانا شاہ عون احمد قادریؒ قاضی شریعت تھے۔ آپ نے اس زمانے میں امارت شرعیہ کے دارالافتاء سے بھی فتوی دیے ہیں۔ اس لئے امارت شرعیہ کے دارالافتاء کے رجسٹر میں آپ کے کچھ فتاوی موجود ہیں۔ فتاوی امارت شرعیہ کی تیسری جلد کے مقدمہ میں امیر شریعت سادس مولانا سید نظام الدین صاحب مفتیان امارت شرعیہ کی فہرست بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں :

''اس میں درج ذیل مفتیان کرام کے فتاوی ہیں۔ حضرت مولانا سید شاہ منت اللہ رحمانیؒ امیر شریعت رابع، حضرت مولانا عبدالصمد رحمانیؒ نائب امیر شریعت دوم، مولانا محمد عثمان غنیؒ، مولانا محمد عباسؒ، قاضی مجاہدالاسلام قاسمیؒ قاضی القضاۃ ونائب امیر شریعت خامس، مولانا نورالدینؒ، مولانا عمادالدینؒ، مولانا بشیر احمد، مفتی یحیی قاسمی صاحب......''

(فتاوی امارت شرعیہ: ۳/ ۱۶)

اس میں آپ کا تحریر کردہ یہ فتوی بھی موجود ہے۔

''افطار دیر سے کرنا چاہئے اور سحری جلدی سے یا افطار جلدی سے اور سحری دیر سے۔ مسئلہ کیا ہے؟

الجواب وباللہ التوفیق

افطار دیر سے نہیں کرنا چاہئے۔ جب وقت افطار کا ہوجائے افطار کرلینا چاہئے۔ سحری دیر سے کھائے مگر اتنی دیر نہیں کہ روزہ میں شبہ پیدا ہوجائے۔ فقط واللہ تعالی اعلم ــــ محمد عمادالدین ۱۱/ شوال ۷۶ ۱۳ھ''ــــ (فتاوی امارت شرعیہ: ۳/ ۱۶۴)

اسی طرح آپ نے خانقاہ مجیبیہ کے دارالافتاء میں آنے والے سوالات کے جواب بھی دیے ہیں۔ آپ کے تحریر کردہ فتاوی ''احکام اسلامی'' کے عنوان سے ماہنامہ المجیب میں عرصہ تک شائع ہوتے رہے ہیں۔ بطور نمونہ ماہنامہ المجیب کے پہلے شمارہ (شوال ۷۹ ۱۳ھ) کے احکام اسلامی میں سے آپ کا ایک فتوی نقل کیا جاتا ہے۔

(۱) کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ چاندی وسونے کے زیورات جو انسان کے مصرف میں نہ ہوں کیا ان پر زکوۃ واجب ہے؟

(۲) ادھار خرید وفروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ یعنی قیمت دیر میں دی جائے۔

(۳) اگر کوئی شخص صدقہ فطر عید کے دن ادا نہ کرسکے تو عید گزرنے کے بعد ادا کرنے میں کوئی مضائقہ تو نہیں ہے؟ اسی طرح عید کے چندروز قبل ادا کرنے سے اس کے ذمہ سے ادائیگی ہوجائے گی یا نہیں؟

الجـــــــــــــــــــواب

(۱) چاندی اور سونے کے زیورات مصرفی ہوں یا غیر مصرفی ائمہ احناف کے نزدیک جب وہ نصاب کو پہنچیں تو ان کی زکوۃ واجب ہوگی۔

(۲) ادھار خرید وفروخت یعنی دیر میں قیمت دینا خواہ تھوڑی دیر میں یا بہت دیر میں جائز ہے۔ ہدایہ کے حاشیہ کی عبارت ہے :

فان التأجيل فی الثمن يجوز فی قليل المدة و كثيرها وان كان يخالف مقتضى العقد لأجل الحاجة۔ (عينى حاشية هداية :۱۳)

(۳) صدقہ فطر کا وجوب عید گزرنے کے بعد ساقط نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ اس کے بعد بھی ادا کرنا لازم ہے اور اگر عید سے چندروز قبل کسی نے صدقہ فطر ادا کردیا تو بھی جائز ہے اور اس کے ذمہ کا وجوب ادا ہوجائے گا۔ عالمگیری میں ہے :

وان قدموها على يوم الفطرجاز، ولاتفصيل بين مدة ومدة، وهو الصحيح، وان اخروها من يوم الفطر لم تسقط، وكان عليهم اخراجها كذا فی الهداية ۔ (فتاوی عالمگیری : ۱۹۰/۱)

المجـــــیب

محمد عماد الدین قادری

دارالافتاء خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف، پٹنہ

(ماہنامہ ’’المجیب‘‘ شوال ۱۳۷۹ھ ص: ۲۸-۲۷)

ماہنامہ المجیب میں امامت، عیدین کے مسائل، نصاب زکوٰۃ، عشر، رضاعت، نکاح، حرمت مصاہرت، مہر، قربانی، نذر اور بیع وغیرہ سے متعلق آپ کے فتاوی شائع ہوئے ہیں۔ ان کو ماہنامہ المجیب کے پرانے شماروں سے نکال کر یکجا کیا جاسکتا ہے۔

آپ کے کچھ فتاوی ایک رجسٹر میں بھی نقل کئے ہوئے موجود ہیں۔ اس میں سے ایک فتوی نقل کیا جاتا ہے۔

’’سوال : پاکستان یا غیر ممالک کے بینک سے نفع لیکر خود کھانا یا غریبوں کو دینا جائز ہے یا نہیں؟

السائل

محمد نور عالم

الجواب : پاکستان اورغیرممالک میں دیگرممالک اسلامیہ کے بینک سے نفع (سود) کی رقم لینا جائزنہیں ہے۔خواہ اپنے مصرف میں لائے یا غریبوں کو دے۔کوئی عمل جائزنہیں ہے۔

المجـــیب
محمد عماد الدین قادری غفرلہ پھلواری
۱۵؍ذی الحجہ ۷۶ھ"

آپ کے عم مکرم حضرت مولانا شاہ محی الدین قادریؒ خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشین تھے اور امارت شرعیہ بہار کے امیر شریعت بھی تھے۔آپ ان سے بیعت تھے۔ان سے اجازت وخلافت بھی حاصل تھی۔آپ کے والد محترم نے آپ کو باطنی تعلیم دی تھی اورتربیت فرمائی تھی۔ان سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔اسی طرح چھوٹے چچا اور خسر محترم مولانا شاہ شہاب الدین قادریؒ نے بھی اجازت وخلافت دی تھی۔

خانقاہ کے بزرگوں کی نگاہ میں آپ کی بہت اہمیت تھی۔خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشین اور آپ کے استاذ اور برادر عم زاد حضرت مولانا شاہ محمد امان اللہ قادریؒ کو آپ پر بہت اعتماد تھا۔جہاں ضرورت ہوتی اپنی نیابت میں آپ کو بھیجتے تھے۔گہرے تعلق اورمحبت کی وجہ سے ہی اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی بھی آپ کو وصیت کی تھی۔اسی طرح ہمارے والد ماجد حضرت مولانا شاہ عون احمد قادریؒ بھی آپ کو بہت مانتے تھے۔آپ کے صائب الرائے ہونے کے معترف تھے۔مختلف معاملات میں آپ سے مشورہ کرتے تھے۔انہوں نے بھی اپنی نماز جنازہ پڑھانے کی آپ کو وصیت کی تھی۔چنانچہ دونوں بزرگوں کی نماز جنازہ آپ نے ہی پڑھائی۔

ایک واقعہ مجھے یاد ہے جو آپس کے گہرے تعلق کی نشاندہی کرتا ہے۔رمضان کا مہینہ تھا،ستائیس تاریخ کی صبح تھی۔ ہمارے والد ماجد حضرت مولانا شاہ عون احمد قادریؒ فجر کی نماز پڑھ کر مسجد سے گھر تشریف لارہے تھے۔رمضان میں فجر کی نماز اول وقت میں ہوجاتی ہے،اس لئے ابھی تاریکی تھی۔گھر کے دروازے کی سیڑھی پر جیسے ہی قدم رکھا زور سے اللہ اکبر کہا۔ ہم لوگ گھبرا گئے کہ کیا ہوا؟ آگے بڑھ کر دیکھا تو ایک چھوٹا سا سانپ بھاگتا نظر آیا۔اس نے پاؤں کی کسی انگلی میں ڈس لیا تھا۔ اندھیرے کی وجہ سے سیڑھی پر قدم رکھتے وقت وہ نظر نہیں آیا۔گھر تشریف لے آئے۔لوگوں کی بھیڑ لگ گئی۔والد صاحب فرمارہے تھے۔"عماد الدین میاں کو بلاؤ۔"اتنی دیر میں آپ خبر سن کر خود تشریف لے آئے۔والد صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔"کیا بات ہے؟ رات خواب میں دیکھا کہ آپ عطر پیش کررہے ہیں"۔

آپ نے جواب دیا—"رات سانپ والا عمل کیا ہے۔خاندان میں سب کی طرف سے نیت کرلی ہے۔ان شاء اللہ آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔"

لوگوں نے والد صاحب سے روزہ توڑ کر دوا کھانے کے لئے کہا مگر والد صاحب نے روزہ پورا کیا اورالحمدللہ سانپ کے کاٹنے کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔

آپ نے متعدد مرتبہ حج کا سفر بھی کیا تھا۔شروع میں پانچ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا شاہ قمر الدین قادریؒ کے ساتھ ۱۳۵۳ھ میں حج کیا تھا۔بعد میں متعدد بار حج کی سعادت حاصل ہوئی۔حج وزیارت سے متعلق دو جلدوں میں ایک کتاب بھی مرتب فرمائی تھی۔جس میں حج کا طریقہ،اس کے مسائل،اس کی دعائیں وغیرہ تفصیل سے درج کی تھیں۔یہ کتاب غیر مطبوعہ موجود ہے۔اس کا تاریخی نام ’’کتاب دلفریب حج وزیارت‘‘۱۳۸۴ھ ہے۔

آپ چھوٹوں پر بڑی شفقت ومحبت کرتے تھے۔ضرورت کے وقت نصیحت بھی فرماتے تھے۔خاندان میں رشتہ کے بھانجے اور بھتیجے متعدد تھے۔پوتے اور نواسے بھی تھے۔سب پر آپ کی شفقت ومحبت تھی۔مجھ پر بھی آپ کی بڑی عنایت اور کرم کی نظر تھی۔رمضان کی دعاؤں والی کتاب کی فوٹو اور جلد بندی کرا کے مجھے عنایت فرمائی تھی۔ایک مرتبہ حضرت زینب بنت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے حالات پر ایک مختصر عربی رسالہ مجھے ترجمہ کرنے کے لئے دیا گیا۔میں نے اس کا ترجمہ کر دیا اور اس کو رسالہ کی صورت میں کمپوز کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔اس کو دیکھ کر بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور دعائیں دیں۔

بعض اسفار میں مجھے بھی آپ کی رفاقت کا موقع ملا ہے۔جھریا(دھنباد) کا ایک سفر تھا اور دوسرا پورنیہ کا سفر تھا۔پہلا سفر ٹرین سے ہوا تھا اور دوسرا بس سے۔سفر میں رفقاء سفر کا بہت خیال رکھتے۔ان کو کوئی تکلیف نہ ہو اس کا لحاظ کرتے۔گفتگو کم کرتے تھے۔مگر جو گفتگو ہوتی نصیحت آمیز اور مفید ہوتی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو طویل عمر عطا کی۔پوری عمر عبادت وریاضت میں بسر کی۔کسی جاہ ومنصب کے حصول کی کوشش نہیں کی۔نہ کسی جاہ ومنصب والے سے تعلق رکھا۔اسی طرح مال ودولت کی محبت سے آپ بہت دور تھے۔حب جاہ اور حب مال یہ دونوں چیزیں آپ کی سرشت میں ہی نہیں تھیں۔آخر عمر میں ضعف ونقاہت کی وجہ سے مستقل طور سے اپنے گھر میں ہی رہتے تھے۔گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔جس کو ملاقات کی سعادت حاصل کرنی ہوتی وہ خود وہاں پہنچ جاتا۔

کچھ مہینوں سے طبیعت زیادہ ناساز چل رہی تھی۔۱۸؍جمادی الاخری ۱۴۳۹ھ مطابق ۷؍مارچ ۲۰۱۸ء کو ۹۲؍سال کی عمر میں عشاء کی نماز کے وقت رحلت فرمائی۔رات میں ہی ہر طرف خبر ہوگئی۔صبح تک مختلف مقامات سے آپ کے معتقدین کا ایک مجمع خانقاہ میں جمع ہوگیا۔گیارہ بجے کے قریب غسل دیا گیا اور ظہر کی نماز کے بعد حضرت زیب سجادہ مولانا شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی نے نماز جناہ پڑھائی۔نماز جنازہ میں عوامی مجمع کے ساتھ پٹنہ اور دوسرے مقامات کی بعض خانقاہوں کے سجادگان اور نمائندے بھی موجود تھے۔خانقاہ مجیبیہ کے قبرستان ’’باغ مجیبی‘‘ میں تدفین عمل میں آئی اور علم ومعرفت کے جامع اور خلق حسن کے اس پیکر کو باچشم گریاں سپرد خاک کیا گیا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻

# عدیم المثال سادگی اور زہد وتقویٰ کے پیکر
## عم مکرم حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادری قدس سرہ

● مولانا شاہ مشہود احمد قادری ندوی ـــ پرنسپل گورنمنٹ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، پٹنہ

انسان کو اللہ رب العزت نے اپنی عبادت اور کبریائی بیان کرنے کے لیے پیدا کیا اور ساتھ ہی زندگی گذارنے کے لوازمات اس کے لیے مہیا فرمائے، اسی کے ساتھ ہر شعبہ جات میں احتیاط کو لازم قرار دیا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ”کن فی الدنیا کانك غریب أو عابر سبیل“ (بخاری) کے مطابق یاد الٰہی، ذکر رسول، قناعت پسندی، جفاکشی، خندہ پیشانی، مہمان نوازی اور حلم و بردباری بزرگوں کے اوصاف رہے ہیں، اسی کے ساتھ قوت لایموت پر انحصار سلف صالحین کی امتیازی شان رہی ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں سنت نبوی کے مطابق ہر لمحہ اپنی زندگی گذارنے والوں کی معتد بہ تعداد رہی ہے، جن کے نفوس قدسیہ کے ذریعہ چہار دانگ عالم میں صالحین ومتقین کی جماعت وجود میں آ کر کارہائے نبوت کے فریضہ کو انجام دیتی رہی ہے۔ اسی صالحین وعلماء کی جماعت میں خانقاہ عالم پناہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے بزرگوں کا شمار ہوا کرتا ہے۔ جس کے سرخیل آفتاب طریقت حضرت تاج العارفین محمد مجیب اللہ قادری قدس سرہ اور ان کے سجادگان قدست اسرارہم کے فیوض و برکات سے یہ خانقاہ علمی وروحانی طور پر ہر زمانے میں ممتاز رہی ہے۔ علمی وروحانی مقام ومرتبہ کا اندازہ سید العلماء حضرت مولانا سید شاہ احمدی قدس سرہ کے اس خواب سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک شب خواب میں حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے، حضرت احمدی نے اپنے دامن مراد کو پھیلا دیا۔ بہت ساری بشارتوں اور نعمتوں کے ساتھ حضرت امام حسن مجتبیٰؓ نے فرمایا کہ خانوادہ مجیبی میں ہر زمانے میں کم از کم ایک عالم اور ایک صوفی موجود رہیں گے، اس بابرکت خواب کو کم وبیش تین سو سال ہونے جا رہے ہیں، حضرت امام حسن مجتبیٰ کی اس بشارت کا اثر اس وقت سے آج تک ظاہر ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی نمایاں رہے گا۔

اس وقت جس عظیم المرتبت شخصیت پر خامہ فرسائی کی جسارت کر رہا ہوں وہ شخصیت عدیم المثال سادگی اور زہد وتقویٰ کے پیکر عم معظم ومکرم حضرت مولانا سید شاہ حکیم عماد الدین قادری قدس سرہ کی ہے، موجودہ وقت میں آپ کی ذات خانوادۂ جعفری زینبی مجیبی میں بابرکت شخصیت کے طور پر جانی جاتی تھی اور جن کی موجودگی ہم جیسے بے مایہ کے لیے شجر سایہ دار سے کم نہ تھی، وابستگان سلسلہ میں شیخ کامل کی طرح نمایاں تھے۔

اللہ رب العزت نے تقرب ومعرفت سے بھی خوب نوازا، متعدد بار حج اور عمرہ کی سعادت بھی بخشی، چوں کہ پہلا حج اپنے والد ماجد اور والدہ کے ساتھ ۶؍سال کی عمر میں کیا تھا، اسی بنا پر خانوادے اور متوسلین میں ’’حاجی ماموں اور حاجی دادا‘‘ کے نام سے پہچانے جاتے تھے۔ کم سخن تھے مگر جو بات بھی کرتے بہت نپی تلی اور نصیحت آموز ہوتی تھی۔

حضرت والد ماجد عون السالکین مولانا سید شاہ عون احمد قادری نور اللہ مرقدہ کے سانحہ ارتحال کے بعد علمی وروحانی خلا کو پُر کرنے والے حضرت عم مکرم ہی تھے، مجھ کو اکثر و بیشتر عم مکرم کی طرف رجوع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی اور بعض امور میں جو کمی رہ گئی تھی اس کو پورا کرنے کا موقع ملا، بچوں کے ساتھ شفقت ومحبت اور ان کی حوصلہ افزائی آپ کا خاصہ تھا۔

۲۰۰۳ء میں جب میں بہار پبلک سروس کمیشن (B.P.S.C) کے امتحان کی تیاری میں مشغول تھا، آپ کی دعائیں قدم قدم پر شامل حال رہیں، بالآخر تحریری امتحان کے دن فجر کے کچھ دیر کے بعد حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ آج ہی امتحان ہے اور یہ امتحان معیار کے اعتبار سے I.A.S کے امتحان سے کچھ کم درجے کا ہے، جس میں کامیابی بہت مشکل سے ملتی ہے۔ میرا جملہ ابھی پورا بھی نہیں ہوا تھا کہ بلند آواز سے ارشاد فرمایا گیا: وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝۳ میرے لیے عم مکرم کی زبان مبارک سے نکلا ہوا یہ جملہ سکونت وطمانیت کا باعث بنا، میں نے خود کو دم کروایا اور قلم پیش کیا کہ اس کو بھی دم کردیں مسکراتے ہوئے فرمایا گیا اب اس کی کیا ضرورت؟ مگر خورد نوازی کا خیال کرتے ہوئے قلم کو بھی پھونک دیا گیا۔ تقریباً ایک ہفتہ کے بعد تحریری امتحان میں کامیابی کی خبر مختلف روزناموں کے ذریعہ ملی اور دو ہفتہ کے بعد تقریری امتحان کی تاریخ متعین ہوئی، میں خدمت میں حاضر ہوا عرض گذار ہوا کہ تقریری امتحان ہے، اس میں کامیابی کے بعد ہی مقصد حاصل ہوسکتا ہے۔ فرمایا گیا پڑھو: ’’حسبی اللہ، ربی اللہ، توکلت علی اللہ، واعتصمت باللہ، فوضت امری إلی اللہ، ماشاء اللہ، لاحول ولاقوۃ إلا باللہ‘‘ میں حکم کی تعمیل کرتا رہا اور پڑھتا گیا، پھر فرمایا گیا: تقریری امتحان میں جانے سے قبل درود شریف کے ساتھ اس کو پڑھ لینا۔ ضرور کامیاب رہوگے۔ حضرت عم مکرم کی دعاء اور نظر عنایت تھی کہ ایک ماہ کے بعد اخبارات نے اول پوزیشن سے کامیابی کا مژدہ سنایا اور گورنمنٹ مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں بحیثیت استاذ (B.E.S.II) بحالی عمل میں آئی۔

حضرت والد ماجد نور اللہ مرقدہ کے سانحۂ ارتحال کے بعد مجھ کو ۱۹۹۹ء میں سفر حج پر روانہ ہونا تھا، میں نے ٹور کو منتخب کیا اور اردن، عراق کی زیارتیں کرتا ہوا حج کے موقع پر مکہ مکرمہ پہنچا تھا۔ حج کے بعد جب واپسی ہوئی تو اردن وعراق کے حالات

اور وہاں کی زیارتوں کے متعلق بہت تفصیل سے معلومات حاصل فرمائی گئیں اور یہ فرمایا گیا کہ تم بہت خوش نصیب ہو کہ بغداد، نجف، کربلا کے علاوہ سلاسل کے بزرگوں کی قبروں کی زیارت بھی کرلی اور جدا علیٰ (حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ) کی بھی قدم بوسی کر آئے۔ خانوادہ سے اب تک دو ہی بزرگوں کی بغداد حاضری ہوئی تھی۔ ہمارے حضرت (حضور محی الملۃ والدین قدس سرہ) بھائی صاحب (حضرت مولانا شاہ عون احمد قادری نوراللہ مرقدہ) اور اب یہ سعادت تمہارے حصہ میں آئی، اللہ سفر اور حاضری کو قبول فرمائے۔

اپنے عزیزوں کو پڑھانے اور علوم سے مزین کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہا کرتے تھے۔ والد ماجد قدس سرہ کو ۱۹۸۶ء میں رمضان المبارک کی ۲۷ رتاریخ کو فجر کی نماز کے بعد گھر کی سیڑھی پر سانپ نے ڈس لیا۔ حضرت عم مکرم تشریف لائے اور اطمینان دلاتے ہوئے فرمایا۔ ان شاء اللہ کچھ نہیں ہوگا۔ میں نے عمل کر دیا ہے۔ بعد میں اس عمل کی اجازت برادر مکرم مولانا شاہ بدر احمد مجیبی صاحب کو عنایت فرمائی۔ حضرت والد ماجد مولانا شاہ عون احمد قادریؒ کو آپ پر اعتماد تھا، اکثر و بیشتر مشورہ کے لیے آپ کو طلب فرماتے اور کبھی عم مکرم خود بھی تشریف لاتے اور دیر تک دونوں بزرگوں میں گفت وشنید ہوتی۔ حکمت کے معاملے میں آپ سے ہی مشورہ طلب فرماتے اور آپ نسخہ تجویز کرتے اور کبھی عم مکرم حکیم محمد امام صاحب سے بھی نسخہ تحریر کرواتے۔

صلاح وتقویٰ، عبادت و ریاضت کا خاص ذوق آپ کو اپنے والد حضرت قمر طلعت مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادری قدس سرہ سے ورثہ میں ملا تھا۔ نماز فجر سے بہت قبل بیدار ہو کر اوراد و وظائف میں مشغول رہتے، سفر وحضر میں یہ معمول جاری رہا کرتا تھا، احقر کو پورنیہ، کلکتہ کے سفر میں ساتھ رہنے کا شرف حاصل رہا۔ شریعت کی پاسداری کا یہ حال تھا کہ خلاف شریعت بات ناگوار ہوتی تو اس کا اثر فوراً چہرہ سے ظاہر ہو جاتا تھا۔

خانوادۂ مجیبی کے علماء وصالحین سجادۂ مجیبیہ کی نیابت میں متوسلین کے اصرار پر رشد و ہدایت کے لیے باہر تشریف لے جاتے ہیں، حضرت عم مکرم نے اس سلسلہ میں سیمانچل کے علاقے خصوصاً پورنیہ، کشن گنج، کٹیہار اور اررریہ میں رشد و ہدایت کا بڑا کام کیا، ہزارہا لوگ آپ سے فیض یاب ہوئے اور علاقے کے مستند علماء بھی آپ کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ جس زمانے میں سواری کی سہولت نہ تھی، گاؤں دیہات کے سفر میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا، مگر رضائے الٰہی اور خدمت خلق کے لیے آپ میلوں پاپیادہ اور بیل گاڑی کا سفر فرماتے اور ان جگہوں پر بھی قیام فرماتے جہاں گھر جیسا آرام اور شہر جیسی سہولت مفقود ہوا کرتی تھی۔

عاشقی شیوہ رندان جفاکش باشد

شہر پورنیہ سے کچھ دور بائسی میں مدرسہ فیاض المسلمین (بیادگار بدر الکاملین فیاض المسلمین حضرت مولانا سید شاہ محمد بدر الدین قادری قدس سرہ) کی ایک مرکزی حیثیت ہے، تاحیات آپ اس مدرسہ کے سرپرست رہے، اگر یہ کہا جائے تو کوئی مبالغہ نہیں کہ آپ کے دور سرپرستی میں اس مدرسہ نے ہزاروں حفاظ علماء پیدا کئے، جن کی صلاحیت وصالحیت آپ کے

شب بیداری اور دعاؤں کی مرہون منت ہے۔ مدرسہ کے سالانہ اجلاس میں خود تشریف فرما ہوتے، گو کہ عوامی خطاب سے اجتناب فرماتے، لیکن آپ کی باوقار و پرُ نور موجودگی علماء کے لیے تقویت اور سند بن جاتی تھی۔ احقر کو بھی کئی بار عوامی اجلاس میں شرکت کرنے اور عم مکرم کی دعاء لینے کا موقع ملا۔

مدرسہ فیاض المسلمین میں بخاری شریف تک کی تعلیم ہوتی ہے اور باقاعدہ ختم بخاری اور دستابندی کا اجلاس منعقد ہوتا ہے، میرے لیے حسن اتفاق کہ ایک سال مدرسہ والوں نے ختم بخاری شریف کے لیے مجھ کو نامزد کرلیا۔ یہ موقع میرے لیے پرُ مسرت بھی تھا لیکن عم مکرم کی موجودگی میں ذرا تکلف بھی محسوس ہو رہا تھا۔ بہر کیف ۶؍شعبان ۱۴۳۰ھ کو تقریباً ۳؍بجے دوپہر میں ختم بخاری شریف کی مجلس آراستہ ہوئی، خود تشریف فرما ہوئے اور مجھ کو آپ کے سامنے طلباء عزیز کے درمیان ختم بخاری اور اس کے مالہ وماعلیہ سے متعلق تفصیلی طور پر کچھ بیان کرنے کا موقع ملا، اس مجلس میں مولانا عبدالقیوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا جمال الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا قاری عارف صاحب اور دیگر علماء بھی موجود تھے۔ درس ختم بخاری کے بعد بڑے حوصلہ افزاء کلمات سے نوازا گیا، جن کو کبھی فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

حمد ومناجات، نعت ومنقبت صوفیائے کرام کے یہاں بہت اہمیت کے حامل ہوا کرتے ہیں، ذکرو اذکار میں حمدو مناجات کی شمولیت یاد الٰہی اور خدا ترسی کا جذبہ پیدا کرتی ہے، وہیں نعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ووارفتگی میں اضافہ کا سبب بنا کرتی ہے، سلسلہ چشتیہ میں محفل سماع کا انعقاد دراصل عشق ومحبت کی لو بڑھانے کا کام کرتا ہے۔ خانقاہ مجیبیہ میں صدر مجلس حضور صاحب سجادہ ہوا کرتے ہیں مگر خانقاہ سے باہر جناب حضور کے نائبین محفل سماع میں اپنے فیوض سے متوسلین کو بہرہ ور کرتے ہیں۔ حضرت والد ماجد قدس سرہ نے ایک طویل مدت تک بنارس میں صاحب سجادہ مجیبی کی نیابت میں حضرت مولانا وارث رسول نما بنارسی قدس سرہ کے عرس کی تقریبات انجام دیں اور محفل سماع میں حاضرین مستفیض ہوتے رہے۔ حضرت والد ماجد کے وصال کے بعد حضرت عم مکرم نے بحسن وخوبی تمام امور انجام دیئے اور مہمان کا خصوصی خیال رکھا، بلکہ خانوادے کے افراد کو یہ ہدایت دی کہ پہلے واردین اور مہمانوں کے خورد ونوش اور ان کی سہولت کا خیال رکھیں۔ کبھی سید القوم خادمھم کہہ کر مہمانوں کی ضیافت کے لیے افراد خاندان کو کھڑا کردیتے۔ محفل سماع میں عم مکرم کا فیض جاری رہا کرتا تھا۔ یادِ الٰہی اور عشق نبوی سے سرشار جب آپ زینت مجلس ہوتے تو محفل سماع میں موجود اعزہ واقارب کے قلوب آپ کے فیض سے گرما جاتے۔

عشق الٰہی اور عشق رسول کے سلسلہ میں چشم دید واقعہ پیش ہے، جب قوال حضرت سعدی شیرازی کی مناجات :

اگرم حیات بخشی و گرم ہلاک خواہی ۞ سر بندگی بخدمت بنہم کہ بادشاہی

کو گاتے تو آپ میں ارتعاش پیدا ہوجاتا اور اشعار کی تکرار پر آپ بے خود ہو کر کھڑے ہوجاتے۔ مستفیضین کے درمیان اپنا فیض پہنچاتے۔ آپ کی اس کیفیت کو سمجھنے والے عشق الٰہی سے معمور دل کی بے تابی کا بخوبی اندازہ لگا سکتے

ہیں۔محفل سماع صوفیاء کے یہاں عشق رسول کے لیے مہمیز کا کام کرتی ہے اور حب نبوی میں اضافہ کا سبب بنا کرتی ہے۔اگر صالحین کی جماعت کے ساتھ نعتیہ اشعار سنے جائیں تو کیفیت دوبالا ہو جاتی ہے،حضرت نصر قدس سرہ کا یہ شعر :

نمی خواہم کہ مارا برسر افلاک بنشانی ۞ بکوئے خویشتن یکدم بروئے خاک بنشانی

جب سماع کی محفل میں پڑھا جاتا تو آپ مضطرب ہو جاتے اور اس شعر پر خصوصی طور پر خانوادے کے افراد کو فیض پہنچاتے۔آپ کے عاشق رسول ہونے کی عکاسی آپ کی کیفیت سے ہوتی تھی،پوری زندگی گویا کہ اس شعر کی مظہر رہی،سادگی، انکساری،کنارہ کشی،شہرت اور نام ونمود سے دور رہ کر خدمت خلق میں اپنے کو مشغول رکھا،دارالعلوم مجیبیہ میں کچھ دنوں تدریس کا سلسلہ بھی رکھا،امارت شرعیہ اور خانقاہ مجیبیہ کے دارالافتاء سے علمی فیض جاری رکھا،طب میں مہارت حاصل تھی،چند سال مطب کے ذریعہ بھی عوام کو فائدہ پہنچایا،وارد ین کو دعاء تعویذ کے ساتھ حکیمی نسخہ بھی تجویز فرماتے تھے۔

اگر آپ چاہتے تو دنیاوی رفعت ومنزلت آپ کے قدم چومتی،آپ امیر شریعت اول کے حفید،امیر شریعت ثانی کے مرید وخلیفہ اور برادرزادے تھے۔آپ نے اپنے والد ماجد حضرت امیر شریعت ثالث کا پورا زمانہ دیکھا،نظام خانقاہی کے ساتھ نظام امارت سے بھی وابستہ رہے،مگر مزاج کی سادگی وانکساری کی بنا پر شہرت وناموری سے بہت دور رہ کر یاد الٰہی کے لیے اپنے کو وقف کر دیا اور سلف صالحین کے طریقہ کو اختیار فرما کر ان تمام امور سے کنارہ کش رہے۔

عم مکرم کا سانحہ ارتحال خانوادہ مجیبی کے لیے ایک بڑا حادثہ ہے۔آپ کی شخصیت اسلاف کا نمونہ تھی۔بزرگان دین کے اوصاف وکمالات کی جامع تھی۔خانقاہ کے اکابر کی یادگار تھی جس سے استفادہ کا سلسلہ جاری تھا۔مگر پروردگار نے آپ کو دار فانی کے بجائے دار باقی کے لئے منتخب فرمالیا۔اللہ رب العزت درجات بلند فرمائے،صالحین کے زمرے میں شامل رکھے اور ان کے نقوش پر ہم لوگوں کو چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

بعد از وفات تربتِ ما در زمیں مجو
در سینہ ہائے مردم عارف مزار ما

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

# روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

● محمد فصیح الدین عاصم زینبی قادری

اللہ تعالیٰ کی مشیت پر زندگی بسر کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے، ہر آدمی اس کا متحمل نہیں ہوسکتا ہے، اس لیے شریعت میں عام حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کیا جائے، قرآن عزیز میں متعدد جگہوں پر اس کی تعلیم دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بنا کوئی شخص ایک لمحہ کے لیے بھی زندہ نہیں رہ سکتا، کیوں کہ انسان کا وجود اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔عوام وخواص ہر ایک فضل الٰہی کے محتاج ہیں۔البتہ خواص کا معاملہ عوام سے الگ ہوتا ہے، وہ ہر معاملہ میں عزیمت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔اسی وجہ کر بعض بندگان خدا خواص امت میں ایسے بھی ہوا کرتے ہیں جو احکام شریعت پر قائم رہتے ہوئے اپنی قوت ارادی کے مطابق اپنی زندگی مشیت الٰہی کے حوالے کر دیتے ہیں، انہیں کسی چیز کی طلب نہیں ہوتی، وہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر چھوڑ دیتے ہیں، پھر اللہ تعالیٰ ان پر فضل اپنی مشیت کے مطابق فرماتا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ان کی قوت ارادی کا امتحان لیتا ہے۔ان کو ایسی مختلف آزمائشوں سے گذارتا ہے جس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ان میں بعض کی تو یہ حالت ہوجاتی ہے کہ ان پر محویت واستغراق کی کیفیت طاری رہتی ہے۔انہیں اپنی زندگی کی کچھ خبر ہی نہیں رہتی۔وہ اپنی اصلی حالت کو لوگوں سے چھپا کر اللہ تعالیٰ کی آزمائشوں پر صبر کرتے ہوئے ہمہ وقت اس کی نصرت کے منتظر رہتے ہیں۔ان کی اصلی حالت کا علم اس وقت ہوتا ہے جب وہ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں اور اس آخری وقت میں ان کی وہ کیفیت ہوجاتی ہے جس کو اقبال نے یوں کہا ہے :

نشان مرد حق دیگر چہ گویم
چو مرگ آید تبسم بر لب اوست

اللہ تعالیٰ کی مشیت پر زندگی موقوف کرنا کوئی خلاف شریعت امر نہیں ہے، بلکہ یہ اظہار بندگی کا بلندترین انداز ہے۔ تاریخ وسیر کی کتابوں اور صوفیائے کرام کے تذکروں میں ایسے متعدد واقعات اکابرین کے احوال میں منقول ہوئے ہیں۔

چنانچہ شیخ ابوالقاسم قشیری اپنی کتاب رسالہ قشیریہ میں شیخ سمنون بن حمزہ جو ایک بلند پایہ صاحب علم وفضل بزرگ گذرے ہیں ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ یہ شعر پڑھا :

ولیس لی فی سواك حظ ۞ فکیفما شئت فاختبرنی

یہ شعر پڑھنا تھا کہ اسی وقت ان کو احتباس بول کی شکایت ہوگئی اور وہ اس آزمائش کو لوگوں سے چھپانے کے لیے حیران و پریشان گھومتے رہتے اور لوگوں سے دعاؤں کی درخواست کرتے ۔ (ص:۲۱)

اظہار بندگی کا یہ انداز عرفانی شعرا کے یہاں کثرت سے ملتا ہے، جس نے نہ جانے کتنوں کو اللہ کا دیوانہ بنایا ہوگا، شیخ سعدی کا اس سلسلہ میں ایک مشہور کلام ہے جس کا مطلع ہے :

اگرم حیات بخشی و گرم ہلاک خواہی ۞ سر بندگی بخدمت بنہم کہ بادشاہی

اے اللہ! تو اگر چاہے تو مجھے حیات بخش دے اور اگر چاہے تو مجھے تو ہلاک کردے، میں ہر صورت میں سر تسلیم خم ہوں کہ تو ہی بادشاہ کل جہاں ہے۔

شیخ سعدی کا یہ کلام خانقاہ مجیبیہ کے اکابرین کا منتخب کلام ہے۔ عہد قدیم سے خانقاہ کی محافل سماع میں قوالان یہ کلام گاتے آرہے ہیں۔

ان باتوں کو یہاں پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس بزم تحریر میں جس شخصیت کا ذکر مطلوب ہے۔ یعنی حضرت مولانا شاہ حکیم محمد عماد الدین قادری قدس سرہ، انہیں سعدی کا یہ کلام بے حد مرغوب تھا۔ خانقاہ مجیبیہ کی محافل سماع میں اس کلام پر آپ خوب کیفیت فرماتے تھے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حضور عبودیت کے اظہار کا ایک طریقہ ہے جو انہوں نے اپنے آباء واجداد سے عشق الٰہی کے ترکہ میں پایا تھا۔ یہ ان کی للہیت کی دلیل ہے اور ان کی زندگی کا اہم ترین نقش بھی۔ ذیل کی سطور میں ان کی زندگی کے دیگر نقوش اور اوصاف خاص کا ذکر کیا جاتا ہے جو میں نے اپنے بزرگوں سے سنا اور آنکھوں سے دیکھا ہے۔

## مولد وولادت :

حضرت مولانا سید شاہ حکیم محمد عماد الدین قادریؒ کا تعلق پھلواری شریف کے عظیم علمی و روحانی گہوارہ خانقاہ مجیبیہ سے تھا، آپ اسی گہوارۂ علمی و روحانی کے چشم و چراغ تھے، یہ خانقاہ وہ عظیم خاندان کا مجموعہ ہے جہاں کے اکابرین نے ہر دور میں انسانیت کی تعلیم اور اسلاف کے نقش قدم پر اسلام کی خاموش تبلیغ کی ہے۔

آپ کے جد امجد بدیع العصر مخدومنا فیاض المسلمین امیر شریعت اول مولانا سید شاہ محمد بدرالدین قادری قدس سرہ جو اس خانقاہ کے سجادہ نشیں، علم وعرفاں میں بدر کامل اور اپنے وقت کے رہنما تھے۔

آپ کے چار صاحبزادے ہوئے، حضرت زیب سجادۂ مجیبیہ محی الملۃ والدین امیر شریعت ثانی مولانا سید شاہ

محمد محی الدین قادریؒ ،حضرت قمر طلعت امیر شریعت ثالث مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادریؒ ،امام المتقین حضرت مولانا سید شاہ محمد نظام الدین قادریؒ اور حضرت مولانا سید شاہ حافظ محمد شہاب الدین ثاقب قادری قدست اسرارہم ۔ یہ حضرات علم وفضل ،عرفان و تصوف اور خدمت خلق میں اپنے والد کے نمائندے اور ان کے مثل آئینہ تھے ۔

حضرت مولانا شاہ محمد عماد الدین قادری حضرت فیاض المسلمین کے منجھلے صاجزادے حضرت مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قدس سرہ کے خلف وحید تھے ۔آپ کی والدہ ماجدہ بھی صوفی گھرانہ سے تعلق رکھتی تھیں ،آپ کے نانا محترم حضرت مولانا خواجہ محمد خلیل سملوی جو خانقاہ سملہ کے ایک صوفی بزرگ جید عالم دین اور فقرو درویشی میں اپنے بزرگوں کے نمونہ تھے ۔آپ کی حیات و خدمات کا تذکرہ آپ کے نواسہ حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قدس سرہ نے اپنے عہد شباب میں ''جلوۂ خلیل'' کے نام سے مرتب کیا تھا ۔افسوس کہ وہ رسالہ اس وقت دستیاب نہیں ہے ۔

بہر حال حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ اس طرح نانیہالی اور دادیہالی دونوں اعتبار سے خانقاہی اور اہل تصوف کے نمائندہ اور ان کے پروردہ تھے ،آپ ۱۱؍جمادی الاول بشب جمعہ ۱۳۴۷ھ کو خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں پیدا ہوئے ۔آپ کے عم بزرگ اور پیرو مرشد حضرت امیر شریعت ثانی مولانا سید شاہ محمد محی الدین قادری قدس سرہ جو اس وقت سجادۂ مجیبیہ پر جلوہ افروز تھے ۔انہوں نے آپ کا تاریخی نام محمد نظیر الدین (۱۳۴۷ھ ) اور محمد مظہر علی (۱۳۴۷ھ ) تجویز فرمایا اور عرفی نام محمد عماد الدین رکھا ۔چوں کہ آپ جمادی الاول میں پیدا ہوئے تھے اور یہ مہینہ حضرت خواجہ عماد الدین قلندرؒ کی وفات کا ہے ۔اس لیے بطور استفاضہ یہ نام بزرگوں کی روش پر منتخب فرمایا گیا ۔جس کا اثر آپ کی شخصیت پر بے حد ا ہوا ،اور یہی وجہ رہی کہ دادیہالی اور نانیہالی دونوں جگہ کے قریبی رشتہ دار آپ کو اس نسبت سے ''قلندر صاحب'' کے نام سے بلایا کرتے تھے ۔ یہاں تک کہ بعض نانیہالی بزرگوں نے تو اجازت نامہ میں بھی آپ کے نام کے ساتھ ''قلندر صاحب'' لکھا ہے ۔

## تربیت وتعلیم :

آپ کی تربیت وتعلیم مکمل طور پر خانقاہ مجیبیہ میں ہوئی ،اپنے والد گرامی کے سایۂ عاطفت میں رہے اور ان کی عمدہ تربیت سے سرفراز ہوئے ،چنانچہ بچپن سے نماز و قرآن ،نوافل وغیرہ کے پابند تھے ،اسلامی ماحول کے ساتھ خانقاہی روش کے ترجمان تھے ۔تقریباً پانچ سال کی عمر میں اپنے والدین کے ساتھ سفر حج میں شریک رہے ،آپ کے والد نے سفر حج کے دوران ہی نماز کے بقدر چھوٹی سورتیں ،سورۂ فاتحہ اور تمام ادعیات نماز وغیرہ آپ کو یاد کرادیا تھا اور حرم میں ہی نماز شروع کرادی تھی ،دس سال کی عمر سے تمام امور دینیہ کے مکمل پابند تھے ،اکثر اپنے گھر والوں کو جب کچھ پڑھنے کی تعلیم فرماتے تھے تو یہ ضرور فرماتے کہ میں ان چیزوں کو دس سال کی عمر سے پڑھ رہا ہوں ،میرے والد نے مجھے دس سال کی عمر سے ان چیزوں میں لگائے رکھا تھا ۔حضرت مولانا حکیم شعیب قادری قدس سرہ نے اعیان وطن میں آپ کے تذکرہ میں یہ جملہ لکھا ہے کہ :

’’۱۳۵۳ھ میں اپنے والدین کے ساتھ سفر حج میں شریک رہے اور تمام ارکان حج ادا کئے‘‘۔

اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جس نے پانچ سال کی عمر میں اتنا کچھ سیکھا ہو، اس نے اپنی زندگی میں اپنے آباء واجداد سے کیا کچھ نہیں سیکھا ہوگا، بلاشبہ یہ آپ کے بزرگوں کی تعلیم وتربیت کا ہی اثر تھا، آپ کے والد گرامی اور اعمام کرام کی تربیت وتعلیم کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ باہر کے لوگ ان حضرات کے انداز تربیت سے متاثر ہوتے تھے، اور ان حضرات کی فرد سازی کی مثالیں پیش کرتے تھے، چنانچہ آپ کے بچپن کا واقعہ ہے جس کو مولانا زہیر حسن قادری منعمیؒ نے حضرت محی الملۃ والدین مولانا شاہ محمد محی الدین قادری قدس سرہ کے نام خط میں بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

’’قدمبوس کے بعد کسی نے کیا خوب کہا ہے ؏

’’اُسے فضل کرتے نہیں لگتی دیر‘‘

تیسرا سال ہے کہ غلام کے ناسور کہن میں ٹپک پیدا ہوئی اور آستانہ پر عید کو حاضر ہوا تھا، عید کے دن سویرے غلام ملک یعقوب کے قطعہ میں تھا کہ صاحبزادہ عماد الدین اپنے ابا جان کی خدمت میں پہنچے اور عرض کئے کہ ہم کو پٹنہ سے رومال نہیں منگا دیا؟ ابا جان نے جواب میں فرمایا کہ کہو ’’لیس العید لمن لبس الجدید بل العید لمن خاف الوعید‘‘ صاحبزادہ نے دہرایا پھر اس کے مطلب سمجھائے گئے، صاحبزادہ خاموش ہوگئے...... پارسال بھی یہیں قید ہوا مگر واقعہ نے آکر سلام کیا، دل بھر آیا اور اس مضمون کو رباعی میں درج کردیا رحمۃ للعالمین کے صدقے کہ اس سال اس عیدی کے پیش کرنے کا موقع آگیا فللہ الحمد وعلی نبیہ الصلوٰۃ والسلام‘‘۔

مولانا زہیر حسن قادری نے اس واقعہ کے ساتھ اپنے خط میں جو رباعی لکھی تھی وہ مندرجہ ذیل ہے :

نہ از لبس جدید اے جان عیداست ❁ بل العید لمن خاف الوعید است

بہر دوشیکہ زلفش سایہ گسترد ❁ سعید است او سعید است او سعید است

آپ نے ابتدائی تعلیم سے لے کر درسیات کی مکمل کتابیں دارالعلوم مجیبیہ میں تمام کیں، یہاں آپ کے استاد آپ کے عم محترم امام المتقین مولانا شاہ محمد نظام الدین قادری قدس سرہ تھے، جن سے آپ نے درسیات کی اکثر کتابوں کا سبق پڑھا، درسیات کی آخری کتابوں میں کچھ کتابیں حضور امان المستجیرین مولانا شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ سے پڑھیں اور دورۂ حدیث حضرت مولانا شاہ عون احمد قادری قدس سرہ سے مکمل کیا۔

مدرسہ کے ایام میں آپ کے درسی ساتھیوں میں آپ کے عم زاد چھوٹے بھائی حضرت مولانا سید شاہ عین احمد قادری قدس سرہ، مولانا نسیم صاحب ابن مولانا حکیم شعیب نیرؔ رضوی وغیرہ تھے، یہ لوگ آپ کے گہرے دوست بھی تھے، خاندان کے علمی و عرفانی ماحول کا اثر ان حضرات پر ایسا ہوا تھا کہ کھیل کود میں بھی علمی مذاق پایا جاتا تھا، چنانچہ ابتدائی درسیات کے زمانہ میں معارف پھلواری کی نقل میں ایک مختصر سا رسالہ ’اقدام‘ کے نام سے لکھتے تھے، درس کے تمام ساتھیوں کا اس رسالہ میں قلمی تعاون

رہتا تھا،کوئی گلستاں کے اشعار کا ترجمہ لکھتا،کوئی اپنے شب و روز کے حالات قلمبند کرتا وغیرہ وغیرہ۔یہ بھی ایک علمی مذاق ہے جو ان بزرگوں نے اپنے اکابرین سے پایا تھا۔

## درسیات کی تکمیل :

۱۳۷۴ھ میں آپ نے درسیات کی تکمیل کی،۲۱؍شعبان مکرم ۱۳۷۴ھ مطابق ۱۵؍اپریل ۱۹۵۵ءکو خانقاہ مجیبیہ میں فاتحۂ فراغ کا جلسہ منعقد ہوا،جس میں آپ نے اور آپ کے عم زاد بھائی حضرت مولانا شاہ عین احمد قادری قدس سرہ نے معمول خاندان کے مطابق سورۂ نور کی آیت ”نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ“ کی تفسیر بیان کی اور پھر دیگر شرکائے درس کے ساتھ حضرت امان المستجیرین مولانا شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ کے دست مبارک سے دستار فضیلت سے سرفراز ہوئے۔

اس جلسۂ دستار بندی کی تفصیلات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری قدس سرہٗ نے اپنی کتاب ”دارالعلوم مجیبیہ کی تدریسی خدمات“ میں لکھا ہے کہ :

”حضرت محی الملۃ قدس سرہٗ کی وفات کے بعد سرپرست و بزرگ خاندان کی حیثیت حضرت عمی ومرشدی مولانا شاہ محمد قمرالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تھی۔ چنانچہ حضرت موصوف علیہ الرحمۃ بھی دارالعلوم مجیبیہ کے تدریسی کاموں کی طرف کافی توجہ فرماتے رہے۔اس وقت برادران ذی شان مولانا شاہ حکیم عمادالدین سلمہ اللہ اور مولانا شاہ عین احمد علیہ الرحمۃ کی درسیات قریباً تمام ہورہی تھیں۔دورۂ حدیث بالخصوص تکمیل صحیح بخاری کا وقت آگیا تھا۔چنانچہ مرشدی حضرت مولانا شاہ محمد قمرالدین قادری قدس سرہٗ کے اذن و ارشاد سے یہ خدمت اس ناکارہ کے حوالہ ہوئی،احادیث صحاح کی تقریباً تمام کتابوں کے ساتھ موطا امام مالک بھی حضرت مرشدی علیہ الرحمۃ کی ہمت و توجہ سے پڑھائی گئی۔ماہ شوال ۱۳۷۲ھ میں بخاری شریف شروع کرائی گئی۔بہ توفیق الٰہی سبقاً سبقاً پڑھا کر شعبان ۱۳۷۳ھ میں مکمل کرادی گئی اور پھر ۱۳۷۴ھ میں حضرت مرشدی مولانا شاہ محمد قمرالدین قادری قدس سرہٗ نے اپنے خاص اہتمام سے دارالعلوم مجیبیہ کا ایک شاندار اجلاس بلایا، جس میں برادران موصوف الصدر کا فاتحۂ فراغ ہوا۔ان دونوں کو سند فراغ و دستار فضیلت دی گئی۔اس اجلاس میں جن علماء کرام نے شرکت فرمائی،ان کے نام یہ ہیں : حضرت مولانا شاہ محمد قمرالدین رحمۃ اللہ علیہ،حضرت مولانا شاہ محمد امان اللہ قادری سجادہ نشیں،حضرت مولانا شاہ محمد نظام الدین قادری مدظلہ،حضرت مولانا قاضی نورالحسن پھلواروی علیہ الرحمہ،مولانا شاہ غلام حسنین چشتی سلیمانی پھلواری شریف،مولانا شاہ محمد موسیٰ فریدی پھلواروی،مولانا مقبول احمد خاں صاحب (دربھنگہ)،مولانا عبدالصمد رحمانی مونگیر،مولانا شاہ عثمان غنی ،مولانا شاہ عزالدین قادری ندوی،مولانا نثار احمد انوری (مدھوبنی)،مولانا مقبول احمد صدیقی (دربھنگہ)،مولانا محمد ابراہیم قادری (آرہ)،مولانا ریاض احمد (بتیا)،مولانا عبدالرحمن (چھپرہ)،مولانا عبدالحفیظ قادری (دربھنگہ)،مولانا محمد داؤد قادری (مظفرپوری)،مولانا سید ریاست علی ندوی سابق پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ“۔۔۔(ص: ۳۳-۳۲)

## فن طب کا حصول :

طب کا فن اسلامی تعلیم کا ایک جزء ہے۔احادیث میں اس فن کے حصول کی ترغیب دی گئی ہے،مختلف ادویہ کا بیان حدیث میں موجود ہے، چنانچہ اکثر اکابرین امت نے دینی تعلیم کے ساتھ اس فن اسلامی کو بھی حاصل کیا ہے۔خانقاہ مجیبیہ کے اکابرین بھی شروع دور سے سلف کے نقش قدم پر اس فن کی تحصیل کی طرف متوجہ رہے ہیں، یہاں کے اکثر بزرگان نے فن طب کی تحصیل کی تھی، حضرت سیدنا فرد الاولیاء مولانا شاہ ابوالحسن فرد پھلواروی ؒ اس خاندان کے طبیب حاذق تھے،جنہوں نے روحانی اور جسمانی دونوں طریقے سے علاج ومعالجہ کیا ہے۔آخری دور میں حضرت محی الملۃ والدین مولانا سید شاہ محمد محی الدین قادری قدس سرہ اور حضرت مولانا حکیم شعیب صاحب قدس سرہٗ بھی ماہر اطباء میں شمار ہوتے تھے۔ان حضرات کے علاوہ دور اول سے آخری دور تک اطباء کی ایک طویل فہرست ہے، جن کے تذکرے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔یہ الفاظ اختصاراً اکابرین مجیبیہ کی طبی خدمات کا باب بھی ان کی علمی وروحانی اور قومی وملی خدمات کی طرح طویل ہے،یہ تحقیق کا ایک مستقل موضوع ہے۔

بہر حال حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ نے بھی اپنے اکابرین کی سنت کے مطابق اس فن کو حاصل کیا تھا۔آپ کے والد گرامی حضرت امیر شریعت ثالث مولانا شاہ محمد قمر الدین قادری قدس سرہ کو یہ فن بہت پسند تھا، چنانچہ فن طب کے سلسلے میں آپ نے اپنے والد گرامی کے ترغیبی ارشادات کو اپنے سفینہ میں ان الفاظ میں لکھا ہے :

(۱) ”دینی ودنیاوی ثروت اور کسب معاش کے لیے بہتر ذریعہ ہے۔فن طب کی طرف تمام اہل دل متوجہ رہے ہیں۔

(۲) اس فن کو حاصل کر لینے کے بعد کسی کی محتاجی باقی نہ رہے گی، اگر اس فن کو تم حاصل کر لو تو تم کو ایسی چیز بتائیں گے کہ تمام ڈاکٹر اور حکیم ایک طرف اور تم ایک طرف۔

(۳) اس وقت کوئی طبیب بھی یہاں نہیں ہے،اس لیے بھی ضرورت ہے۔

(۴) تمام اوراد واعمال کی ادائیگی میں بھی تم کو سہولت ہوگی، اس لیے کہ تم کسی کے پابند نہ رہو گے،اور یہ خدمت خلق کا بہتر ذریعہ ہے۔اور خدمت خلق ہی اصل چیز ہے۔وہ جس ذریعہ سے ہو، یہ صورت تمام صورت سے بہتر ہے۔“

چنانچہ آپ نے درسیات کی تعلیم کے ساتھ ہی اس فن کی تحصیل شروع کر دی،فن طب میں آپ کے اولین استاد حضرت مولانا سید شاہ حکیم محمد شعیب قادری قدس سرہ تھے، جن سے آپ نے فن طب کی بنیادی کتابیں ”القانون“ اور ”الموجز“ بتمامہ پڑھیں، لیکن افسوس کہ فن طب کی تکمیل سے قبل ہی حضرت حکیم صاحب ؒ کا انتقال ہوگیا۔پھر ۱۹۶۱ء میں گورنمنٹ طبی کالج سے اس فن کی تکمیل کی اور یو، جی ایم، ایس کی سند امتیازی نمبروں سے حاصل کی۔فراغت کے بعد ”اپنا دواخانہ“ کے نام سے خانقاہ کے جنوبی دروازہ پر ایک کمرہ میں مطب بھی کرتے تھے اور خط وکتابت کے ذریعہ بھی لوگوں کو طبی مشورے دیتے تھے۔آپ کا یہ مطب دار الشفاء خانقاہ مجیبیہ کے نام سے بھی مشہور تھا۔غالباً پہلے آپ کے مطب کا یہی نام تھا۔یہ انکشاف ماہنامہ ”المجیب“ ۱۳۸۳ھ کے شماروں میں ضیاء جالوی صاحب کے اس وضاحتی اشتہار سے ہوا جس میں وہ لکھتے ہیں کہ :

”دارالشفاء خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ

دکھ اور بیماری میں دیے ہوئے پتے پر آپ جناب حکیم سید شاہ عمادالدین صاحب قادری پھلواروی کی خدمات حاصل کیجئے، جو خاص توجہ کے ساتھ نہایت کم قیمت کی با اثر دواؤں سے مردوں، عورتوں اور بچوں کا علاج سائنٹفک اصول پر کرتے ہیں۔آپ ان سے گھر بیٹھے مفت طبی مشورہ بھی کر سکتے ہیں۔آپ کی آگہی کے لئے میں یہ بھی بتادوں کہ جناب حکیم صاحب موصوف کا اس خانوادۂ علم وعرفاں سے تعلق ہے، جو بیک جنبش نگاہ سلب امراض کرلیا کرتے تھے۔جناب حکیم صاحب کو بھی اپنے بزرگوں کی بہت سی خصوصیات ورثے میں ملی ہیں“۔۔۔(ج:۳،شمارہ:۵،محرم ۱۳۸۳ھ)

آپ ایک دست شفا حکیم تھے۔جلد ہی مشہور ہوگئے۔خانوادے کے لوگ بھی آپ سے علاج ومعالجہ کرواتے تھے۔ حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری قدس سرہٗ کی جب کچھ طبیعت خراب ہوتی تھی تو آپ ہی کو بلا کر نبض دکھلاتے تھے اور کچھ نسخہ تجویز کرواتے تھے۔باہر سے بھی کثیر تعداد میں مریض آپ کے مطب میں آیا کرتے تھے، جنہیں دوائیں خود بنا کر دیتے تھے، آپ کی بنائی ہوئی دوائیں بہار کے مختلف علاقوں میں فروخت ہوتی تھیں، آپ کی دواؤں کے خریدار بہت تھے، چنانچہ ۱۳۸۴ھ میں عوام کی سہولت کے پیش نظر دواؤں کی تفصیلات پر مشتمل ”پھلواری جنتری“ کے نام سے ایک جنتری کی اشاعت کی تھی۔جنتری کی افادیت کو دیکھتے ہوئے اس زمانہ میں رسالہ ”المجیب“ کے نائب مدیر ظفر حسنین صاحب مدظلہ نے اس جنتری پر حسب ذیل تبصرہ کیا تھا :

”آم کے آم گٹھلیوں کے دام“ ایک پرانی ضرب المثل ہے، جسے آپ بہت دنوں سے سنتے آرہے ہیں، لیجئے آپ کے سامنے یہ چھوٹا سا کتابچہ حاضر ہے جو اس ضرب المثل کا پورا پورا عملی نمونہ ہے، پیسے میں اسے خریدیئے، آپ کو تاریخیں دیکھنے کے لیے کسی دوسرے جنتری کی ضرورت نہیں ہوگی، خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے اعراس کی تاریخیں جاننے کے لیے مہتمم صاحب کا دروازہ کھٹکھٹانا نہیں پڑے گا، یادداشت لکھنے کے لیے جیب میں سادے کاغذ رکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہوگی، اپنے نوزائیدہ بچوں کا نام رکھنے کے لیے ادھر ادھر بھٹکنا پڑے گا اور ساتھ ساتھ نہ ظاہری بیماریوں کے علاج کے لیے کسی ڈاکٹر کے یہاں دھرنا دینا ہوگا اور نہ پوشیدہ بیماریوں کے لیے شرماتے لجاتے کسی حکیم صاحب کے یہاں حاضری دینی ہوگی۔ساتھ ہی ضرورت کی دعاؤں اور وظائف کے لیے نہ غلط سلط مشورے لینے پڑیں گے۔جی ہاں! ان تمام چیزوں کا علاج یہ چھوٹی سی پھلواری جنتری ہے، جو بالکل نئے ڈھنگ سے مرتب کی گئی ہے۔اس کی سجاوٹ کا انداز بالکل نیا ہے......

اس جنتری میں پہلی بار قمری سال سے ابتدا کی گئی ہے جو جنتری کی تاریخ میں ایک نیا باب ہے۔اس کے علاوہ اس جنتری میں جتنی دواؤں کا اشتہار ہے وہ سب ہی جڑی بوٹیوں سے قدیم نسخہ پر تیار کی گئی ہیں جس کے لیے اپنا دواخانہ کے تجربہ کار حکیم صاحب نے کئی سال لگاتار محنت اور عرق ریزی کی ہے۔ان کی دوائیں بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوئی ہیں، جس کا ثبوت ان کے مطب میں مریضوں کی بھیڑ اور خطوط کے وہ ڈھیر ہیں جس میں ڈاکیہ روزانہ ہی اضافہ کر رہا ہے۔

آپ بھی اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھائیں۔موقع سے فائدہ اٹھاناہی عقلمندی ہے،ہوسکتا ہے کہ آپ اس جنتری کی ضرورت اس وقت محسوس کریں،جب اس کے دستیاب ہونے کی صورت ختم ہو چکی ہو،اس لیے بہتر ہے کہ آپ اپنی پہلی فرصت میں اپنے لیے اپنے دوستوں کے لیے، واقف کاروں کے لیے جنتری خریدلیں اور اس میں درج دوائیں استعمال کریں۔‘‘

آپ نے علاج ومعالجہ کے ساتھ ایک دوطبی مجربات پر مشتمل رسالے بھی ترتیب دیئے،جن میں آپ نے اکابرین مجیبیہ کے مجربات کے ساتھ اپنے اساتذہ اور معاصر اطباء کے نسخوں کوان اطباء کے ناموں کی وضاحت کے ساتھ جمع کیاہے،جس میں کچھ آپ کے اپنے مجربات بھی شامل ہیں۔طب اسلامی پرآپ نے کچھ مضامین بھی قلمبند کیئے،ایک مضمون طب اسلامی پر ماہنامہ المجیب کے کسی شمارہ میں شائع بھی ہوا تھا۔معالجت کے ساتھ آپ نے بعض متوسلین کوفن طب بھی سکھایا تھااور باضابطہ اس کی مشق بھی کرائی تھی۔ان میں ایک مولاناعبدالغفارصاحب پورنوی تھے جن کوآپ نے طب کی مشق کراکر باضابطہ سندلکھ کردی تھی،آپ کے طبی مشغلوں کاسلسلہ مستقل طور پر جاری نہ رہ سکا۔رشدوہدایت کی مشغولیت ایک جگہ بیٹھ کرمطب کرنے سے مانع تھی۔تب بھی ایک عرصہ تک مطب آپ کاچلتارہا،طبی معلومات کااثرخودان کی شخصیت میں نمایاں تھا،تدابیرصحت کاخاص خیال رکھتے تھے،نمازصبح سے قبل بناشکر کی ایک پیالی سادی چائے پینا آپ کاقدیم معمول تھا،جوطبی لحاظ سے کثیرالفوائد ہے۔آپ اس کے فائدے یہ بیان کرتے تھے کہ صبح کوپھیکی چائے پینے سےقلبی بیماریاں لاحق نہیں ہوتی ہیں۔یہ نسخہ آپ نے بہت سارے تعلق کے لوگوں کوبھی بتایا تھاجن میں بعض لوگوں نے اس کے فائدے محسوس کیئے اورانہوں نے اس کواپنامعمول بنالیا۔ آخری زمانہ کےعلاوہ کبھی عام طور پرکسی ڈاکٹری علاج کی آپ کوضرورت نہیں پڑی۔کچھ معجون وغیرہ گھرمیں رکھتے تھے،وہی استعمال کرتے تھے،خاص طور سے منجن وغیرہ آخری عمرتک خودبناتے تھے اوراسی سے دانتوں کی صفائی کرتے،آخری ایام زندگی میں احتباس بول کی شکایت ہوگئی تھی، ڈاکٹرنےکیتھیٹرتجویزکیاتھاجوگھروالوں کے اصرار پرلگوایا گیاتھالیکن وہ آپ کوناپسندتھا،چنانچہ ایک مہینہ کے اندرخودہی اس صفائی سے اس کونکال دیاکہ جب ڈاکٹرنے یہ سناتووہ حیران رہ گیااوراس کوبہت تعجب ہوا۔

## بیعت،باطنی تعلیمات اوراجازت وخلافت :

آپ کے خاندان کایہ معمول رہاہے کہ یہاں لوگ درسیات کی تعلیم کے دنوں میں ہی اپنامرشدمنتخب کرلیتے ہیں اور سلسلۂ طریقت میں داخل ہوجاتے ہیں،اس سے حصول تعلیم میں آسانی ہوتی ہے،چنانچہ آپ بھی متوسطات کی تعلیم کے زمانہ میں بیعت ہوچکے تھے۔آپ کوشرف بیعت حضرت محی الملۃ والدین مولاناسیدشاہ محمدمحی الدین قادری قدس سرہ سے حاصل تھا۔جب کبھی بیعت کاتذکرہ ہوتاتوآپ فرماتے تھے کہ میں ۱۲؍ربیع الاول کی شب کوبیعت ہواتھا،مجھے دیکھ کرمیرے تمام درسی ساتھی مولانانسیم صاحبؒ وغیرہ بھی اسی شب کوبیعت ہوئے تھے۔

آپ کی باطنی تعلیم وتربیت کا آغاز آپ کے فارغ التحصیل ہونے کے بعد شروع ہوا اور یہی آپ کے خاندان کا معمول بھی رہا ہے۔آپ نے طریقت کی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی تھی۔آپ کے والد گرامی حضرت محی الملۃ والدین کی وفات کے بعد نہ صرف خاندان کے سر پرست تھے بلکہ آپ کو مربی ومرشد کی حیثیت حاصل تھی،علوم دینیہ کے ساتھ علم تصوف میں اجتہادی بصیرت رکھتے تھے۔اپنے عزیزوں،متوسلین اور تربیت پانے والوں کی تعلیم وتربیت کے پیش نظر آپ نے بہت سارے رسالے اور اہم ترین کتابیں تالیف فرمائی ہیں۔تصوف کے باب میں آپ نے تنہا وہ کارہائے مفید انجام دیئے ہیں جو اس زمانہ کی ایک انجمن بھی نہیں کر سکتی ہے،آپ کی صوفیانہ خدمتوں کو بلا توقف تصوف کا مکمل انسائیکلو پیڈیا کہا جاسکتا ہے۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ کا یہ امتیازی وصف تھا کہ وہ اپنے والد کے آخری تربیت یافتہ شخص تھے،طریقت کی تعلیم میں آپ کے بعد پھر کسی اور کو اس ذات عظیم سے استفادہ کا موقع نہیں ملا،گویا اس سلسلے میں آپ کی ذات حضرت فرد الاولیاء پھلواروی کے اس شعر کی مصداق تھی :

عاقبت بالخیر ساقی را کہ وقت ختم دور
خاتمہ بالخیر ساغر با من رندانہ کرد

سلسلۂ مجیبیہ میں طریقت کی تعلیم کا ایک مکمل نصاب ہے، یہاں کے شیوخ طریقت اپنی نگہداشت میں سالکین راہ سلوک کو مکمل نصاب پڑھاتے اور تمام اذکار و اشغال کی باضابطہ مشق بھی کراتے رہے ہیں، یہاں کے نصاب طریقت میں شیخ ابوسعید فضل اللہ المخزومی کا رسالہ تحفۂ مرسلہ، شیخ ابوالعلاءؒ کا رسالہ مراتب ثلاثۂ توحید اور ہم لوگوں کے سرخیل طریقت حضرت سیدنا رسولنما بنارسی قدس سرہٗ ونفعنا بروحہ کا ملفوظ شریف داخل ہے۔اس کے علاوہ حضرت فیاض المسلمین نے اپنے عہد میں اس میں کچھ اضافے فرمائے اور حضرت نصر کے افادات کو نصاب میں شامل کیا۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ نے ان تمام کتابوں کو سبقاً سبقاً تقریباً دو سال کی مدت میں اپنے والد گرامی سے پڑھا اور ان کی نگہداشت میں تمام اذکار واشغال کی مشق کی۔والد کی تعلیم وتربیت نے آپ کو اہل یقین بنا دیا تھا، چنانچہ خود آپ کے والد گرامی نے جو اجازت نامہ آپ کو عنایت فرمایا اس کا عنوان ان الفاظ میں لکھا :

”اجازت نامہ مردم باصرہ یقین محمد عماد الدین“۔

آپ کو جمیع سلاسل جملہ اذکار و اشغال اور تمام مرویات احادیث کی اجازت وخلافت ۹رشوال مکرم ۱۳۵۹ھ کو آپ کے پیر ومرشد حضرت محی الملۃ والدین مولانا سید شاہ محمد محی الدین قادری قدس سرہ نے دیگر شخصیات خانقاہ کے ساتھ عنایت فرمائی تھی۔آپ کے پیر ومرشد نے اجازت نامہ میں تقوی واحسان کی تاکید کے ساتھ ان بلند الفاظ میں اپنے عزیزوں کے لیے دعائیہ جملے لکھے تھے :

"جعلهم الله عالما تقيا عارفا صاحب الحصول والوصول والقرب والقبول عند الله والرسول بجاه النبی و ال بتول"

حضرت محی الملۃ والدین کے اس اجازت نامہ میں جن لوگوں کے اسما مرقوم ہیں ان میں چند حضرات یہ ہیں :

حضرت امیر شریعت مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادریؒ، حضرت مولانا سید شاہ محمد نظام الدین قادریؒ، حضرت مولانا سید شاہ حافظ محمد شہاب الدین قادریؒ، حضرت امان المستجیرین مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادریؒ، حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادریؒ، حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادریؒ، حضرت مولانا سید شاہ عین احمد قادریؒ، حضرت مولانا حکیم محمد یوسف قادریؒ، حضرت مولانا عز الدین قادری، حضرت مولانا سید احمد المجھریؒ اور حضرت مولانا سید محمد المجھریؒ۔

حضرت محی الملۃ قدس سرہ سے اجازت وخلافت کے علاوہ آپ کو اپنے والد گرامی سے تمام سلاسل، اذکار و اشغال اور جملہ مرویات احادیث کے ساتھ بعض ادعیہ اور کتب احادیث کی اجازت علیحدہ حاصل تھی۔ جس میں حزب الادعیہ سیدنا المجھری، حصن حصین، الباقیات الصالحات اور دلائل الخیرات کی اجازتیں اہم ہیں۔ آپ کے والد نے آپ کو سند فراغت پر بھی اپنی مرویات کی اجازت مع دستخط ان الفاظ میں لکھ دی تھی :

"شهدت على ذلك وانا اجزت كذالك مما تجوز لی روايته واسمی محمدن الشهير بقمر الدين القادری الفلواری غفرله الله الباری"۔

آپ کے اعمام اور اخوان بزرگ نے بھی آپ کو تمام سلاسل و مرویات کی اجازتیں عطا کی تھیں، حضرت امان المستجیرین مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ نے جو اجازت نامہ اپنے اخوان کے نام لکھا تھا اس میں ان بلند الفاظ میں اپنے برادران کے اوصاف بیان کئے ہیں :

"فكما اجازنی شيخی و مرشدی محی الملة والدين مولانا الحاج محمد محی الدين القادری الفلواری لجميع السلاسل التی حصلت له من شيخه الكريم...... قد اجزت لبنی اعمامی الذين هم لهذا الامر احق واليق منی اخواننا العلماء الصالحين عون احمد و محمد عماد الدين و عين احمد و محمد فرد الحسن سلمهم الله تعالیٰ......"

آپ دیگر سلاسل طریقت کے بھی مجاز تھے جیسے سلاسل کمالیہ فردوسیہ کی اجازت آپ کو حضرت شاہ فدا حسین قدس سرہ نے زبانی عطا کی تھی، جس کی تصدیق حضرت مولانا شاہ ابراہیم کمالی نے ان الفاظ میں کی ہے :

"۱۳۵۳ھ میں جب حضرت الحاج مولانا شاہ محمد قمر الدین امیر شریعت ثالث سفر حج کو مع اہل وعیال تشریف لے جا رہے تھے تو اس وقت آپ بغرض ملاقات حضرت شیخی و مرشدی عاشق رسول الثقلین الحاج شاہ فدا حسین قدس سرہ دیورہ تشریف لائے تھے۔ عزیز محترم مولانا شاہ محمد عماد الدین بھی ہمراہ تھے، حضرت امیر شریعت ثالث نے ہمارے شیخی و مرشدی

قدس سرہ سے فرمایا کہ ”عماد الدین کو خانقاہ کمالیہ فردوسیہ کے سلاسل کی اجازت عطا فرمادی جائے“ حضرت شیخی اس وقت علیل تھے، آپ نے فرمایا: ”اس وقت تو زبانی اجازت دے رہا ہوں اگر اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی تو اجازت نامہ تحریر کردوں گا“، لیکن تحریری اجازت نامہ لکھنے کا موقع نہیں ملا یہاں تک کہ اسی علالت میں حضرت کا وصال ہوگیا، حضرت امیر شریعت ثالث قدس سرہ نے مجھ کو چند بار اجازت کی تصدیق لکھنے کو فرمایا لیکن اپنی کاہلی کے باعث اب تک نہیں لکھ سکا، آہ! کہ جب میں یہ تصدیقی تحریر لکھ رہا ہوں حضرت مولانا المحترم امیر شریعت ثالث کا وصال ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا المحترم امیر شریعت ثالث کے حسب ارشاد میں تصدیق کر رہا ہوں کہ عزیز محترم مولانا الحاج شاہ محمد عماد الدین رقاہ اللہ تعالیٰ فی الدارین کو خانقاہ کمالیہ فردوسیہ دیورہ کے تمامی سلاسل کی اجازت حضرت شیخی و مرشدی عاشق رسول الثقلین الحاج شاہ فدا حسین قدس سرہ زیب سجادہ خانقاہ کمالیہ فردوسیہ دیورہ سے ہے، وصلی اللہ علی سیدنا محمد وسلم۔

حررہ

محمد ابراہیم فردوسی

خانقاہ کمالیہ فردوسیہ دیورہ

۱۵ر جمادی الثانی ۱۳۷۸ھ

حضرت مولانا شاہ آیت اللہ جوہری کے تمام سلاسل کی اجازت بھی آپ کو حاصل تھی، چند افراد خانقاہ نے بقائے سلسلہ کی غرض سے اس سلسلہ کی اجازت مولانا زہیر حسن ہلسوی سے حاصل کی تھی، جن میں خود حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری، حضرت مولانا سید شاہ عین احمد قادری، حضرت مولانا حکیم سید شاہ محمد یوسف قادری، حضرت مولانا سید شاہ حافظ شہاب الدین قادری عرف اکلو قدست اسرارہم کی شخصیات شامل ہیں، مولانا زہیر حسن ہلسوی نے اس سلسلہ کی اجازت کے ساتھ دیگر سلاسل کی اجازتیں بھی دی تھیں، جو ان کو حضور فیاض المسلمین، حضور محی الملۃ والدین اور اپنے شیوخ سلسلہ سے پہنچی تھیں۔

حضرت مولانا آیت اللہ جوہری کے سلسلہ کی اجازت مولانا زہیر ہلسوی کو کس طرح پہنچی اس سلسلہ میں مولانا حکیم شعیب قادری قدس سرہ نے اعیان وطن میں لکھا ہے کہ :

”حضرت شاہ آیت اللہ جوہری کے خلفا میں ایک بزرگ سید شاہ وارث علی کاکوی رحمۃ اللہ علیہ تھے، انہوں نے اپنے پوتے حکیم سید شاہ امیر اکبر علیہ الرحمہ کو جو آپ کے مرید بھی تھے، اس سلسلہ کی اجازت عطا فرمائی تھی، آپ نے اپنے صاحبزادے حکیم سید شاہ زہیر حسن ہلسوی علیہ الرحمہ کو اس سلسلہ کی اجازت عطا کی، آپ سے میرے عزیزان نورچشم عماد الدین ونورچشم مولوی حکیم محمد یوسف رضوی، نورچشم مولوی حافظ شہاب الدین عرف اکلو سلمہم اللہ تعالیٰ نے بقائے سلسلہ کے خیال سے اس سلسلہ کی اجازت لے لی ہے“۔۔۔(اعیان وطن، ص:۶۱)

آپ کو اپنے والد کے بعض شیوخ سے بھی روایت احادیث کی اجازت حاصل تھی، ۱۳۵۳ھ میں اپنے والد کے ساتھ

سفر حج میں شریک تھے اس موقع سے شیخ عبداللہ بن محمد غازی نے دیگر معزز شرکائے سفر کے ساتھ آپ کو بھی حدیث مسلسل بالاولیت اور اپنی تمام مرویات کی اجازت لکھ کر دی تھی۔

## تدریس :

علوم دینیہ سے فراغت کے بعد آپ نے دارالعلوم مجیبیہ میں ہی درس و تدریس کی خدمت بھی انجام دی، ضابطۂ تدریس کے مطابق مختلف کتابیں آپ کے ذمہ رہیں، چوں کہ فقہ سے ایک خاص تعلق تھا اس لیے فقہی کتابوں کا درس زیادہ دیتے تھے، علم مناسخہ میں آپ کو مہارت حاصل تھی، چنانچہ اس زمانہ میں سراجی وغیرہ کا درس دینا آپ ہی کے ذمہ تھا، اس کے علاوہ حضرت امان المستجیرین کے ابتدائی دورِ سجادگی میں دارالاقامہ کی نگرانی اور نظم امتحانات کی ذمہ داری آپ ہی کے ذمے تھی۔ مدرسہ میں آپ کے درس و تدریس کا سلسلہ ایک زمانے تک جاری رہا، جب آپ کے عزیزوں کی ایک جماعت فارغ التحصیل ہو کر درس و تدریس کی خدمات دارالعلوم مجیبیہ میں انجام دینے لگی تو آپ نے تدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا۔ نیز دیگر مشغولیات کی وجہ سے بھی یہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ تاہم دارالعلوم مجیبیہ سے آپ آخری دور تک منسلک رہے اور عندالضرورت اپنے مفید مشوروں سے مدرسہ کی ترقی و فروغ میں تعاون کرتے رہے۔ چنانچہ حضرت مولانا سید شاہ محمد رضوان اللہ قادری قدس سرہٗ کے دورِ سجادگی میں دورۂ حدیث کی تعلیم کے لئے حضرت مولانا جمال الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے باصلاحیت عالم دین اس مدرسہ میں آپ ہی کے مشورے پر بلائے گئے تھے۔

## فقہی خدمات :

درس و تدریس کے ساتھ افتا کی خدمت انجام دینا خانقاہ مجیبیہ کے علما و مشائخ کا ایک خاص وصف رہا ہے، یہاں کے اکثر علما صاحب افتا گذرے ہیں، حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ بھی انہیں علماءِ خانقاہ میں سے ایک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فقہی بصیرت سے نوازا تھا، درس و تدریس کے ساتھ افتا کی خدمت بھی انجام دیتے تھے، افتا کی تربیت آپ نے حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری قدس سرہ سے حاصل کی تھی، خانقاہ مجیبیہ کے شعبۂ افتا میں اپنے استاد محترم کی معیت میں افتا کا کام انجام دیتے تھے۔ حضرت امان المستجیرین مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ اکثر استفتا کا جواب آپ سے لکھواتے تھے، چنانچہ خطوط استفتا کے اکثر لفافوں پر حضرت امان المستجیرین کی یہ تحریر مرقوم ہے :

''مولوی عماد الدین صاحب استفتا کا جواب لکھ کر روانہ کریں''۔

خانقاہ مجیبیہ میں خدمت افتا کے ساتھ امارت شرعیہ میں بھی آپ نے بحیثیت مفتی کام کیا تھا، فتاویٰ امارت میں آپ کے فتاوے بھی موجود ہیں، آپ کے فتاوی کی اچھی تعداد جو مختلف موضوعات پر ہیں، جیسے نماز، امامت، عیدین، جنائز، زکوٰۃ، عشر، نکاح، مہر، حرمت مصاہرت، طلاق، رضاعت، نذر، بیع، سماع اور میراث وغیرہ۔

۱۳۷۹ھ میں جب ماہنامہ المجیب کی اشاعت شروع ہوئی تھی تو احکام اسلامی کے تحت پہلے سال کے تمام شماروں میں آپ کے فتاوے شائع ہوئے۔

اس کے علاوہ خانقاہ میں جو سوالات آتے تھے ان کے جوابات بھی حضرت مولانا شاہ عون احمد قادری قدس سرہ کی نیابت میں آپ ہی لکھتے تھے۔ آپ کا تحقیقی نہج بہت عمدہ اور مستحکم تھا، افتا نویسی میں حزم و احتیاط سے کام لیتے تھے، ہر مسئلہ کا جواب پوری تحقیق کے ساتھ دیتے تھے، اگر کوئی شخص آپ سے کسی مجلس میں کوئی مسئلہ دریافت کرتا تو اس کو فوراً جواب نہیں دیتے تھے، کچھ دیر سرنگوں رہتے اور پھر سوچ کر اس شخص کو جواب دیتے تھے۔

## رشد و ہدایت :

آپ کے رشد و ہدایت کا باب بے حد طویل ہے، حضرت امان المستجیرین مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ کی سجادہ نشینی کے وقت سے اپنی زندگی کے آخری دور تک آپ نے رشد و ہدایت یعنی خدمت خانقاہ کا فریضہ انجام دیا ہے۔ آپ کی خدمت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت امان المستجیرین آپ کو اپنا بازو اور معاون کہتے تھے۔ انہوں نے اکثر خطوط میں ان محبت بھرے الفاظ میں آپ کو مخاطب کیا ہے :

"عضدی و نصیری اخی فی الدنیا والاٰخرۃ"۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ حضرت امان المستجیرین کے مستقل نائبین میں سے ایک حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری قدس سرہ اور دوسرے آپ تھے، جنہیں اللہ تعالیٰ نے عمر طبعی عطا فرمائی اور ان لوگوں نے اپنی پوری زندگی خالصاً حضرت سیدنا تاج العارفین رضی اللہ عنہ کی خانقاہ کی خدمت اور ان کے مشن ہدایت کے فروغ میں صرف کردی۔ اپنا گھربار اپنے اہل وعیال سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے خود کو ان بزرگوں نے خانقاہ کی خدمت کے لئے وقف کردیا۔ ان بزرگوں کے اندر خدمت خانقاہ کا یہ جذبہ ان کے آبائے کرام کی تعلیم و تربیت کا ہی اثر تھا۔ حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خط کا یہ اقتباس ملاحظہ ہو جو حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری رحمہ اللہ کو آپ کے سفر حج کے موقع سے لکھا گیا تھا کہ :

"خانقاہ اور اہل خانقاہ کی ترقی ظاہری و باطنی کی دُعاء بہ شکل معروضہ مواجہ شریف میں موقع سے ضرور ہونا چاہئے، بقول حضرت عمی و مرشدی منجھلے ابا رحمۃ اللہ علیہ :

شد بزلف تو دل من بہ چہ ساعت پیوند
یک شبی نیست کہ آن خواب پریشانم نیست"

—(حضرت فرد الاولیاء)

بلاشبہ یہ خواب پریشاں ان لوگوں کی صالحیت اور بے لوث خدمت گذار ہونے کی علامت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کو جزائے خدمت قبولیت اور قرب خاص کی شکل میں عطا فرمائے۔

بہر حال! حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ، جن کی ذات سے کثیر لوگوں نے استفادہ کیا،خصوصاً صوبہ بہار و بنگال کے بے شمار لوگوں نے آپ سے اصلاح و ہدایت اور انسانیت کا درس حاصل کیا اور آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے، لیکن آپ نے ہمیشہ حضور فیاض المسلمین قدس سرہٗ کے قائم کردہ اصول کو ملحوظ رکھا اور کبھی کسی کی اصالۃً بیعت نہیں لی، ہمیشہ سجادۂ مجیبیہ کی نیابت میں بیعت لیتے تھے۔ بیعت وارشاد آپ کی نگاہوں میں ایک اہم فریضہ تھا اور نیابت کا حق بھی یہ ہے کہ جن کاموں کی نیابت سپرد کی جائے ان کاموں کو پوری ذمہ داری کے ساتھ ادا کیا جائے۔ چنانچہ میں نے آپ کو گھر میں ایک بار یہ کہتے ہوئے سنا تھا کہ شیخ نے بیعت لینے کی اجازت دی ہے تو بیعت ضرور لینی چاہئے ورنہ اللہ کے یہاں جواب دینا ہوگا۔ اشاعت بیعت کے سلسلے میں اپنی ڈائری میں لکھتے ہیں کہ :

”فی زمانہ بیعت کرنا اور مرید ہونا اس سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا کہ جس طرح بازار گئے اور کوئی سودا خرید لائے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ جس قدر پیر ہونا مشکل ہے، اتنا ہی مرید ہونا بھی مشکل ہے۔ یہ صرف ایک رائج رسم ادا کرنا نہیں، مرید کر کے جنت کا قبالہ دے دینا یا مرید ہو کر خود کو عارف باللہ سمجھ لینا ہی پیری مریدی نہیں ہے۔کسی بزرگ کے دست حق پرست پر اپنے گناہوں سے توبہ کر لینا اور بات —— اور مرید ہو کر مریدی زندگی بسر کرنا ایک دوسری حقیقت ہے“۔

یہ آپ کی صالحیت اور اثر انداز تعلیم و تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ ایسے کثیر لوگ جو دین داری سے کوسوں دور تھے، آپ کی تربیت اور اصلاح و ہدایت سے دینی راہ پر گامزن ہوئے۔ اس کی روشن مثال صوبہ بنگال کا ایک گاؤں لاہل ہے، جہاں ایک عرصہ قبل تک دینی ماحول کا فقدان تھا، پورا علاقہ اپنی رہزنی کے لیے مشہور و معروف تھا، آپ نے اس گاؤں میں جا کر اصلاح و ہدایت کا کام شروع کیا، ان لوگوں کے اندر دینی حمیت بیدار کی، مقصد اصلاح و فلاح کے پیش نظر گاؤں سے متصل شاہراہ کے کنارے ایک رباط تعمیر کرایا۔ جس میں ایک مسجد بنوائی تھی، تا کہ گاؤں والے اور شاہراہ سے گذرنے والے مسافرین اس مسجد میں آ کر نماز پڑھیں۔ مسافروں کے ٹھہرنے کے لیے کچھ کمرے بنوائے اور بچوں کی دینی و عصری تعلیم کے لیے ایک مدرسہ ”مدینۃ العلوم“ کے نام سے قائم کیا، لوگوں میں سیرت نبوی کے ذوق مطالعہ کے لیے رباط میں بنی عمارت کو سیرت کی کتابوں میں مرقوم عمارتوں کے نام سے موسوم کیا، تا کہ لوگ اس کی جستجو میں سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کریں اور سیرت کے واقعات سے واقف ہوں۔ چنانچہ مسجد سے متصل ایک کمرہ بنوایا تا کہ کوئی مسجد میں بیٹھ کر دنیاوی گفتگو نہ کرے اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی سنت پر اس کمرہ کا نام ”رحبہ بطیحا“ رکھا اور ان تمام چیزوں کی نگہداشت کے لیے انہیں میں سے ایک شخص کو متولی بنا دیا۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اطہار سے عشق و محبت کی انہیں تعلیم دی، صوفیائے کاملین کی روش پر چلنے کی ترغیب دی۔ اہل بیت علیہم السلام کے مناقب میں اپنے بزرگوں بالخصوص اپنے پیر و مرشد کے اشعار کو پتھروں پر کندہ کرا کر رباط کی دیواروں پر لگوایا تھا تا کہ لوگ ان کے مناقب کو پڑھ کر راہ راست پر آسکیں۔ یہ ایک روحانی استفادہ و استفاضہ کا طریقہ ہے، کیوں کہ صالحین کے ذکر کے وقت اللہ کی رحمت متوجہ ہوا کرتی ہے۔ ابن عیینہ کا مشہور قول ہے :

"عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ"۔ (المقاصد الحسنہ للسخاوی)

الحمدللہ! وہ علاقہ جو انسانیت اور دینی ماحول سے کوسوں دور تھا، وہاں کے لوگ آج اپنے بچوں کو مدرسوں اور عصری تعلیم گاہوں میں پڑھوا رہے ہیں، گاؤں میں ایک دینی ماحول قائم ہے، بلاشبہ یہ آپ کا ایک مثالی کارنامہ ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس اطراف کے علما برجستہ آپ سے پوچھتے تھے کہ "آپ نے ان گاؤں والوں کو انسان کیسے بنایا؟" یہ واقعی اس مردمومن کی نگاہ کا کمال تھا، جس نے ان لوگوں کو انسانیت کا عادی بنا دیا، بقول اقبالؔ :

نگاہ مردمومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

آپ کی ذات سے نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ غیرمسلموں نے بھی استفادہ کیا ہے، بہت سارے غیرمسلم آپ کے معتقد تھے، دعاء وتعویذ کے لیے آپ سے رجوع کرتے تھے، ہمیشہ گھر آ کر اپنے عقائد کے مطابق دعاؤں کی درخواست کرتے تھے۔ دعاء وتعویذ وغیرہ میں آپ احتیاط سے کام لیتے تھے، کوئی شخص تعویذ لینے آتا اور بیماری وغیرہ کا ذکر کرتا تھا تو پہلے اس کو اچھے اطباء سے علاج ومعالجہ کا مشورہ دیتے تھے، کوئی شخص فال وغیرہ دیکھنے کی بات کرتا تھا تو بیحد خفا ہوتے تھے اور اس کو یہ کہہ کر واپس کر دیتے تھے کہ ہم لوگوں کے یہاں یہ سب کام نہیں ہوتا ہے، یہ سب گناہ کا کام ہے۔ ایک صاحب کے گھر پر جناتی اثر تھا، بے حد پریشان تھے، ایک روز آپ سے آ کر کہنے لگے کہ حضور آپ کچھ ایسی ترکیب کر دیجئے کہ وہ سب کے سب مرجائیں، آپ نے ان سے فرمایا کہ "ہم ایسا نہیں کر سکتے، ہم پر قتل کا گناہ لازم آئے گا، ہم دفع کی ترکیب کر دیتے ہیں۔ یہ سب آپ کی ایک سماجی خدمت تھی۔ اس کے علاوہ اکثر غریب بچیوں کی شادی وغیرہ میں تعاون کرتے رہتے۔ عیدین وغیرہ کے موقع پر ایسے غریب لوگوں اور ان کے بچوں کے کپڑے ضرور بنوا دیتے، جن سے آپ کا تعلق ہوتا تھا، لیکن یہ سب چیزیں خاموشی کے ساتھ کرتے تھے، گھر والوں کے علاوہ دوسروں کو اس کی خبر نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ آپ کے رباط میں جب کبھی تعمیر کا کام ہوتا تو جو شخص ان کاموں کی ذمہ داری لیتا، اسے خاموشی سے کچھ رقم دے دیتے اور پھر دوسرے لوگوں کو مائل کرانے کے لیے اس شخص کی تعریف کرتے۔ جس زمانہ میں آپ نے لاہل میں تعمیری اور اصلاحی کام شروع کیا تھا، اسی وقت بچیوں کو سلائی کڑھائی کے ہنر سے واقف کرانے کے لیے ایک سلائی سنٹر وہاں اپنے ذاتی خرچ اور اہل خیر کے تعاون سے قائم کیا تھا۔ اس سلائی سنٹر میں اچھے ہنرمندوں کو رکھ کر اس گاؤں کی تمام لڑکیوں کو سلائی کڑھائی کے ہنر سے واقف کرایا، یہاں تک کہ اس گاؤں کی سب لڑکیاں یہ ہنر سیکھ کر دوسروں کو سکھانے لگیں اور یہ ہنر ان کے کسب معاش کا ذریعہ بن گیا۔ یہ آپ کا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وجاہت فی الخلق کی دولت سے بھی نوازا تھا۔ لوگوں میں آپ بے حد معتبر تھے۔ کٹیہار پورنیہ کے علاقوں میں کسی تعلق کے لوگوں میں کچھ نزاعی معاملے ہو جاتے تو فریقین بخوشی اس بات پر متفق ہو جاتے تھے کہ حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادری ہم لوگوں کے حق میں جو فیصلہ صادر فرمادیں وہ ہم لوگوں کو قبول ہے۔ بائسی وغیرہ کے علاقوں میں میراث وغیرہ

کی تقسیم کا معاملہ ہوتا تھا تو وہاں کے لوگ آپ کو بلایا کرتے تھے۔ان سب کاموں میں آپ کے معاونین حضرت مولانا جمال الحق صاحب رحمہ اللہ اور ان کے برادران ہوتے تھے۔انہی اصلاحی مقاصد کے پیش نظر آپ نے ان معزز لوگوں کو سلاسل وغیرہ کی اجازت بھی دی تھی تاکہ زیادہ سے زیادہ فلاح و بہبود کا کام ان علاقوں میں ہو سکے۔یہ آپ کی ایک بڑی سماجی خدمت ہے۔

## محاسن وکمالات :

انسان کا اچھے اخلاق سے متصف ہونا لوگوں میں سب سے اچھے ہونے کی علامت ہے، جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے :

"ان خیارکم احسنکم اخلاقا"۔(بخاری کتاب الادب)

تمام اعمال کی مقبولیت حسن اخلاق پر ہی منحصر ہوتی ہے۔اس لیے صوفیائے کاملین اور علمائے صالحین نے لوگوں کی اصلاح و ہدایت میں حسن اخلاق کی تعلیم پر زور دیا ہے، اپنے کردار سے اخلاق کی تفسیر بیان کی ہے۔حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ جس گہوارۂ عظیم اور جن بزرگوں کے پروردہ تھے ان کے اخلاق، اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ دار تھے۔آپ نے ان بزرگوں سے اخلاق کا کثیر حصہ پایا تھا۔بچپن سے اپنے والد گرامی کی تربیت اور نگہداشت میں رہے تھے، ان کی صحبت کا اثر آپ میں نمایاں تھا، اپنے والد کے نور نظر ہونے کے ساتھ ان کے مطیع وفرماں بردار تھے، آپ کے والد نے اپنے پاس کوئی خادم نہیں رکھا تھا، خود صاحبزادے ان کی خدمت کرتے تھے، چنانچہ حضرت مولانا سید شاہ خورشید جمال صاحبؒ چھپروی اکثر آپ کے متعلق فرماتے تھے کہ :

"میں نے حضرت عماد بابو کو کبھی منجھلے سرکار کی خدمت میں بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا، آپ ہمیشہ منجھلے سرکار کے حجرہ کے باہر کھڑے رہتے اور ایک آواز میں حاضر خدمت ہو جاتے تھے"۔

جس زمانہ میں فن طب کی تحصیل میں مشغول تھے، وہ آپ کے والد کا آخری دور تھا، چنانچہ جب حضرت مولانا حکیم شعیب صاحب قدس سرہ کا انتقال ہو گیا تو اس فن کی تکمیل کے لیے اپنے والد کی حیات میں کسی دوسری جگہ نہیں گئے، اپنی ایک مختصر یادداشت میں لکھا ہے :

"ہماری نظروں کے سامنے مالی پریشانیاں تھیں، جس کے سبب سے اپنے خیالات کو ظاہر کرنے سے قاصر رہتے تھے، اس کے بعد حکیم شعیب صاحب کا انتقال ہو گیا اور ان کے انتقال کے اثرات بہت زیادہ حضرت پر ہوئے، جس کے بعد وہ سنبھل نہ سکے اور مرض استسقاء میں مبتلا ہو گئے۔اب ان کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا دشوار تھا، اس لیے کہ یہ ذات نہیں ملنے والی تھی اور یہ فن حاصل ہو سکتا تھا......اس لیے بھی ہم مطمئن نہ تھے جو ساعت بھی قربت میں گذرے وہ بہت بڑی ساعت ہے"۔

۱۳۷۶ھ میں آپ کے والد گرامی حضرت امیر شریعت ثالث مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادری قدس سرہٗ کا وصال

ہوا۔حضرت کے وصال کے بعد آپ نے نہ صرف ان کے علمی اثاثوں کی مکمل حفاظت کی بلکہ استفادۂ عام کی غرض سے آپ نے حضرت امیر شریعت کی متعدد کتابوں کو شائع بھی کرایا۔ یہ ایک صالح اولاد کا فرض تھا جس کو آپ نے بخوبی انجام دیا۔

بزرگوں اور اپنے بڑوں کا ادب واحترام کرنا آپ کی جبلت میں شامل تھا،بچپن سے اپنے پیر ومرشد حضور محی الملۃ قدس سرہٗ کا بے حد احترام کرتے تھے،آپ کے والد حضرت قمر طلعت قدس سرہٗ نے حضور محی الملۃ قدس سرہٗ کے نام اپنے سفر حج کے تمام خطوط میں یہ جملہ لکھا ہے کہ :

”رفقاء سفر سلام کہتے ہیں خصوصاً عماد الدین سلمہ اللہ تعالیٰ بہت تعظیم کے ساتھ سلام عرض کرتا ہے“۔

ہر ملنے والے سے خوش اخلاقی سے پیش آنا آپ کی فطرت تھی۔یہی وجہ تھی کہ لوگوں کی نگاہوں میں بھی آپ کی شخصیت بااہمیت تھی۔خود آپ کے مشائخ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری قدس سرہ جو کہ نہ صرف آپ سے سات سال بڑے بھائی تھے، بلکہ وہ آپ کے شیخ الحدیث تھے،لیکن انہوں نے آپ سے کبھی شاگردانہ تعلق نہیں رکھا، ہمیشہ اس طرح آپ سے پیش آئے جیسے ایک عالم صالح سے پیش آنا چاہیے۔چنانچہ انہوں نے جو اجازت نامہ لکھ کر آپ کو عنایت فرمایا تھا اس میں ”اخی الصالح التقی العالم الربانی“ جیسے الفاظ آپ کے اوصاف میں لکھے ہیں، اپنی مرتبہ کتاب ”دارالعلوم مجیبیہ کی تدریسی خدمات“ میں آپ کا ذکر اس زمانہ کی علمی ہستیوں اور محسن شخصیتوں میں ان الفاظ میں کیا ہے :

”مولانا شاہ حکیم محمد عماد الدین قادری (خلف مرشدی مولانا شاہ محمد قمر الدین قادری قدس سرہ) عامل و فاضل اور ذی استعداد ہیں، اکابر کے اصول کے پابند اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر گامزن ہیں“—(دارالعلوم مجیبیہ کی تدریسی خدمات،ص:۴۱)

حضور امان المستجیرین مولانا شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ سے بھی آپ کو بے حد انسیت تھی۔حضرت بھی آپ کو بے حد عزیز رکھتے تھے۔اپنے صاحبزادوں کی کم عمری تک خانقاہ کے تمام امور میں وہ آپ کو پیش پیش رکھتے تھے، آپ کے خطوط سے اس بات کا اندازہ ہوتا ہے۔خود ذاتی طور پر بھی وہ آپ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے،چنانچہ آپ جب ان کا ذکر کرتے تھے تو اکثر اس میں یہ بھی فرماتے تھے کہ حضور شاہ امان اللہ صاحب قدس سرہ سجادگی کے بعد جب حضرت تاج العارفین رضی اللہ عنہ کے مزار پر مراقبہ کے لیے جایا کرتے تھے تو وہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاتے تھے،خود قبہ شریف میں بیٹھتے اور مجھے بارہ دری میں بٹھاتے تھے۔

عزیزان خاندان میں حضرت زیب سجادۂ مجیبیہ مولانا سید شاہ محمد رضوان اللہ قادری قدس سرہٗ بچپن سے آپ کے ساتھ رہے، کیوں کہ حضرت امیر شریعت ثالث قدس سرہٗ حضور رحمۃ اللہ علیہ کو بچپن میں اپنے ساتھ رکھتے تھے، ان کے لئے ایک چارپائی تیار کرائی تھی تاکہ وہ باہر سوئیں کہ صبح کی نماز میں جاگنے میں آسانی ہو۔غرض یہ کہ حضور رحمۃ اللہ علیہ کو آپ سے بے حد انسیت

تھی اور ایک خاص لگاؤ تھا۔حضور امان المستجیرین کے انتقال کے بعد آپ کو وہ اپنا سرپرست تسلیم کرتے تھے۔بعض خط میں یہ انہوں نے لکھا بھی ہے کہ آپ ہمارے سرپرست ہیں۔خود حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری کے متعلق حضرت مولانا مفتی بدر احمد مجیبی مدظلہ نے مجھ سے یہ بیان کیا کہ ہمارے والد نے آپ کو ہم لوگوں کا سرپرست بنایا تھا۔فرماتے تھے کہ میرے بعد تم لوگوں کے وہی سرپرست ہیں۔

اسی طرح دیگر عزیزان خاندان بھی آپ کا بے حد احترام کرتے تھے،حضرت مولانا سید شاہ محمد امین اللہ قادری مدظلہ تو غالباً آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔غرض آپ کی شخصیت خاندان کے بزرگوں اور عزیزوں میں بے حد محترم اور معزز تھی۔

یہ گھر والوں سے آپ کے تعلقات تھے،بیرون خانقاہ کے علما وصلحا بھی آپ کی بے حد عزت کرتے تھے۔حضرت مولانا نظام الدین صاحب امیر شریعت سادس اکابرین خانقاہ کا بے حد احترام کرتے تھے،اسی بنا پر جب کبھی ان کی ملاقات آپ سے ہوتی تھی تو وہ بہت پرتپاک انداز سے ملتے تھے،انہوں نے آپ کو اپنے عہد میں مجلس شوریٰ امارت شرعیہ کا رکن بھی منتخب کیا تھا،لیکن آپ کو یہ رکنیت اصلاً اپنی کسر نفسی اور بظاہر ضعف پیری کی وجہ سے منظور نہ تھی،چنانچہ خود استعفا نامہ جا کر امیر شریعت صاحب کو پیش کیا تھا،جس کو انہوں نے منظور نہیں کیا اور یہ کہا کہ آپ کے ضعف پیر کا عذر بجا ہے،لیکن مجھے آپ کا استعفا نامہ منظور نہیں ہے،آپ نہ آئیں تب بھی آپ کا نام مجلس شوریٰ کی رکنیت میں رہے گا،چنانچہ آخری زمانہ تک آپ کو مجلس شوریٰ کے کاغذات وغیرہ آتے رہے۔

بہر حال! آپ جس طرح اپنے بزرگوں کی توقیر فرماتے تھے اور ان کی نگاہوں میں عزیز تھے،اسی طرح آپ عزیزوں پر بے حد شفقت فرماتے تھے،کوئی بچہ آپ کے پاس آتا تھا تو اس سے محبت سے پیش آتے اور اس کو کچھ نہ کچھ کھانے پینے کی چیزیں ضرور دے کر روانہ کرتے تھے۔یہ خصوصیت صرف خاندانی بچوں کے ساتھ مخصوص نہ تھی،بلکہ ہر آنے والے بچوں کو اپنی شفقتوں سے نوازتے تھے۔یہ آپ کے اخلاق کریمانہ کی علامت ہے۔گھر والوں کی تکلیف آپ سے برداشت نہیں ہوتی تھی اگر کوئی گھر میں بیمار ہو جاتا تو مریض سے زیادہ آپ پریشان ہو جاتے تھے۔آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا سید شاہ محمد عمید الدین کو کبھی اسکول سے آنے میں تاخیر ہوتی تو پریشان ہو کر شاہراہ تک چلے جاتے تھے کہ ابتک کیوں نہیں پہنچے ہیں۔ اپنے گھر والوں کی طرح خواہر زادے حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری مدظلہ کو بھی آپ بہت مانتے تھے، ان کے علمی کارناموں سے آپ کو بے حد خوشی ہوتی تھی وہ بھی اس کا خاص خیال رکھتے تھے۔کوئی کتاب تالیف کرتے تو پہلے لا کر آپ کو دکھاتے تھے۔آپ مزاجاً بہت نرم تھے کہ کبھی اپنے کام کے لیے گھر والوں سے خفا نہیں ہوئے،حتی الوسع اپنا کام خود کرتے تھے، گھر والوں کو جس طرح مانتے تھے اسی طرح ان کی اصلاح کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔اگر کوئی بات گھر میں خلاف معلوم ہوتی تھی تو فوراً اس کی اصلاح فرماتے تھے،بزرگوں کا احترام کرنے کی گھر کے لوگوں کو خاص تعلیم فرماتے تھے۔اگر کسی صاحب علم و

فضل شخصیت سے ملنے جاتے یا کوئی ان میں سے گھر آنے والا ہوتا تو پہلے سے ہی گھر کے بچوں کو ان کی دست بوسی کی تاکید فرماتے تھے۔ گھر کے بچوں کو دن کے وقت سونے سے ہمیشہ منع کرتے تھے اور اس کی توجیہ یہ بیان کرتے کہ انسان کی سانسیں متعین ہیں اور سونے میں سانس زیادہ خرچ ہوتی ہے، اس لیے بے کار سانسوں کو خرچ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، اور یہ فرماتے تھے کہ میرے والد ہم لوگوں کو دن میں کبھی سونے نہیں دیتے تھے۔

گھر والوں کو آپ کی موجودگی میں اپنی پریشانیوں کی فکر نہیں ہوتی تھی، ہر آنے والی مصیبتوں کا احساس آپ کو پہلے ہی ہو جاتا تھا اور آپ اسی وقت سے اس کے دفع کی ترکیب شروع کر دیتے تھے۔ آپ کی خدمت میں کوئی مایوس اور پریشان شخص آتا تھا تو آپ اپنی میٹھی بولیوں اور اصلاحی باتوں سے اس مایوس شخص کے اندر ایک حوصلہ پیدا کر دیتے تھے۔

آپ کا مزاج بھی اپنے اکابرین کی طرح بے حد معتدل تھا، معتدل مزاجی اور تشتت وافتراق سے دوری جو خانقاہ مجیبیہ کا طرۂ امتیاز رہا ہے، یہ خصوصیات آپ کے مزاج میں بھی پائی جاتی تھیں۔ تعلیمی سلسلہ میں آپ بہت وسیع المشرب تھے۔ دینی تعلیم کے اچھے اداروں کو دیوبندیت و بریلویت کے بے کار زمروں میں تقسیم نہیں کرتے تھے، کسی اچھی علمی درس گاہ میں کوئی طالب علم پڑھنے کی اجازت چاہتا یا کوئی صالح مزاج عالم دین کسی اچھے ادارہ میں پڑھانے کے سلسلہ میں آپ سے مشورہ لیتا تو کبھی اسے وہاں پڑھنے یا پڑھانے سے منع نہیں کرتے تھے، بلکہ تعلیمی جذبوں کی قدر کرتے ہوئے بخوشی اجازت دیتے اور اس شخص کی تحسین فرماتے۔ تعلیم کے سلسلہ میں آپ کا یہ وسیع نظریہ بلاشبہ فرامین نبوی صلی اللہ علیہ وسلم :

"یسروا ولا تعسروا بشروا ولا تنفروا"—(بخاری کتاب العلم)

کا مصداق اور: "الحکمۃ ضالۃ المومن فحیث وجدھا فھو احق بھا" کا عملی نمونہ تھا۔

عصری علوم کے سلسلہ میں بھی آپ کا نظریہ بلند تھا، اکثر گھر اور تعلق کے بچوں کو جدید طور پر فنون سیکھنے کی ترغیب دیتے تھے، تحصیل فن طب کے سلسلہ میں جو مختصر یادداشت آپ نے لکھی تھی اس میں ایک جملہ یہ بھی مرقوم ہے کہ :

"میری خواہش تھی کہ جدید طور پر اس فن کو حاصل کیا جائے، اور جو چیز غیر قوموں نے لے لیا ہے، اس طور پر اپنایا جائے کہ ہماری ہو کر رہے"۔

آپ تعلیم کے سلسلہ میں جس قدر وسیع نظریہ رکھتے تھے، اس سے کہیں زیادہ عقائد وخیالات میں طریقۂ اہل سنت کے پابند اور روش آبائی کے دلدادہ تھے۔ اپنے آباء واجداد کی روش کے خلاف چلنا آپ کو پسند نہ تھا۔ مراسم خانقاہی کے مکمل پابند تھے، دوسروں کے درمیان بھی اپنے آباء واجداد کی روش پر قائم رہتے تھے، البتہ دوسروں کے عقائد وخیالات کو برداشت کرتے تھے۔ یہی اتحاد واتفاق کی درست صورت بھی ہے۔

علمی مزاج آپ نے خاندانی وراثت میں پایا تھا، بہ الفاظ دیگر آپ کی شخصیت خاندان کے علمی سلسلۃ الذہب کی ایک اہم کڑی تھی، ہمیشہ علم کے فروغ میں اپنا تعاون پیش کرتے تھے اور ہمیشہ علمی کاموں کی تائید فرماتے تھے۔ آپ کے عہد اول

سے ہی کٹیہار اور پورنیہ کے علاقوں میں جو اجلاس متوسلین کی طرف سے ہوتے تھے وہ آپ کی سرپرستی میں منعقد کئے جاتے تھے۔خود آپ کی تحریک پر کئی اہم اجلاس منعقد ہوئے۔حضرت مولانا وسیدنا رسولنما بنارسی افاض اللہ علینا فیوضہ جن کی ذات اقدس ہم لوگوں کے لئے سرمایہ کائنات ہے ان کی تعلیمات وہدایات سے خود مستفید ہونے اور دوسروں کو استفادہ کرانے کی غرض سے ۱۴۰۹ھ میں حضرت مولانا رسولنما بنارسی رضی اللہ عنہ کے عرس کی صد سالہ تقریب منائی گئی تھی، جس میں ایک عظیم الشان سیمی نار بھی ہوا تھا، یہ عرس کی تقریب صدی حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری کی تحریک پر ہی منائی گئی تھی۔اراکین مجلس استقبالیہ کے صدر آپ ہی تھے۔یہ صد سالہ تقریب اس لحاظ سے بھی نہایت اہم تھی بقول مولانا حکیم یوسف صاحب رحمہ اللہ :

"یہ صد سالہ تقریب صرف آستانہ بنارس کے عرس کی صد سالہ تقریب نہیں بلکہ خود خانقاہ مجیبیہ کے نشاۃ ثانیہ کی بھی صد سالہ تقریب ہے"۔ (خطبہ استقبالیہ بموقع اجلاس صدی)

آپ ظاہری تعلیم کے فروغ کے ساتھ باطنی تعلیم وتربیت پر بھی توجہ فرماتے تھے۔ چنانچہ حضور امان المستجیرین رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری رحمہ اللہ خاندان میں سب سے بڑے اور سرپرست ومربی تھے۔ آپ نے اپنے فرزند اور دیگر عزیزان خانقاہ کو حضرت مولانا کی خدمت میں بیٹھا کر سلوک کی مشق کروائی تھی۔عزیزوں کی یہ جماعت حضرت مولانا سے تربیت پانے والی آخری جماعت تھی۔خود آپ سے بھی کوئی تعلیم باطنی کے لئے رجوع کرتا تھا تو آپ اس کی تعلیم کردیتے تھے۔یہ سب آپ کے اصلاحی کارناموں اور آپ کے علمی مزاج کی علامات ہیں۔

ان سب باتوں کے علاوہ آپ کے محاسن واخلاق کا اہم پہلو یہ بھی ہے کہ آپ کی پوری زندگی بے نیازی، کسرنفسی، فروتنی اور درویشی جیسے عظیم صفات کا گہوارہ تھی، فقر ودرویشی میں آپ: "اللھم احینا مسکینا و امتنا مسکینا واحشرنا فی زمرۃ المساکین" کے ترجمان تھے، آپ کی زندگی سادگی کا نمونہ تھی، کھانا پینا آپ بے حد مختصر کھاتے تھے۔ دسترخوان پر جب کھانا جاتا تو فراغت کے بعد اکثر حصہ باقی رہ جاتا۔گھر والے عرض کرتے کھایا نہیں گیا تو جواباً مسکراتے ہوئے الحمدللہ کہتے۔ان کی مسکراہٹ اس وقت اہل فقر اور اسلامی طرز زندگی کی نمائندہ معلوم ہوتی تھی۔

آپ نے جاہ وشہرت کی تمنا اور خودنمائی جیسے مذموم اوصاف سے خود کو ہمیشہ دور رکھا،علمی لیاقت کی بناء پر لوگوں کے درمیان آپ کی مقبولیت ایسی تھی کہ اگر کسی عہدۂ سرکاری پر فائز ہونا چاہتے تو آپ کا تقرر آسانی سے ہو جاتا،لیکن آپ نے کبھی کوئی ملازمت اختیار نہیں کی، بلکہ اپنے آبا واجداد ہی کی طرح قناعت اور توکل بھری زندگی بسر کی اور اللہ کی ذات پر توکل کرتے ہوئے ہمیشہ دین وملت کی خدمت کرتے رہے۔اور ہمیشہ آسودہ رہے، اپنی والدہ کی طرف سے کچھ زمین آپ کو میراث میں ملی تھی، لیکن آپ نے کبھی اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا، آپ کی والدہ محترمہ نے ایک شخص کو زمین کی نگہداشت کے لیے مقرر کردیا تھا، آپ نے اپنی والدہ کے انتقال کے بعد کبھی اس شخص سے زمین کے حساب وکتاب کا تقاضا نہیں کیا۔آپ کے اندر

فقر و درویشی کا یہ اثر اصلاً آپ کے والد کی تربیت کا اثر تھا، چنانچہ آپ کے والد گرامی نے جو سفینہ لکھ کر آپ کو عنایت فرمایا تھا اس میں توکل کے سلسلہ میں حسب ذیل وصیت رقم فرمائی تھی :

''نور چشم من سلام و دعا خوانند واضح باد حق تعالیٰ کارساز است بحق سازند کہ رازق حقیقی اوست و اگر توفیق رفیق باشد کسب توکل بہتر است لکن توکل شیخ الاسلام شیخ عبداللہ انصاری و آفتاب طریقت تاج العارفین نفعنا اللہ بار واحہما باید می فرمایند یعنی باکسی طمع نکنی و چوں برتو آید منع نکنی و چوں بستانی جمع نکنی و این طریق احسن است باقی اختیار آن عزیز است وانچہ نفع خلق باشد بکنند۔

طریقت بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ و دلق نیست

اگر غرض خود درمیان نباشد خوشتر است خیر الناس من ینفع الناس اللہ تعالیٰ نیک توفیق دہد۔

والدعا

محمد قمر الدین

آپ کے اوصاف ومحاسن کی بناء پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ بلا شبہ آپ کی پوری زندگی اس وصیت کا عملی نمونہ تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر وتحمل کی قوت سے نوازا تھا، آپ ہمیشہ مصائب وآلام پر صبر کرتے اور رحمت الٰہی کے امیدوار رہتے تھے، اگر کوئی شخص آپ سے اپنی مصیبتوں کو بیان کرتا تو اس کو صبر وتحمل کے ساتھ توبہ واستغفار کی تعلیم فرماتے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر امید رکھنے کی تلقین کرتے، چنانچہ ایک مرتبہ حکیم شرف الدین صاحب کلکتہ نے آپ کو خط لکھا جس میں انہوں نے اپنی کچھ پریشانیوں کا ذکر کیا تھا، آپ نے ان کے خط کا جواب لکھا، جس کے آخر میں یہ تحریر فرمایا :

'' لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ پر امید رکھنا چاہیے، وہ ہی تمام مشکلات کو آسان کرنے والا ہے۔ اس کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اور ہم قادریوں کو تو اس بات پر فخر کرنا چاہیے بقول غوث پاک ؎

غم مخور عاشق کہ غمخوارت منم
این جہان وآن جہان یارت منم

یہ سب بھی اللہ تعالیٰ کے ہی فضل کی ایک شان ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے فضل کے امیدوار رہیے، اپنے تمام کاموں کو اس کے سپرد کرتے رہیے اور اسی سے لو لگائے رکھیے وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ۝۴۴ ''

اخلاص وللہیت، خوف وخشیت الٰہی، عبادت وطاعت میں آپ کی زندگی اسوۂ سلف تھی۔ توبہ واستغفار آپ کثرت سے کیا کرتے تھے۔ شب وروز کے معمولات میں توبہ واستغفار کا وافر حصہ شامل تھا۔ اکثر زبان پر استغفار کا یہ جملہ جاری رہتا تھا: ''اللھم مغفرتك اوسع من ذنوبی ورحمتك ارجی عندی من عملی''۔ ماہ رجب، رمضان اور عید الاضحی وغیرہ میں

استغفار مجیبیہ اور استغفار منقذ ہ وغیرہ مکمل مداومت کے ساتھ نہ صرف خود پڑھتے تھے، بلکہ اپنے گھر والوں کو بھی پابندی کے ساتھ پڑھنے کی تاکید کرتے تھے۔ اپنے مشائخ کے معمولات پر مواظبت و ہمیشگی فرماتے تھے۔ اکثر سرنگوں بیٹھے رہتے تھے، غالباً مراقبہ کرتے رہتے تھے کہ اگر کوئی شخص توجہ کے لیے آپ کو چھوتا تو چونک جاتے تھے۔ نماز جمعہ کے لیے مسجد اذان کے فوراً بعد چلے جاتے تھے۔ سنت سے فارغ ہو کر کثیر صیغہائے درود پڑھا کرتے تھے۔ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اثر آپ کے شب و روز کی عمومی حالت میں بھی نظر آتا تھا، اکثر جب تنہائی میں بیٹھے ہوتے تھے تو اچانک حضرت جامی کا یہ مصرعہ پڑھنے لگتے تھے کہ :

زمین از حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت ہی کا اثر تھا کہ چار مرتبہ آپ سفر حج و زیارت سے سرفراز ہوئے۔ پہلی مرتبہ اپنے والدین کے ساتھ پانچ سال کی عمر میں گئے تھے۔ اور پھر سلسلہ وار تین مرتبہ ۱۹۶۵ء، ۱۹۸۱ء اور ۱۹۸۶ء میں حج و زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اس کے باوجود آپ کا دل وہاں کی حاضری کے لیے متمنی رہتا تھا کہ :

ہزاروں بار تجھ پر اے مدینہ میں فدا ہوتا
جو بس چلتا تو مر کر بھی نہ میں تجھ سے جدا ہوتا

یہی وجہ تھی کہ آپ ہمیشہ صاحب استطاعت لوگوں کو حج و زیارت کی تلقین کرتے رہتے تھے، اگر کوئی صاحب استطاعت آپ سے یہ کہتا کہ بیٹی کی شادی کر کے جاؤں گا تو ایسی باتیں سن کر آپ بہت ناراض ہوا کرتے تھے، اور یہ فرماتے تھے کہ اگر آج آنکھ بند ہوگئی تو بیٹی کی شادی کون کرے گا؟ الغرض یہ کہ خود وسعت نہ ہونے کی وجہ سے وہاں بار بار جانے سے قاصر تھے تو صاحب استطاعت لوگوں کو ہی اس دیار کا شوق دلاتے رہتے تھے، یہ بھی اللہ اور اس کے رسول سے عشق و محبت کا ایک انداز ہے۔

مدینہ طیبہ کی چاہت اور وہاں کی حاضری کے سلسلے میں دلی جذبات سے لبریز آپ کی ایک پر حقائق تحریر کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو :

''اللہ رب العالمین کی محبت و عظمت کے بعد مومن کے پاس اصل سرمایہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت ہے...... اللہ تعالیٰ کی محبت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایک لازمی اور فطری تقاضا ہے...... مدینہ طیبہ کی زیارت کی اس سے بڑھ کر اور کیا اہمیت ہوسکتی ہے کہ وہاں سید الانبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آرام گاہ ہے، متعدد روایات سے ثابت ہے کہ زیارت کرنے والا جب بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچ کر سلام عرض کرتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سلام کو سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں ؏

شاہا چہ عجب گر بنوازند گدارا

......آقا شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کن محبت بھرے الفاظ میں اپنے حضور میں حاضر ہونے کی رغبت دلا رہے ہیں۔ ارشاد ہے: ''من حج ولم یزرنی فقد جفانی''۔ دوسری جگہ: ''من زار قبری وجبت له شفاعتی'' اور پھر

فرمایا جاتا ہے: "من زارنی بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی"

عاشق زار من بیا تا برخود نشا نمت
از من اگر تو سرکشی موئے کشان کشانمت

ایمان اور اسلام کے بعد سب سے بڑی سعادت اور کرامت یہ ہے کہ عظمت ومحبت کے ساتھ ایک بار نگاہیں جمال محمدی کو دیکھ لیں۔ یہی وجہ ہے کہ ساری امت کے اولیا وصلحا ایک صحابی کے رتبے کو نہیں پہنچ سکتے اور اگر اپنی نگاہیں جمال محمدی کو دیکھنے سے عاجز اور قاصر ہیں تو پھر اس سے بڑھ کر کوئی سعادت اور کرامت نہیں ہوسکتی کہ خود جمال محمدی اور نگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو اور آفتاب رسالت کی شعاع اس پر پڑ رہی ہو، یہی وجہ ہے کہ ہر حال میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضری سراسر سعادت وکرامت اور موجب رافت ورحمت ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے :

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا﴿۶۴﴾ — (النساء)

آیت کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خطا کار مسلمان کی آخری پناہ گاہ بارگاہ رسالت ہے۔ کسی خطا کار کا بیتاب اور بیقرار ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر ہونا اور بارگاہ رسالت کی جانب سے اس پر رحمت وشفقت کا مبذول ہونا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا آخری ذریعہ ہے۔ اور یہ ذریعہ ہمیشہ کے لیے مسلمانوں پر انعام ربانی ہے۔ آج بھی جو شخص بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے بارگاہ رب العزت میں خصوصی سفارش فرمائیں گے۔ جیسا کہ متعدد روایات سے ثابت ہے۔ ارشاد ہے :

"من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامة" اور دوسری جگہ: "من زارنی کنت له شهیدا اوشفیعا یوم القیامة"۔

دربزمش اے صبا خبر عشق من بگو
پیغام عندلیب بطرف از چمن بگو"

— (مسودہ کتاب حج وزیارت، مؤلفہ: مولانا حکیم شاہ محمد عماد الدین قادری)

## شادی واولاد :

تعلیم کے آخری دور میں ہی آپ رشتہ ازدواج سے منسلک ہوگئے تھے، آپ کی شادی آپ کے چھوٹے چچا حضرت مولانا سید شاہ حافظ محمد شہاب الدین ثاقب قادری قدس سرہ کی بڑی صاحبزادی سے بتاریخ ۲۶؍جمادی الاول ۱۳۶۸ھ مطابق ۲۷؍مارچ ۱۹۴۹ء کو خانقاہ مجیبیہ میں ہوئی۔ حضرت امیر شریعت ثالث کے آپ اکلوتے فرزند تھے، اس بنا پر شادی کی تقریب میں خاندان کے تمام لوگوں کے ساتھ کثیر تعداد میں علماء فضلا اور صالحین شریک ہوئے۔ جو لوگ نہ آسکے تھے انہوں نے خطوط کے ذریعہ شادی کی تہنیت حضرت امیر شریعت کو پیش کی تھی، کچھ خوش طبع لوگوں نے سہرا اور قطعۂ تاریخ شادی وغیرہ بھی

ارسال کیا تھا۔ان میں سے تمنا عمادی صاحب کا مرسلہ قطعہ تاریخ شادی ذیل میں پیش کرتا ہوں۔ملاحظہ کیجئے :

عماد قمر کی جو شادی ہوئی ہے ۞ تو کہنے لگا ہر عمادی "مبارک"
مبارک اواسط مبارک اواخر ۞ ہوں جس طرح اس کے مبادی مبارک
مبارک ہو ہر بات صبح ومساکی ۞ روائح مبارک، غوادی مبارک
شہاب وقمر کو جو فضل خدا نے ۞ خوشی کی یہ ساعت دکھادی مبارک

تمنا لکھو سال تاریخ شادی
کہ زیبندہ تقریب شادی مبارک
۶۸ ۱۳ھ

حضرت امیر شریعت کے آپ جس طرح اکلوتے فرزند تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھی خلف وحید سے نوازا تھا، حضرت کے صاحبزادہ حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عمید الدین قادری مدظلہ جو اس وقت پٹنہ کے ایک اقلیتی اسکول میں عربی زبان وادب اور دینیات کے استاد ہیں۔تعلیمی ایام کے علاوہ بچپن سے وہ آپ کے ساتھ رہے، ام القریٰ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں، یونیورسٹی میں امتیازی نمبروں سے کامیاب ہوئے تھے، جس کے اعزاز میں بیرون ملک کی اعلیٰ یونیورسٹیوں میں علمی خدمت کرنے کے وہ اہل ہو گئے تھے، لیکن اپنے بوڑھے ماں باپ کو وطن میں چھوڑ کر ملک سے باہر رہنا پسند نہیں کیا اور ساری زندگی اپنے والدین کے ساتھ رہے اور ان کے بڑھاپے میں عصائے پیری کے کام آئے۔جزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

## وفات :

اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ اس دنیا سے جانے سے پہلے آخرت کی تیاری کر لیتے ہیں، دوسرے الفاظ میں وہ مرنے سے پہلے مرنے کو تیار رہتے ہیں۔یہی حال حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ کا تھا، علما وصلحا سے جب ملاقات ہوتی تھی، یا کوئی شخص سفر حج پر جانے سے قبل آپ سے ملنے آتا تھا بہر صورت آپ ان لوگوں سے یہ کہتے تھے کہ میرے لیے بس حسن خاتمہ کی دعا کر دیجیے گا، آپ کی زندگی کے آخری دور کا ایک واقعہ مجھے یاد ہے وہ یہ کہ جو رباط اور مسجد لاہل میں آپ نے بنوائی تھی، جس کا تذکرہ قبلاً کر چکا ہوں، تین سال کا عرصہ ہوا آپ نے ایک روز اس کے متولی (جنھوں نے رباط اور مسجد کے لئے آپ کو زمین دی تھی اور آپ نے انہیں کو متولی بھی بنا دیا تھا) کو فون کر کے ان سے یہ فرمایا کہ جو زمین آپ نے مجھے مسجد اور رباط بنانے کو دی تھی، اب وہ زمین بھی میں آپ کو واپس کر رہا ہوں، آپ اس کے کاغذات اپنے نام کرا لیجئے، اس لیے کہ اب میرے مرنے کا وقت آ گیا ہے، اب ہم اس کی حفاظت نہیں کر سکتے ہیں۔یہ بلاشبہ ان کے اہل حق ہونے کی دلیل ہے۔اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی زندگی کا یہ طریقہ رہا ہے۔حضرت معروف کرخی کے بارے میں امام قشیری نے

رسالہ قشیریہ میں لکھا ہے کہ آخری وقت میں ان سے لوگوں نے عرض کیا کہ حضور! کچھ وصیت فرمایئے تو آپ کہنے لگے جب میں مرجاؤں تو میری قمیص صدقہ کر دینا، کیوں کہ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح اس دنیا میں برہنہ جسم آیا تھا، اسی طرح جاؤں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کا وہ عمل بزرگوں کے طرز زندگی کا ایک چھوٹا سا نمونہ تھا۔

آپ کی زندگی کے آخری چند سال آپ کے لیے بہت تکلیف دہ گذرے، قُویٰ نے ساتھ چھوڑ دیا تھا، لنکس کا اکثر حصہ خراب ہوگیا تھا، بہت تھوڑے حصہ سے سانس کی آمد ورفت جاری تھی، دماغ تک مطلوبہ مقدار میں آکسیجن نہ پہنچنے کی وجہ سے ذہن پورے طور پر کام نہیں کرتا تھا، جس کی وجہ سے الزائمر کی شدید شکایت ہوگئی تھی۔ احتباس بول کا مرض بھی لاحق ہوگیا تھا، اکثر اوقات محویت واستغراق کی کیفیت طاری رہتی تھی، لیکن جمعہ وزیارت وغیرہ میں اس حالت میں بھی پابندی کے ساتھ جاتے تھے۔ ایک دوسال سے چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گئے تھے، گھر میں ہی دوقدم چلنا دشوار تھا، بالکل ذی فراش ہو گئے تھے، لیکن آپ بہت زندہ دل اور باہمت شخصیت کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ کی آزمائشوں کے ان ایام کو پورے صبر وتحمل کے ساتھ اس طرح گذارتے رہے کہ کبھی بستر علالت پر اُف کہتے ہوئے نہیں سنا، آخری ایام میں تکلیف کی زیادتی سے اللہ اللہ پکارتے رہتے تھے۔

ماہ ربیع الاول ۱۴۳۹ھ کے بعد سے حالت بہت نازک ہوگئی تھی، سلائن وغیرہ کے ذریعہ دواوغیرہ دی جاتی تھی، جس سے وقتی آرام ہوجاتا تھا، لیکن آخری جمادی الاول سے ان تدبیروں نے بھی کام کرنا بند کر دیا تھا، ان ایام میں اکثر ہنس ہنس کر ہم گھر والوں سے یہ کہتے تھے کہ اب میں اپنے گھر جانے والا ہوں، جب تک بیٹھنے کی صلاحیت باقی تھی اکثر دیر رات میں آپ کو دیکھنے کے لیے جب آپ کے کمرہ میں جاتے تو یہ دیکھتے کہ آپ بیٹھے بیٹھے کچھ پڑھ رہے ہیں، لٹانے کی کوشش کرتے تو فرماتے تھے، چھوڑ دو بیٹا! نماز پڑھ رہا ہوں، آہ! اس مرد حق کی آخری حالت کو اب کیا لکھوں؟ حضرت نصر کے اس شعر کے بجز:

صوفی چو مست عشق شد دو دست خود بر داشتہ
افشاند دنیا یک طرف افگند عقبیٰ یک طرف

۱۸/جمادی الثانی کی صبح کو جب ضرورت کے لیے اٹھایا گیا تو بیڈسور کا جو زخم ہوگیا تھا وہ مندمل ہو چکا تھا، طبیعت میں اضطرابی کیفیت تھی، کسی طرح وضو وغیرہ کرا کر بستر پر لٹایا گیا، پیر جو تکلیف کی وجہ سے اس دن سے قبل تک سیدھا نہیں ہوتا تھا، اس روز بستر پر لیٹے ہی دونوں پیر بالکل برابر میں سیدھے کر لئے، نماز عصر کے بعد کچھ کھلانے کی کوشش کی گئی، لیکن کچھ بھی فرو نہیں ہوا۔ گھر کا ہر فرد جو اس وقت گھر میں موجود تھا یہ سمجھ چکا تھا کہ اب یہ آپ کا آخری لمحہ ہے۔ پھر بھی تشفی کے لیے مغرب بعد ڈاکٹر کو بلانے کا مشورہ ہوا، جن سے علاج چل رہا تھا، لیکن وہ اپنی مشغولیت کی وجہ سے نہ آسکے، ایک روز قبل ہی کی جو حالت وہ دیکھ کر گئے تھے، اسی حالت سے وہ مطمئن نہ تھے، البتہ انہوں نے اس روز ایک ویڈیو بنا کر دکھانے کو کہا تا کہ حالت دیکھ کر فوری طور پر کوئی دوا تجویز کرسکیں، لیکن انہوں نے ویڈیو دیکھنے کے بعد بجائے دوا لکھنے کے مجھ سے کہا کہ آپ جتنا جلد ہوسکے اپنے گھر پہنچ

جائیے۔ گھر پہنچتے ہی دیکھا کہ والد صاحب پہلو میں بیٹھ کر زمزم پلا رہے تھے۔ اضطرابی کیفیت بھی ختم ہو چکی تھی، سب گھر والے ان کی خدمت میں حاضر تھے، اور کھڑے کھڑے ایک مرد حق کے دنیا سے رخصت ہونے کا انداز ملاحظہ کر رہے تھے، آپ نے خود اپنے دونوں ہاتھوں کو سیدھا کیا، گردن داہنے جانب کر لی اور نماز عشا کے بعد تقریباً ۹ ربجے خود ہی اپنی آنکھیں بند کر کے آسودگی کی نیند سو گئے اور اپنی جان اس مالک کے سپرد کر دی جو سارے عالم کا مالک ہے—اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

انتقال کے بعد آپ کے چہرہ پر ایسی بشاشت اور آسودگی نمایاں تھی جو بلا شبہ اس عظیم دولت سے سرفراز ہونے کی علامت ہے جو آپ کے آبا و اجداد کو حاصل رہی ہے اور جس سے یہ واضح ہو رہا تھا کہ بلا شبہ آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کی جزا قرآن عزیز میں "فروح و ریحان و جنة نعیم" بیان کی گئی ہے۔ ۹۲ رسال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔ یہ ایک بڑی فضیلت ہے کہ زندگی کا آخری ورق اسم محمد کے اعداد پر تمام ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج بلند فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۹ رجمادی الثانی ۱۴۳۹ھ کو بعد نماز ظہر خانقاہ مجیبیہ میں حضرت زیب سجادۂ مجیبیہ مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور باغ مجیبی میں اپنی جدۂ عصمت مآب حضرت فیاض المسلمین رضی اللہ عنہ کی زوجۂ اولیٰ کے بائیں پہلو میں سپرد خاک ہوئے۔

افسوس کہ وہ درویش قلندر جن کی خیر و برکت بھری زندگی سے ہم لوگ مستفیض ہو رہے تھے اور جن کی شفقتوں سے ہم لوگ بہرہ مند تھے، وہ نمونۂ سلف اس عالم سے روپوش ہو گئے :

یاد ایامی کہ ما لیل و نہارے داشتیم
بارخ و زلف کسے خوش کاروبارے داشتیم

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# وہ جو بیچتے تھے دوائے دل...

## نمونۂ سلف حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

● ڈاکٹر نور الہدیٰ شمسی — ’’ہدیٰ منزل‘‘ درگاہ گھیرا، پٹنہ

شاد عظیم آبادی کا ایک مشہور شعر ہے :

جو سچ پوچھو تو شادؔ اپنے کیے سے کچھ نہیں ہوتا ۞ خدا کی دین ہے انسان کا مشہور ہو جانا

کتنی سچی بات کہی گئی ہے اور کس انداز سے کہا گیا ہے، بلا شبہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت ہے جسے چاہے نواز دے، اسی طرح موت بھی ایک حقیقت ہے۔ ہر شخص کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (کل نفس ذائقۃ الموت) اس حقیقت سے ہم سب واقف ہیں۔

انسان کے لیے دنیا ایک عارضی پڑاؤ کی مانند ہے۔ ہر شخص اس عالم فانی میں آتا ہے، اپنے حصہ کی زندگی گزارتا ہے اور پھر ایک دن ملک عدم کی راہ لیتا ہے جو اس کا دائمی ٹھکانہ ہے۔

موت تجھ پر یقین ہے میرا ۞ زندگی پر ہے اعتبار نہیں

اس دنیا سے کوچ کر جانے والوں کو دنیا اس حوالے سے یاد نہیں رکھتی کہ اس نے کتنی زمین، کتنا مال و اثاثہ اپنے پیچھے چھوڑا ہے، بلکہ وہ اپنی انسان دوستی، خدمتِ بندگان خدا، جذبہ صلہ رحمی، رب کریم کی جانب سے حاصل نعمتوں میں حاجت مندوں و محتاجوں کو حصہ دار بنانا، قوم وملت کے ساتھ دردمندی کا جذبہ رکھنا جیسے اوصاف حمیدہ اسے دنیا میں لمبے عرصے تک یاد رکھے جانے کا وسیلہ بنتے ہیں، ایسے ہی اوصاف حسنہ رکھنے والے ہمارے بزرگ مولانا شاہ عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔

حضرت سید شاہ عماد الدین قادریؒ کے متعلق حکیم مولانا محمد شعیب رضوی نیر پھلواروی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف ’’اعیان وطن‘‘ میں فرماتے ہیں :

’’عماد الدین سلمہ تاریخ ولادت ۱۱ر جمادی الاول ۱۳۴۷ھ ہے۔ تحصیل علم میں مشغول ہیں، اپنے عم محترم مولانا

نظام الدین سلمہ اور برادر عم زاد مولوی شاہ محمد امان اللہ سلمہ ومولوی عون احمد سلمہ ومولوی محبوب عالم صاحب سے تحصیل علم کر رہے ہیں۔ ۱۳۵۳ھ میں اپنے والدین کے ساتھ سفر حج میں شریک رہے اور تمام ارکان حج ادا کئے‘‘۔۔۔(ص:۱۰۴)

حضرت سید شاہ عماد الدین قادریؒ کی پرورش و پرداخت اور تعلیم و تربیت خانقاہ کے ماحول اور تاج العارفین پیر مجیب کے قائم کردہ مدرسہ مجیبیہ میں ہوئی،حکمت کی تعلیم طبیہ کالج پٹنہ سے حاصل کی،گویا آپ مستند عالم دین اور بلند پایہ صوفی کے ساتھ دست شفا حکیم بھی تھے۔

آپ نے دواخانہ بھی قائم کیا تھا اور پھلواری جنتری کی اشاعت کی تھی جس میں ادویات کا ذکر ہوتا تھا،دوائیں مریضوں کے گھر تک بھیجی جاتی تھیں۔

مولانا موصوف کا تعلق خانوادہ مجیبی سے ہے اس لیے موصوف کو علم وفضل ورثہ میں ملا تھا،دیگر علوم میں بھی کافی مہارت حاصل تھی،کتب فقہ پر گہری نظر تھی،مطالعہ کافی وسیع تھا،جو لکھتے تھے عمدہ اور پختہ لکھتے تھے۔’’احکام اسلامی‘‘ کے تحت موصوف کے مختلف النوع فقہی مسائل پر فتاوی مجلہ ’’المجیب‘‘ میں شائع ہوتے رہے ہیں اور پسند کئے گئے ہیں،موصوف کے فتاوے ۱۹۶۰ء سے شائع ہوئے،نصاب زکوٰۃ،عشر،رضاعت،نکاح،حرمت مصاہرت،عیدین،امامت،قربانی،مہر،نذر،بیع کے متعلق آپ نے فتاوی سپرد قلم کئے ہیں۔۔۔(مجلہ المجیب ماہ جنوری ۲۰۱۳ء)

مولانا موصوف امیر شریعت ثالث کے دور میں امارت شرعیہ پھلواری شریف میں مفتی بھی رہ چکے ہیں،متعدد مسائل پر آپ کے فتاوے ’’فتاوی امارت شرعیہ‘‘ میں محفوظ ہیں۔

آپ نے اپنے والد حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی تمام غیر مطبوعہ تصانیف کو اپنے لائق فرزند سید شاہ عمید الدین قادری کی مدد سے زیور طباعت سے آراستہ کردیا۔ یہ نہایت قیمتی اثاثہ ہے،جس سے ملت اسلامیہ مستفیض ہو رہی ہے۔ان معرکۃ الآراء تصانیف میں حلقہ ذکر،کلمات قدسیہ،خطبہ صدارت،ایصال ثواب،سماع اور اس کی تاریخی اور شرعی حیثیت وغیرہ کافی اہم ہیں۔

حضرت شاہ عماد الدین قادریؒ جعفری زینبی سید تھے،آپ حضرت امیر عطاء اللہ جعفری زینبی کی اٹھارہویں پشت میں ہیں،آپ کی دادیہال پھلواری شریف پٹنہ ہے اور آپ کی نانیہال سملہ ضلع اورنگ آباد ہے۔

دادیہال کی جانب سے آپ کا خاندانی پس منظر اس طرح ہے کہ حضرت فیاض المسلمین امیر الشریعۃ اور سجادہ نشین مولانا سید شاہ محمد بدر الدین قادریؒ سے خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوتا ہے،آپ کی دو شادیاں ہوئی تھیں،حضرت شاہ علی حبیب نصر قدس سرہ کی دختر نیک اختر آپ کی زوجۂ اولی تھیں،جن سے حضرت محی الملۃ امیر شریعت ثانی مولانا سید شاہ محمد محی الدین قادریؒ تھے،آپ کی زوجۂ ثانیہ حضرت سید محی الدین احمد رضوی کی دختر نیک اختر اور حکیم سید شاہ شعیب رضوی نیرؔ کی بہن تھیں،جن سے قمر طلعت حضرت مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادریؒ،حضرت مولانا سید شاہ نظام الدین قادریؒ اور حضرت حافظ سید شاہ شہاب الدین

قادریؒ تھے۔حضرت مولاناسید شاہ عماد الدین قادری امیر شریعت ثالث مولاناسید شاہ قمر الدین قادریؒ کے صاحبزادہ تھے،آپ سے دو چھوٹی بہنیں بقید حیات ہیں، پہلی حضرت سید شاہ عین احمد قادریؒ کی زوجہ محترمہ جو مولاناسید شاہ ہلال احمد قادری مدظلہ کی والدہ ہیں اور دوسری بہن حضرت سید شاہ شرف الحسن مجیبی بن سید شاہ شہاب الدین قادریؒ کی زوجہ محترمہ ہیں، جو صاحب اولاد ہیں،ان کی بڑی لڑکی ڈاکٹر سید شاہ فتح اللہ قادری بن حضرت مولاناسید شاہ محمد امان اللہ قادریؒ کی زوجہ ہیں۔

سید شاہ شہاب الدین قادریؒ کے دو صاحبزادے سید شاہ شرف الحسن مجیبی اور سید شاہ فرد الحسن تسنیم جنیدی مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں زیر تعلیم رہے ہیں، یہ دونوں ہمارے والد ماجد حضرت مولاناسید محمد نجم الہدیٰؒ کے عزیز شاگردوں میں رہے ہیں، مدرسہ شمس الہدیٰ میں فارسی ادب اور تفسیر جلالین ان دونوں نے والد صاحب سے پڑھی ہے۔استاذی المکرم حضرت مولاناسید شاہ عزالدین ندوی پھلوارویؒ بھی مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ میں مدرس تھے۔ترمذی شریف اور سبعہ معلقہ پڑھاتے تھے۔ سید شرف الحسن اور سید فرد الحسن صاحبان انہیں کی سرپرستی میں ہاسٹل میں رہتے تھے۔سید فرد الحسن جنیدی تو اللہ کو پیارے ہو گئے، ابھی شاہ شرف الحسن قادری صاحب خانقاہ مجیبیہ کے بزرگ شخص ہیں۔اللہ تعالیٰ انہیں طویل عمر عطا فرمائے اور ان کا سایہ تا دیر قائم رکھے، آمین۔سید فرد الحسن صاحب ہم سے ایک درجہ آگے اور شرف الحسن صاحب ایک درجہ نیچے تھے،مگر میں انہیں اپنا مربی و بزرگ مانتا ہوں اور وہ مجھے عزیز رکھتے ہیں۔مولانا عماد الدین قادریؒ ان کے بہنوئی تھے۔

حضرت شاہ عماد الدین قادریؒ کے خاندان کا نانیہالی پس منظر اس طرح ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ سملہ کے خواجہ محمد خلیل فردوسیؒ کی صاحبزادی تھیں، سملہ ضلع اورنگ آباد بہار کی سرزمین صوفیاء کرام کی مرکز رہی ہے،اس سرزمین میں کئی برگزیدہ مشائخ آسودہ ہیں، جن کے فیض سے مخلوقِ خدا سیراب ہوتی رہی ہے، جیسے حضرت مولانا ابوالحسن کبیر فردوسی، مولانا شاہ غلام امام فردوسی، مولانا شاہ محمد علی فردوسی، شاہ عبدالعلی فردوسی وغیرہ۔

حکیم شاہ شعیب رضوی اپنی کتاب اعیان وطن میں شاہ عماد الدین قادری کے والد بزرگوار حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ کی شادی کے بارے میں فرماتے ہیں :

’’آپ کی شادی خواجہ خلیل صاحب ساکن سملہ ضلع گیا (جو مولانا شاہ ہادی بن مولانا احمدی قدس سرہما کے نواسی داماد تھے) کی صاحبزادی سے ہوئی،ان سے ایک صاحبزادہ اور دو بچیاں ہیں‘‘۔۔۔(ص:۱۰۴)

حکیم محمد شعیب رضوی نیرؒ کی تحقیق کے مطابق خواجہ محمد خلیل فردوسی، حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاپانی پتی عثمانی چشتی صابری علیہ الرحمہ کے خاندان کے ایک مشہور بزرگ تھے اور سملہ کی ممتاز شخصیتوں میں سے تھے۔

آپ کے والد بزرگوار امیر الشریعہ ثالث حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ نے بیعت، باطنی تعلیم و تربیت، مشق سلوک اور جمیع سلاسل کی خلافت و اجازت اپنے والد ماجد حضرت مولانا سید شاہ بدر الدین قادریؒ قدس سرہ سے حاصل کی تھی،

اس کے علاوہ دیگر مرویات اور سلاسل کی اجازت سید احمد سنوسی سے دستیاب ہوئی۔حضرت سید شاہ قمر الدین قادریؒ کو دیگر مشائخ سے بھی فردوسیہ،جلجو تیہ چشتیہ اور آدم صوفیہ وغیرہ سلاسل کی اجازت وخلافت حاصل ہوئی تھی۔

الغرض حضرت سید شاہ عماد الدین قادریؒ کو حصول سلاسل کے سلسلہ میں یہ امتیاز حاصل تھا کہ جامع سلاسل تھے، ان کے پاس تقریباً چالیس سے زائد سلاسل کی اجازت وخلافت موجود تھی،آپ فقر وتصوف ، باطنی تعلیم وتربیت، رشد و ہدایت، اخلاق حسنہ،شریعت وطریقت، وجاہت فی الخلق اور درویشانہ زندگی کا مرقع تھے،مگر آپ نے ہمیشہ اپنے علم کو پوشیدہ رکھا۔شہرت و نام آوری سے کوسوں دور پوری زندگی نہایت سادگی کے ساتھ عجز و انکساری میں گذاردی ’’الفقر فخری‘‘ کی علمی اور چلتی پھرتی ایک دلکش اور حسین تصویر بنے رہے۔

حضرت مولانا سید شاہ امان اللہ قادریؒ زیب سجادہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے وہ تلامذہ جن کا تعلق حضرت کے ابتدائی دور سے ہے،ان میں مخصوص حضرات کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں :

جناب مولانا حکیم شاہ محمد عماد الدین صاحب قادری پھلوارویؒ ،مولانا شاہ عین احمد قادری پھلوارویؒ ،مولانا شاہ شرف الحسن مجیبی پھلواروی ،مولانا شاہ فرد الحسن تسنیم جنیدیؒ ،مولانا نسیم احمد قادری پھلوارویؒ ،مولانا یعسوب عالم نیانویؒ ،مولانا محب رسول مجیبی دربھنگوی مرحوم۔

حضرت مولانا سید شاہ امان اللہ قادریؒ کے نائبین کے سلسلہ میں شاہ ہلال احمد قادری مدظلہ اپنی کتاب سوانح حضرت سید شاہ امان اللہ قادری قدس سرہ العزیز میں فرماتے ہیں :

> ’’آپ کے نائبین میں آپ کے برادران ذیشان حضرت شاہ عون احمد قادریؒ ،حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادریؒ اور مولانا شاہ عین احمد قادریؒ تھے،اپنی نیابت میں انہی حضرات کو بیعت وغیرہ کے لیے باہر بھیجتے ،بعض موقع پر مریدوں کی باطنی تعلیم بھی ان کے سپرد کرتے‘‘۔۔۔(ص:۱۷۸)

اللہ تعالیٰ نے آپ کے علم وفضل اور عمر میں بڑی برکتیں عطا کیں تھیں،آپ کی بابرکت شخصیت خصائل محمودہ یعنی حلم، حیا، نرم دلی،تواضع ،محبت ،اخوت ،سخاوت ،عدل ،عبادات و ریاضات ،زہد وتقویٰ ،اخلاق حسنہ ،راست گوئی اور فکر آخرت کی تفسیر بیان کرتی تھی،قیام اللیل اور نوافل کی کثرت آپ کی عبادت کا اہم حصہ تھی۔

وہیں دوسری جانب آپ کی سحر انگیز شخصیت ہر طرح کے خصائل مذمومہ یعنی کبر، حسد، عیب جوئی، حرص وطمع، ریا کاری ،ظلم وزیادتی ،بے رحمی ،نمایش ،رغبت دنیا ،رعونت ،خود ستائی ،نام ونمود اور شہرت سے مکمل طور پر پاک وصاف تھی۔

آپ کے مزاج میں نرمی اور سادگی کوٹ کوٹ کر بھری تھی،آپ پوری زندگی شہرت وناموری سے دور رہے اور خلوت گزینی کو پسند فرمایا،حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حب اہل بیت میں سرشار رہتے تھے۔

آپ کے صاحبزادے حضرت سید شاہ عمید الدین قادری اس وقت درس وتدریس میں مشغول ہیں اور تعلیم وتربیت،

علم وعمل، کردار وگفتار اور ادائے سخن میں اپنے والد کے نقش قدم پر ہیں، آپ سے ماشاءاللہ نسل جاری ہے، کسی کو آپ کی یاد آئے تو آپ کے صاحبزادے شاہ عمید الدین قادری صاحب کو دیکھ لے، وہی چال ڈھال، وہی عاجزی وانکساری اور وہی سادگی و خلوص محبت آپ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت وسلامتی کے ساتھ طویل عمر عطا فرمائے اور اپنے اجداد کی خوبیوں سے مزید مزین فرمائے—— آمین!

میں تقریباً پچاس سال سے حضرت شاہ عماد الدین قادریؒ کو جانتا تھا۔ اکثر تقریبات واعراس میں ملاقات کا شرف حاصل ہو جاتا تھا، سلام کے بعد مصافحہ کرتا، سلام کا جواب پورا پورا دیتے، چہرہ پر تبسم ہوتا۔ تبسم زیر لب ہی ان کی خاص پہچان تھی۔

بہر حال موت برحق ہے اور ہر ذی روح کو ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے، مگر کچھ اموات ذہن انسانی پر نہ مٹنے والے نقوش چھوڑ جاتی ہیں، روز اول سے کاروبار حیات ممات چل رہا ہے اور ابد تک چلتا رہے گا، بچھڑوں کو یاد کرو، ان کی خوبیوں کو گناؤ، ان کی محبتوں کو اُجاگر کرو تو آنکھیں نم ہو جاتی ہیں۔

حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادری علیہ الرحمہ نے ۱۸؍جمادی الاخری ۱۴۳۹ھ مطابق ۷؍مارچ ۲۰۱۸ء کو اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کیا۔ دوسرے دن بعد نماز ظہر حضرت زیب سجادہ مولانا شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی، حضرت فردؔ قدس سرہ کے چابوترہ مزار کے دکھن جانب احاطے میں تدفین عمل میں آئی۔

حضرت مولانا عماد الدین علیہ الرحمہ اس وقت خاندان مجیبی میں سب سے معمر بزرگ تھے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۹۲؍سال تھی، علم ومعرفت ایک شمع بجھ گئی، خدا خانوادۂ مجیبی اور وابستگان در مجیبی کو صبر جمیل عطا کرے—— آمین!

سانحہ ارتحال ان کے قریبی حلقوں کے لیے صدمہ کا باعث تو ثابت ہوا ہی ہے وہ لوگ بھی اس سے کافی متاثر ہوئے جن سے ان کے قریبی مراسم تو نہ تھے، لیکن ان کے نام اور کام سے بخوبی واقف تھے، وہ ایک بے حد زندہ دل خلیق اور خوش مزاج شخص تھے، جس کسی سے بھی ملتے اپنی گفتگو، خیالات اور اخلاق واخلاص سے اس کو اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے، وہ اپنی گوناگوں خوبیوں، صلاحیتوں اور اپنی سدابہار شخصیت کی وجہ کر ہمیشہ ہمیشہ یاد کئے جائیں گے :

آپ کی یاد آئے گی آپ کی جستجو ہوگی ۞ آپ کے تذکرے ہوں گے آپ کی گفتگو ہوگی

اللہ تبارک تعالیٰ سے انکسارانہ وعاجزانہ دعا ہے کہ خانوادہ مجیبی کے چشم وچراغ، قرآن وحدیث پر گہری نظر رکھنے والے، علوم عقلیہ ونقلیہ میں دست گاہ کامل رکھنے والے، صوفی باصفا، سادگی وانکساری کے پیکر کو جنت الفردوس میں اعلیٰ وارفع مقام نصیب فرمائے، ان کی قبر کو جنت کے مہکتے پھولوں سے بھر دے اور پس ماندگان اور سوگواروں کو صبر جمیل عطا فرمائے—— آمین ثم آمین!

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے ۞ سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# عم مکرم حضرت مولانا شاہ حکیم عماد الدین قادری

● شاہ محمد تسنیم عثمانی فردوسی سملوی ـــــ سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ فردوسیہ، سملہ پاک، اورنگ آباد (بہار)

کہا جاتا ہے کہ ریاست بہار کی خانقاہیں گمنام مگر باکمال شخصیتوں کی مخزن رہی ہیں۔ یہاں ایک سے بڑھ کر ایک نابغہ روزگار شخصیتیں پیدا ہوئیں، یاد الٰہی اور خدمت خلق ان کا شیوہ رہا اور انہوں نے نہایت خاموش اور یادِ الٰہی میں مستغرق زندگی گزار کر اس خاموشی سے داعی اجل کو لبیک کہا کہ کسی کو خبر بھی نہ ہوئی کہ وہ کون تھے اور کیا تھے؟ بہار کی خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف بھی ایسی ہی خانقاہوں میں سے ایک ہے، جس میں ہر دور اور ہر زمانہ میں ایسی ایسی شخصیتیں پیدا ہوئیں جو دنیائے صوفیت کا آفتاب و ماہتاب تھیں۔ اس خانقاہ کا ہر زمانہ نظام شمسی کی مکمل تکمیل کی بشارت دیتا ہے۔ یعنی ہر زمانے میں یہاں ایک محور کے گرد مختلف ستارے اپنی مکمل آب و تاب کے ساتھ گردش کرتے نظر آتے ہیں، خواہ وہ زمانہ فیاض المسلمین حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادریؒ کا ہو یا موجودہ سجادہ نشیں حضرت مولانا الحاج سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی کا۔ خانقاہ کا ہر گوشہ صاحب عمل اور ذکر الٰہی سے سرشار افراد سے منور نظر آتا ہے۔ تقاضہ قدرت اور مرضی الٰہی کے مطابق ستاروں کا ٹوٹنا بھی ایک حقیقت ہے اور اس کی جگہ کسی نئے ستارے کا نمودار ہوجانا بھی نظام الٰہی کا حصہ ہے۔

خانقاہ مجیبیہ میں اس سال ۷/مارچ ۲۰۱۸ء کو ایک درخشندہ ستارہ غروب ہوگیا، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ، اور یہ درخشاں ستارہ کوئی اور نہیں ہمارے عم محترم حضرت مولانا حکیم سید شاہ عماد الدین قادریؒ تھے، آپ کے انتقال سے نہ صرف خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف بلکہ خانقاہ مجیبیہ فردوسیہ سملہ پاک میں بھی ایک خلا ہوگیا۔ آپ موجودہ سجادہ نشیں حضرت مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی کے رشتے میں دادا اور برادر محترم مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری مدظلہ العالی کے سگے ماموں تھے۔ آپ خانقاہ مجیبیہ فردوسیہ سملہ پاک اور خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے درمیان قرابت داری کی ایک مستحکم کڑی تھے۔ آپ حضرت مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادری ابن حضرت مولانا سید شاہ محمد بدرالدین قادریؒ کے صاحبزادے تھے اور آپ کی والدہ بی بی فاطمہ حضرت خواجہ خلیل عثمانی سملویؒ بن حضرت شاہ عبدالعلی عثمانی سملویؒ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت مولانا شاہ

عبدالعلیؒ، حضرت مولانا شاہ محمد علی فردوسی سملویؒ المعروف منشی دادا کے صاحبزادے اور حضرت اعلیٰ الحاج مولانا شاہ احمد کبیر ابوالحسن شہید فردوسی سملویؒ کے بھائی تھے۔ حضرت مولانا شاہ احمد کبیر ابوالحسن شہید فردوسی سملوی کی شادی پھلواری شریف مولانا شاہ محمد ہادی ابن مولانا شاہ احمدی کی صاحبزادی بی بی وصیۃ النساء سے ہوئی تھی جو فیاض المسلمین حضرت مولانا سید شاہ محمد بدرالدین قادری جعفری زینبی امیر شریعت اول کی پھوپھی تھیں۔ یہ پھلواری اور سملہ کے درمیان دنیاوی رشتوں کی اہم کڑیاں ہیں۔ موجودہ دور میں برادرعزیز شاہ مبشر عثمانی سلمہ اور مولانا شاہ ہلال احمد قادری مدظلہ کی صاحبزادی امیمہ قادری کا رشتۂ ازدواج میں منسلک ہونا دونوں خاندانوں کے درمیان تمام تر روحانی قربتوں کے ساتھ ساتھ دنیاوی رشتوں کا ایک اہم ملاپ ہے، یہی سبب ہے کہ بچپن سے ہی ہم نے دونوں خانقاہوں وخانوادوں کے درمیان محبت والفت، رشتوں کے پاس ولحاظ، قرابت داری کے احترام کا ایک خوبصورت جذبہ دیکھا۔ اباجان حضرت الحاج حکیم شاہ محمد طاہر عثمانی فردوسی سملویؒ کا چہرہ پھلواری شریف کا نام آتے ہی فرط مسرت ومحبت سے کھل اٹھتا تھا، برادر محترم شاہ ہلال احمد قادری کے والد حضرت مولانا شاہ عین احمد قادریؒ سے انہیں حد درجہ محبت والفت تھی۔ بتاتے ہیں کہ عالم جوانی میں حضرت مولانا سید شاہ عین احمد قادریؒ جن کی شادی حضرت والدمحترم کی پھوپھی زاد اور حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری کی چھوٹی بہن سے ہوئی تھی کے انتقال کی خبر سن کر والدمحترم اس درجہ مغموم ہوئے تھے کہ ایک عرصے تک پھلواری شریف جانے کی ہمت نہ جٹا پائے۔ حضرت عین پھوپھا ایک باغ و بہار شخصیت کے مالک تھے اور والدمحترم سے ان کی حد درجہ دوستی تھی۔ دونوں ہم پیالہ وہم نوالہ تھے۔ اس دور کی شخصیتوں میں حضرت عماد الدین چچا کی شخصیت بھی ایک نمایاں شخصیت تھی۔ پھلواری شریف کا نام آئے اور عماد الدین چچا کا ذکر نہ ہو یہ ممکن نہ تھا۔ دبلا پتلا مگر صحت مند جسم، خوشنما قد وقامت، کشادہ پیشانی، ہونٹوں پر تبسم، مسکراتی آنکھیں اور ان آنکھوں میں پھلواری کی مخصوص چمک اور ذہانت کی جھلک، سر پر دو پلی ٹوپی، جامہ زیب جس میں قادریت وفردوسیت کے ساتھ ساتھ عثمانیت بھی نمایاں تھی، پروقار انداز، سنجیدہ گفتگو جس میں مزاح بھی شامل، بچوں کی تربیت کا خاص خیال، ہر کام میں پھرتی، قرابت داری کا احترام، مہمانوں کی خدمت کا شدید جذبہ، کسی مہمان کو کوئی تکلیف نہ ہو اس کا خاص خیال، ہر ایک کی خدمت کے لیے ہر وقت حاضر۔ یہ تھے ہمارے عم محترم حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ۔ ایسی شخصیتیں اب نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہوتی جارہی ہیں۔

پہلی بار ہمارے گھر کے سبھی افراد (راقم کے علاوہ) حضرت عماد الدین چچا کے صاحبزادے جناب سید شاہ عمید الدین قادری کی شادی میں پھلواری شریف گئے تھے، والدہ ماجدہ بتاتی ہیں کہ شادی کے بعد وہ صبح کے ناشتے سے فارغ ہو کر گھر کے تمام افراد سے ملاقات کر کے واپسی کے لیے گاڑی میں آکر بیٹھ گئیں، اتفاق سے عماد الدین چچا سے چلتے وقت ان کی ملاقات نہ ہوسکی تھی، وہ دوسری طرف کسی کام میں مصروف تھے۔ وہ جب ہم سب کو رخصت کرنے کے لیے گاڑی کے پاس آئے تو انہوں نے امی سے کہا کہ آپ مجھ سے ملے بغیر کیسے آکر گاڑی میں بیٹھ گئیں؟ اور پھر انہوں نے دوبارہ ناشتے کے لیے اصرار کیا

اور بضد ہوئے اور بولے کہ ہمارے ساتھ ناشتہ کئے بغیر آپ نہیں جا سکتیں، ہمیں گاڑی سے اترنا پڑا۔ ہم سب نے ان کے ساتھ ناشتہ کیا اس کے بعد ہی ہمیں رخصت ہونے کی اجازت ملی۔

اس شمارے میں ان کی حیات علمی، دینی، ادبی اور دیگر خدمات پر بہت ساری معلوماتی اور مفید تحریریں شامل ہو رہی ہوں گی، اس ناچیز کی یہ نامکمل تحریر اور چند بے ربط جملے حسب حکم حاضر ہیں، جو ان کی مکمل شخصیت کا احاطہ تو نہیں کرتیں لیکن دل پر ایک نقش ضرور چھوڑ جاتی ہیں۔

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

## دارالاشاعت خانقاہ مجیبیہ کی موجودہ چند اہم مطبوعات درج ذیل ہیں :

| نمبر شمار | نام کتاب | نام مصنف / مرتب / مترجم | قیمت |
|---|---|---|---|
| 01 | سوانح حضرت محی الملۃ والدین | حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادریؒ | 100/- |
| 02 | سوانح حضرت امان المستجیرین | حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری | 100/- |
| 03 | صحیفۂ امان | ڈاکٹر سید شاہ فتح اللہ قادری | 50/- |
| 04 | آداب وفضائل درود وسلام ملحقہ روح کائنات | حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ | 90/- |
| 05 | اسلام میں بدعت کا مفہوم | حضرت مولانا شاہ محمد عزالدین قادریؒ | 20/- |
| 06 | عرس اور اس کی معنویت وحقیقت | حضرت مولانا محمد شفیع اللہ سہسرامیؒ | 15/- |
| 07 | سفرنامۂ حیات (خود نوشت سوانح) | حضرت مولانا ڈاکٹر عبداللہ عباس ندویؒ | 150/- |
| 08 | بستان الاکرام اُردو ترجمہ تذکرۃ الکرام | حضرت مولانا شاہ محمد ابوالحیات قادریؒ | 300/- |
| 09 | رسالہ نماز برائے اطفال | جناب حضور حضرت مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ | 50/- |
| 10 | حضرت مریم علیہا السلام | مولانا سید لطف اللہ قادری | 60/- |
| 11 | احوال مولائے کائنات | حضرت فیاض المسلمین قدس سرہٗ / تحشیہ وتخریج: جناب حضور مدظلہ | 140/- |
| 12 | سیرت پیر مجیب (جدید ایڈیشن مع اضافہ) | حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری | 400/- |
| 13 | خانوادۂ سیدہ زینب بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہما | حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری | 200/- |
| 14 | نغمات الانس فی مجالس القدس | حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری | 350/- |
| 15 | یزید حقائق کے آئینے میں (جدید ایڈیشن مع اضافہ) | حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری | 100/- |
| 16 | خانقاہ حضرت تاج العارفین | محمد سجاد حسین قادری مجیبی | 100/- |
| 17 | The Magnificence of Peer Mujeeb | Dr. Syed Shamim Ahmed Quadri Amani | 400/- |
| 18 | رسالہ قنوت نازلہ | حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادریؒ | 20/- |

# تواضع وخاکساری کا مضبوط ستون

# حضرت عماد الدین رحمۃ اللہ ورضوانہ علیہ

● پروفیسر حافظ فضل کبریا صدیقی ـــ سابق صدر شعبۂ عربی، پٹنہ یونیورسٹی، پٹنہ

خالق کائنات کے فضل وکرم، نبی رحمت کی عظمت ومحبت اوراولیاء متقین کے استغفار سحری کا وسیع وعریض سائبان بن کر سارے عالم میں پھیلی ہوئی خانقاہیں اپنی ابتدائے آفرینش سے ہی مکارم اخلاق کی تعلیم وتربیت اورتہذیب وتزیین میں مشغول و منہمک رہ کراعوجاج حیاۃ کی استقامت کے لئے بلند وبالا افراد نیز دینی تعلیمات کے ایک عملی پہلو کے محرمِ راز شخصیات کا نمونہ تیار کرتی رہی ہیں اوران شاء اللہ یہ سلسلہ خوف ورجاء کی خاردار وادیوں سے گذرتا ہوا اپنی پاک دامنی کے ساتھ تا صبح قیامت قائم ودائم رہے گا۔

حیاۃ دنیا میں مکارم اخلاق کی تعلیم وتربیت کا یہ تسلسل صحابہ کرام میں سے حضرات انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فکر کا ثمرہ ہے جب آپ حضرات نے اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں اپنی فکر کا اظہار اس طرح فرمایا تھا :

قَالَتِ الْاَنْصَارُ (یارسول اللہ!) اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ اَتْبَاعاً وَ اَنَا قَدِ اتَّبَعْنَاكَ فَادْعُ اللہَ اَن یَّجْعَلَ اَتْبَاعَنَا مِنَّا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ اَتْبَاعَھُمْ مِنْھُمْ ۔(صحیح بخاری)

ترجمہ : حضرات انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دربار رسالت میں عرض کرتے ہوئے فرمایا (اے اللہ کے رسول ﷺ) یقیناً ہر قوم وجماعت میں اپنے اسلاف کے کاموں کی پیروی کرنے والے لوگ ہوتے ہیں اور ہم نے آپ ﷺ کی پیروی وفرمانبرداری کی ہے اس لئے ہماری پیروی کرنے والے اولاد وافراد کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمادیجئے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ہماری صف میں لگادے۔ نبی رحمت ﷺ نے دعا فرمایا: اے اللہ! ان حضرات کی پیروی کرنے والوں کو انھیں میں سے بنادے یعنی اخلاف کو اسلاف کی صف میں کھڑا کردے۔

اسی لئے عام طور پر اہل اللہ اپنی دعاؤں میں قرآن عظیم میں مذکور دعا کی تعلیم کا یہ ٹکڑا " رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ کَفِّرۡ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ" نیز حضرت یوسف علیہ السلام کی دعاؤں کا یہ ٹکڑا " اَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ " لازمی طور پر شامل رکھتے ہیں۔

قرآن کریم نے واضح انداز میں اس فکر کی تائید میں اس طرح اعلان فرمایا ہے :

وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّیَّتُهُمۡ بِاِیۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ ذُرِّیَّتَهُمۡ وَمَاۤ اَلَتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ ؕ (سورۃ الطور آیت: ۲۱)

ترجمہ : اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی راہ پر چلی ان کی اولاد ایمان سے، پہنچا دیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو اور گھٹایا نہیں ہم نے ان سے ان کا عمل ذرا بھی۔

یعنی مومنوں، ولیوں اور کاملوں کی اولاد اور متعلقین اگر ایمان پر قائم ہوں اور اپنے اسلاف کی نیک راہوں پر چلیں اور جو خدمات ان کے بزرگوں نے انجام دی تھیں یہ بھی ان کی تکمیل میں کوشاں ہوں تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو جنت میں انھیں کے ساتھ ملحق کردے گا گو ان کے اعمال و احوال اپنے بزرگوں کے اعمال و احوال سے فروتر ہی کیوں نہ ہوں تاہم ان بزرگوں کے اکرام اور عزت افزائی کے لئے ان تابعین کو اپنے متبوعین کے جوار اور قرب میں رکھا جائے گا " لِتَقَرَّ اَعۡیُنُهُمۡ بِهِمۡ " تاکہ اولاد کے حسن عمل کے ذریعہ ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچتی رہے۔ یہیں سے کاملین کے ساتھ نسبتوں کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

انہیں خانقاہوں میں صوبہ بہار کی ایک ممتاز خانقاہ عالم پناہ معروف بہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف ہے جس کی ہر ایک شخصیت (مرد وعورت) اپنے اپنے بزرگوں، مربیوں اور شیوخ کی نگرانی، آغوشِ عاطفت اور ان کی اتباع و پیروی کے ذریعہ دینی علوم میں رسوخیت و پختگی اور حسن عمل کا قالب و پیکر بن کر دوسروں کے لئے حیات طیبہ کا نمونہ بنتی رہتی ہیں۔ حسن عمل اور حیات طیبہ کے تعلق سے قرآن کریم نے اعلان فرمایا :

مَنۡ عَمِلَ صَالِحًا مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَلَنُحۡیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۚ وَلَنَجۡزِیَنَّهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ مَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۝۹۷ (سورۃ النحل)

ترجمہ : جس نے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت ہو اور ایمان پر قائم رہے تو اس کو ہم زندگی دیں گے اچھی زندگی۔ اور بدلے میں دیں گے ان کو حق ان کا بہتر کاموں پر جو کرتے تھے۔

حسن عمل اور بہتر کارناموں کی طرف دوڑ لگانے والوں کے صفات کو بیان کرتے ہوئے قرآن مقدس نے فرمایا :

اِنَّ الَّذِیۡنَ هُمۡ مِّنۡ خَشۡیَةِ رَبِّهِمۡ مُّشۡفِقُوۡنَ ۝۵۷ وَالَّذِیۡنَ هُمۡ بِاٰیٰتِ رَبِّهِمۡ یُؤۡمِنُوۡنَ ۝۵۸

وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ۝۵۹ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ۝۶۰ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ۝۶۱ (المومنون)

ترجمہ : البتہ جولوگ اپنے رب کے خوف سے اندیشہ رکھتے ہیں اور جولوگ اپنے رب کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور جولوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں مانتے اور جولوگ کہ دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اوران کے دل ڈرتے ہوتے ہیں اس لئے کہ ان کو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے وہ لوگ دوڑ دوڑ کر لیتے ہیں بھلائیاں اور وہ ان پر پہنچے سب سے آگے۔

ان آیات میں مومنین کاملین کی صفات وکیفیات کو بیان کیا گیا ہے کہ باوجود ایمان واحسان کے کفار ومغرورین کی طرح مکرُ اللہ سے مامون و بے خوف نہیں رہتے۔ ہمہ وقت خوف خدا سے لرزاں وترساں رہتے ہیں۔ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے ”اِنَّ الْمُؤْمِنَ جَمَعَ اِحْسَاناً وَ شَفَقَةً وَاِنَّ الْمُنَافِقَ جَمَعَ اِسَاءَةً وَ اَمْناً “مومن نیکی کرتا اور ڈرتا رہتا ہے اور منافق بدی کرکے بے فکر ہوتا ہے۔

حسن عمل کو زیادہ واضح طور پر حیطۂ فہم میں لانے کے لئے حضرت ابن عمرؓ نے اپنے نبی رحمت سے سوال کیا تھا: یارسول اللہ ﷺ! ”احسن عملا“ کون لوگ ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے ان کی تشفی اس طرح فرمائی: احسنکم عقلا و اورعکم عن محارم اللہ و اسرعکم فی طاعته سبحانه جس کی سمجھ اچھی ہو یعنی جسے اللہ تعالیٰ نے دین کی باتوں میں حکمت ودانائی سے نوازا ہو، حرام سے زیادہ پرہیز کرے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی طرف زیادہ جھپٹے۔

حسن عمل اور حیات طیبہ نیز دین کی باتوں میں حکمت و دانائی کا ایک اعلیٰ نمونہ اسی خانقاہ کے خانوادۂ مجیبیہ کی ایک بزرگ اور مرکزی شخصیت تھی جن کا نام نامی اسم گرامی حضرت مولانا سید شاہ حکیم محمد عماد الدین قادری ہے جو ۱۸؍ جمادی الاخر ۱۴۳۹ھ مطابق ۷؍ مارچ ۲۰۱۸ کو ہماری ظاہری نگاہوں سے اوجھل ہو کر اس دارفانی سے مکارمِ اخلاق کے اعلیٰ رختِ سفر اور تقویٰ کے بہتر زاد وتوشہ کے ساتھ دارالبقا کی طرف کوچ کر گئے — اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۝۱۵۶

آپ کی حیات کے ابتدائی مراحل تو میرے حیطۂ علم سے ماوراء ہیں اس لئے کہ آپ سے میرا رابطہ جیسا کہ میرے حظیرۂ ذہن میں محفوظ ہے آپ کے علم الادیان کی فراغت واستناد کے بعد طبیہ کالج پٹنہ میں علم الابدان کے حصول کے دوران کسی واسطہ سے ہوا۔ اس کے بعد سے خانقاہ میں آمدورفت کی سرعت کے ذریعہ حضرت سے قربت بڑھتی رہی اور آپ کے حسن اخلاق کے متنوع صفات مثلاً زبان کی لطافت ونرمی، کشادہ روئی وخندہ پیشانی، ملاطفت، نرم خوئی، شفقت اور تواضع کے سہارے میری قربت کو تقویت ملتی رہی۔ آپ یقینا قرآن کی اس آیت: وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۝۲۱۵ (سورۃ الشعراء) کی عملی تفسیر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو مخاطب فرما کر امت مرحومہ کی تعلیم وتربیت کی خاطر فرمایا کہ رسول وآل رسول کی شفقت وہمدردی کے مستحق عام مومنین ہیں، ان کے ساتھ ملاطفت، نرم خوئی اور شفقت وتواضع کا برتاؤ رکھئے۔

اس تعلیم کی روشنی میں حضرت عمادؒ ہرکس و ناکس سے ملنے میں شفقت وتواضع کا سراپا بن کر ملنے والوں کو اپنی ملاقات کی چاشنی سے محظوظ فرماتے رہتے۔

زمین کے متواضع رہنے سے زیادہ آپ نے اپنی ذات کو خاکسار، متواضع اور منکسر بنانے میں رضائے الٰہی نیز رسول و آل رسول کی متابعت کے حصول کی خاطر تواضع وخاکساری کی انتہائی منزلوں کو نوازنے میں لگائے رکھا۔ آپ کے تواضع میں نکھار ونکہت پیدا کرنے میں قرآن مجید کی اس آیت کے درس نے جادو جیسا کام کیا۔ قرآن ناطق ہے: يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ ۙ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ ۭ ـــ (سورۃ المجادلۃ، آیت: ۱۱)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور جنہیں علم بخشا گیا ہے اللہ ان کو بلند درجے عطا فرمائے گا۔ یعنی سچا ایمان اور صحیح علم انسان کو ادب وتہذیب سکھلاتا اور متواضع بناتا ہے۔

اہل علم و ایمان جس قدر کمالات و مراتب میں ترقی کرتے ہیں اسی قدر جھکتے اور اپنے کو ناچیز سمجھتے جاتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ ان کے درجے اور زیادہ بلند کرتا ہے مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ۔ ’’تواضع زگردن فرازاں نکوست‘‘ کے تحت ہر بڑی، بزرگ شخصیت کا اختیاری تواضع اس کے گلے کا ہار بن کر اس کی حیات طیبہ کی تزیین وآرائش میں چار چاند کا کام کرتا ہے۔ اس کی زندگی اپنے اندر مقناطیسی خصوصیت کی تخلیق کرنے لگتی ہے اور بظاہر وہ کمزور وناتواں ہونے کے باوجود مرکزی شخصیت بن کر مرجع خلائق بنتا نظر آنے لگتا ہے۔ اختیاری تواضع وانکساری نے آپ کو انتہائی خلیق اور ملنسار بنا دیا تھا۔ قرآنی آیت: وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ ـــ سورۃ لقمان، آیت: ۱۹ (اور چل بیچ کی چال اور نیچی کر آواز اپنی) کی تعلیم وتربیت نے آپ کے اندر زبان کی لطافت ونرمی اور رفتار میں میانہ روی کی خصوصیت پیدا کر دی تھی ملنے والے کے سلام کا جواب دے کر خیریت پوچھنے کا انداز عجیب نرالا اور لطیف ہوتا۔ گفتگو کا لہجہ اتنا نرم ہوتا کہ سننے والا اپنے کو بہت مؤدب اور ہوشیار رکھ کر ان کی طرف جھکتے ہوئے ان کی باتوں کو حیطۂ فہم میں جگہ دینے کی کوشش کرتا۔ میرا اپنا ذاتی حال یہ تھا کہ ’’قرب سلطان آتش سوزاں بود‘‘ کی کیفیت میں کچھ تخفیف آنے کے بعد کبھی بیٹھ کر بالمواجہہ گفتگو کی جرأت رندانہ کر لیتا۔ بسا اوقات آپ مجھے گفتگو میں شفقت ومحبت کے ساتھ اپنے قرب کی عطا کے ذریعہ اپنے عزیزوں کے لئے ناصح ہونے کی تربیت دینے کے انداز میں فرماتے ’’فلاں کو کہئے کتابوں کا مطالعہ کریں‘‘ کبھی کسی عزیز کے بارے میں فرماتے فلاں کو کہئے محفل سماع کے دوران وجد میں سرعت سے پرہیز کریں غرض کہ آپ اپنے ملنے والوں کے حسب صلاحیت اور بقدر پیمانہ اپنے اخلاق کی وسعت کا اظہار فرماتے۔

تواضع وخاکساری کا ایک شعبہ اعتدال ہے ہر متواضع شخصیت اپنے تمام امور حیات میں اعتدال پسند اور معتدل نظر آتے ہیں۔ گویا اعتدال پسندی ہر متواضع کی فطری یا معتاد خصوصیت بن جاتی ہے گرچہ اس شعبہ میں صرف آپ تنہا نہیں ہیں بلکہ

خانوادۂ مجیبی کے ہر فرد کے درمیان یہ خصوصیت قدر مشترک کی حیثیت رکھتی ہے لیکن "وَلِلنَّاسِ فِيمَا يَعْشِقُونَ مَذَاهِبُ" آپ اس پہلو میں بھی ایک امتیازی شان رکھتے تھے۔

تواضع وخاکساری کے پردے میں آپ اپنے وقت کے بڑے پایہ کے محرم رازِ سُکر وصحو تھے۔ایک مرتبہ کا تجربہ ہے کہ آپ کے عزیز ترین عزیز کو محفل سماع میں وجد نے اپنی لپیٹ میں لے کر سُکر کے حوالہ کردیا،صحو نے اپنا زور دکھانے کی کوشش کی مگر سُکر اتنا قوی تھا کہ صحو اس کے قریب بھی بھٹکنے سے خوف کھانے لگا مجمع عالم تحیُّر میں صرف ایک دوسرے کو تکتا رہا،قوال مارے سرور کے اپنا زور دکھانے لگے کہ آج تو رزق کی برکھا ہونے ہی کو ہے۔سُکر اپنی فتح کا بگل بجانے ہی والا تھا کہ محفل کے پیچھے سے لپک کر چلنے والے قدم کی آواز آئی یہ تھے حضرت عماد رحمۃ اللہ علیہ آپ نے آتے ہی سُکر کے شکار کو اپنے داہنے پہلو میں دبوچ کر صحو کے حوالہ کردیا سُکر اپنی شکست خوردگی سے نادم ہو کر تکتا رہا(وَ السُّكْرُ خِزْيَانٌ يَنْظُرُ)۔محفل کی جان میں جان آئی قوال کے رزق کی برسات برقرار رہی پھر حالات معمول پر آئے سبھی اپنے اپنے قیام کے مرکز میں آرام فرمانے کے لئے چلے گئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو حظیرۃ القدس میں بلندی درجات سے نوازتا رہے۔آمین بجاہ سید المرسلین۔

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲


شرح اشتہار

## سہ ماہی مجلہ المجیب

### میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

ملٹی کلر اشتہار

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| پشت سرورق | مکمل صفحہ | 8,000/- | نصف صفحہ | 4,000/- | چوتھائی صفحہ | 2,000/- |
| اندرون سرورق | مکمل صفحہ | 7,000/- | نصف صفحہ | 3,500/- | چوتھائی صفحہ | 1,750/- |

سادہ اشتہار

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| اندرون مجلہ | مکمل صفحہ | 5,000/- | نصف صفحہ | 2,500/- | چوتھائی صفحہ | 1,250/- |

خواہش مند حضرات اپنے اشتہارات کے ساتھ پیشگی رقم کا چیک یا ڈرافٹ ادارہ کو پہلی فرصت میں مرحمت فرمائیں تاکہ ان کے آرڈر کو حتمی شکل دی جاسکے۔چیک یا ڈرافٹ کے ذریعہ رقم ارسال کرتے وقت صرف "DARUL ESHA'AT" تحریر کریں۔

# امت مسلمہ کا ایک عظیم فرزند

## عارف باللہ حضرت مولانا سید شاہ حکیم محمد عماد الدین قادری پھلواروی رحمۃ اللہ علیہ

● شاہ مسرور عثمانی — خانقاہ شرف، ذاکرنگر، جمشید پور (جھارکھنڈ)

صوبۂ بہار ہر زمانے میں علماء، ادباء، شعراء، مشائخ اور بزرگان دین کا عظیم گہوارہ رہا ہے، اس صوبے سے ایسی ایسی دینی، علمی وادبی اور روحانی شخصیتیں افق عالم پر نمودار ہوئیں جو فضل وکمال کے اعتبار سے منفرد الوجود ہیں، ان ہی اکابرین میں خانوادۂ مجیبی ہے، اس خانوادہ کو برصغیر کے ممتاز خانوادہ میں شمار کیا جاتا ہے، اس خانوادہ کے اکابرین وقت نے ہر دور میں علم وعرفان کے چراغ جلائے۔

خانقاہ عالم پناہ مجیبیہ ایک ایسی قدیم اور فیض رساں خانقاہ ہے جسے صدیوں سے علم وتحقیق، رموز تصوف، حسن اخلاق، للہیت، سادگی، اخوت ومحبت اور روحانی فیوض وبرکات کی ایک امتیازی شان حاصل ہے۔ صدیاں گذرنے کے باوجود تاج العارفین حضرت مخدوم شاہ پیر محمد مجیب اللہ قادری قدس سرہ العزیز کی خانقاہ — ”خانقاہ مجیبیہ“ سے پوری دنیا آج بھی مستفیض ومستفید ہو رہی ہے۔

۷/مارچ ۲۰۱۸ء مطابق: ۱۸/جمادی الآخر ۱۴۳۹ھ کی ایک سیاہ رات آئی، جس نے اپنے دور کی ایک عظیم ترین شخصیت، فضل وکمال کی ایک مثال، حسن واخلاق کے پیکر، باغ فردوس کے گل چین، ایک ممتاز عالم دین، ایک گوشہ نشیں بزرگ، علوم عربیہ کے ماہر، دنیا کی شان وشوکت سے بے نیاز ہستی کا وجود ہم سے چھین لیا۔ لاکھوں کی خواہش تھی کہ وہ زندہ رہیں، لیکن مشیت الٰہی کے آگے سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ المختصر یہ کہ خانقاہ شرف، جمشید پور میں خبر آئی کہ عارف باللہ مخدومی ومطاعی ماموں جان حضرت مولانا سید شاہ حکیم محمد عماد الدین قادریؒ کا وصال ہو گیا — اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

حضرت کے وصال کی خبر ملتے ہی بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل پڑے، ہر آنکھ رو رہی تھی، چہرہ اداسیوں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ امت مسلمہ کا عظیم ترین فرزند اپنے مالک حقیقی سے جا ملا۔ ایک بزرگ ترین شخصیت ہم لوگوں سے ہمیشہ کے لیے جدا ہو گئی۔ ع

"میکدے سے اٹھ گیا وہ ساقی مینا بدوش"

جس کے فضل وکمال، حسن اخلاق اور علمی وادبی خدمات سے توحید کے متوالے اور شمع رسالت کے متوالے فیض پا رہے تھے۔ حضرت اپنے اسلاف کے جیتے جاگتے چراغِ شب تھے، جن کی ضوفشانی سے ایک زمانہ تک درس روحانیت کا چراغ روشن تھا۔ آپؒ کے محاسن، اخلاق وکردار، مجاہدہ زندگی رہتی دنیا تک حق کے متلاشی کے لیے مشعل راہ بنی رہے گی۔

آپؒ کی ولادت باسعادت ۱۳۴۷ھ میں ہوئی، آپ امیر شریعت ثالث پیر طریقت حضرت مولانا الحاج سید شاہ قمر الدین قادری مجیبی پھلواروی قدس سرہ العزیز کے فرزند ارجمند تھے۔ عم معظمؒ کی ابتدائی تعلیم وتربیت خانقاہ کی فضاء میں ہوئی اور خانقاہ عالم پناہ کے دار العلوم مجیبیہ سے فراغت حاصل کی۔ دار العلوم مجیبیہ پھلواری شریف پٹنہ کی تعلیمی اور تربیتی خدمات اظہر من الشمس ہیں۔ اس ادارے نے دانش وری کا اونچا معیار قائم کیا، یہاں کے فارغ التحصیل طلبہ میں فکری بصیرت، وسعت نظری، مذہبی اعتدال اور تصنیف وتالیف کا ذوق نمایاں رہا ہے۔ عم مکرمؒ ان اوصاف کی ایک روشن مثال ہیں۔

حضرت ماموں جانؒ نے حکمت کی تعلیم طبیہ کالج سے حاصل کی، گویا آپ مستند عالم دین اور بلند پایہ صوفی کے ساتھ دست شفا حکیم بھی تھے۔ آپ کے مزاج میں نرمی اور سادگی کوٹ کوٹ کر دیکھی گئی۔ آپ پوری زندگی شہرت وناموری سے دور رہے اور خلوت نشینی کو پسند کیا۔ آخر آخر وقت تک خلوت نشیں رہے، حضرت اپنے وقت کے نامور حکیم تھے تو دوسری طرف اپنے وقت کے جید عالم دین بھی تھے۔ دار العلوم مجیبیہ (خانقاہ مجیبیہ) سے انھوں نے سند فراغ حاصل کی تھی، جہاں کے محترم ومعتبر اساتذہ نیز گھر کے بزرگوں سے خصوصی طور پر کسب فیض حاصل کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ اپنے وقت کے ایسے عالم دین ہوئے جو علم وعمل کے غازی بھی تھے اور مذہب اسلام کے مجاہد بھی۔ حضرت مخدوم ومکرمؒ کی ذات محترم زہد وتقویٰ اور علوم دین میں کامل ہونے کی وجہ سے پورے خاندان میں مرجع خلائق تھی۔ آپ کی پیاری ذات خانوادۂ مجیبیہ کی عہد آفریں شخصیت تھی، اگر ایک جانب حکیم حاذق تھے تو دوسری طرف گم گشتہ راہ کے رہنما تھے۔ راقم الحروف جب بھی آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا تو حسن اخلاق کا پیکر پایا۔ کم سخن تھے لیکن گفتگو جامع کرتے تھے۔

مطالعہ وسیع تھا ہر مکتبہ فکر کی کتاب کا مطالعہ آپ ضرور کرتے، میں نے آپ کو دسترخوان پر سادہ غذا کھاتے ہوئے دیکھا، اچھی غذا کی طرف اپنے آپ کو کبھی راغب نہ پایا۔ ملنے والوں کے ساتھ حسن وسلوک سے پیش آتے، راقم الحروف جب بھی سیدی وسندی وشیخی حضرت ابی مدظلہ العالی زیب سجادہ خانقاہ شرف ذاکر نگر جمشید پور کے ہمراہ آپ سے ملا تو حضرت مخدومی و مطاعیؒ ابی مدظلہ العالی کی دعوت ضرور کرتے۔ یہ دونوں بھائیوں کی محبت خانوادہ عثمانیہ میں بے مثل تھی۔ یہ دونوں بزرگ ایک دوسرے سے بے پناہ محبت کرتے اور آپس میں علمی وادبی گفتگو اس طرح کرتے کہ آنکھیں خیرہ ہو جاتیں۔ شاید اس کی وجہ راقم احقر یہ سمجھتا ہے کہ یہ دونوں اکابرین وقت کی مکمل تربیت شیخ طریقت حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادری قدس سرہ العزیز سے ہوئی تھی اور یہ دونوں حضرات امیر شریعت ثالث کے تلامذہ میں شامل رہے ہیں۔

زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ پوری زندگی نماز و روزہ، ورد و وظائف، ذکر و اشغال کے کاربند رہے۔ اوابین، چاشت، سنن، تہجد کے عادی تھے خصوصاً تلاوت کلام پاک کثرت سے کرتے۔ علمی صلاحیت رب العزت نے آپ کو بے پناہ عطاء کی تھی۔ اگر آپ چاہتے تو سینکڑوں کتابیں مرتب کرکے شائع کرتے، لیکن آپ نے تصنیف وتالیف میں قدم محض اس لیے نہیں رکھا کہ ورد و وظائف، ذکر و اشغال اور تلاوت کلام پاک میں خلل پیدا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ شہرت و ناموری سے دور رہ کر گوشہ نشیں رہے۔ اس کے باوجود آپ کی علمی و ادبی خدمات قابل ذکر ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد پیر طریقت حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادری قدس سرہ العزیز (امیر شریعت ثالث) کے کئی قیمتی رسالے شائع کئے۔ مثلاً: حلقۂ ذکر، خازن بہشت اور تجوید القرآن وغیرہ جوار دو ادب اور ارباب تصوف کے لیے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔ حضرتؒ کے قلم خاص کی ایک ادبی تخلیق رسالہ حج و زیارت ہے جو قلمی یادگار رہے جو تشنۂ طبع ہے۔ ان رسالوں کے علاوہ ان گنت کتابچے حضرت کی قلمی تحریر ہیں۔ مجھے امید ہے کہ مخدومی ومطاعی ماموں جان حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری مجیبیؒ کے لائق فرزند ارجمند صاحب قلم اور فصیح البیان برادر مکرم جناب مولانا سید شاہ عمید الدین قادری زید مجدکم جو حضرت کے خوابوں کی تعبیر ہیں۔ حضرتؒ کی قیمتی تحریر کو منظر عام پر لانے کی کوشش کریں گے، جو امت مسلمہ کے لیے گنجینہ فردوس ثابت ہوگا۔

آپ کی ذات محترم تمام اخلاق حسنہ سے متصف تھی اور تمام خوبیوں کی جامع تھی، جس پر انسان تو کیا فرشتوں کو بھی رشک آئے، ایک ایسا شفیق و مربی جس کی ایک نگاہ سے اپنے تو اپنے غیر بھی فائدہ اٹھائیں۔ شریعت کی پاسداری، ملت کی دردمندی، مہمان نوازی اور عالمانہ بصیرت آپ میں دیکھی گئی تھی :

ویرانہ ہے میکدہ خم و ساغر اداس ہیں
تم کیا گئے کہ روٹھ گئے دن بہار کے

رشد و ہدایت کے امین، لطف وعنایت کے پیکر، تبلیغ و ارشاد کا چراغ جلانے والے مرد درویش، مربی جلیل، عارف باللہ، عالم ربانی اور صوفی باصفا کی ذات محترم پر کیا تبصرہ کیا جاسکتا ہے، جو ۷/مارچ ۲۰۱۸ء کو خاندان ومتوسلین ومعتقدین کو چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ ۸/مارچ ۲۰۱۸ء کو خانقاہ عالم پناہ مجیبیہ میں نماز جنازہ ادا کی گئی، جناب حضور حضرت مولانا الحاج سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی (سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ) نے نماز جنازہ پڑھائی اور ہزاروں چاہنے والوں کے ہاتھوں ہاتھ باغ مجیبی میں سپرد خاک کیا گیا۔

بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ رب کریم مشفق ومحترم ماموں جان رحمۃ اللہ علیہ کی آل و اولاد، خاندان، مریدین، متوسلین اور معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت کے درجات کو بلند کرے ـــــ آمین ثم آمین!

✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻

# مولانا سید شاہ حکیم محمد عماد الدین قادریؒ

(پیدائش: ۱۱ر جمادی الاول ۱۳۴۷ھ اور وفات: ۱۸ر جمادی الاخر ۱۴۳۹ھ)

● سید محمد نیر رضوی — سی ۳، رحمان اپارٹمنٹ، نیو پارس ٹولی، ڈورنڈا، رانچی (جھارکھنڈ)

محی الملۃ والدین، امیر الشریعہ ثانی اور سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف، پٹنہ حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں کیا کوئی بقید حیات ہے؟! ممکن ہے کہ جواب ''اثبات'' میں حاصل ہو جائے۔ مگر محی الملۃؒ کے خلیفہ ومجاز کی طویل فہرست میں سے آج کوئی بقید حیات ہے؟! امکانات قوی ہیں کہ اب جو جواب حاصل ہو وہ ''نفی'' میں ہو! ہمارے والد سید نسیم قادریؒ بن حکیم مولانا محمد شعیب رضوی نیر پھلورویؒ اس حقیر وعاصی سے دوران گفتگو اکثر و بیشتر نہایت شاد ماں ہوتے ہوئے فرط شوق میں فرماتے تھے :

''صرف شاہ عماد الدین اور میں ہی شاید اپنے پیر طریقت حضرت مولانا شاہ محی الدین قادریؒ کے مریدوں میں ابھی باحیات ہیں اور شاہ عماد الدین کے ساتھ امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہمارے پیر ومرشد کے آخری خلیفہ ومجاز بھی ہیں۔ اللہ اُنہیں اُمت مسلمہ اور وابستگان در مجیبی کے لئے اچھی صحت عطا فرمائے — آمین''!

مگر صد افسوس! ہماری تحریر کے الفاظ آبدیدہ ہیں کہ محی الملۃؒ کے آخری خلیفہ ومجاز حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ نے ہمیں داغ مفارقت دے دیا۔ علم ومعرفت کی ایک شمع بجھ گئی۔ خدا، خانوادۂ مجیبی اور وابستگان در مجیبی کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین! اللہ نے آپؒ کے علم وفضل اور عمر میں بڑی برکتیں عطا کی تھیں۔ آپؒ کی بابرکت شخصیت خصائل محمودہ یعنی حلم، حیا، نرم دلی، تواضع، محبت، اخوت، سخاوت، عدل، عبادات وریاضات، زہد وتقویٰ، اخلاص، اخلاق حسنہ، راست گوئی اور فکر آخرت جیسے فصائح وبدایع کی تفسیر بیان کرتی تھی۔ قیام اللیل اور نوافل کی کثرت آپ کی عبادت وریاضت کا اہم حصہ تھی۔ غرض آپؒ دریائے توحید میں غرق ومدہوش رہتے تھے۔

من کان للہ کان اللہ لــــہ

وہیں دوسری جانب آپؒ کی سحرانگیز شخصیت ہرطرح کے خصائل مذمومہ یعنی کینہ،حسد،عیب جوئی،حرص وطمع، ریاکاری، ظلم وزیادتی، بےرحمی، نمایش، رغبت دنیا، رعونت، خودستائی، نام ونمود اورشہرت سے مکمل طورپر پاک وصاف تھی۔

ہرکہ آواز کشف خود گوید سخن ۞ کشف او راکفش کن برسر بزن

حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ کے متعلق حکیم مولانا محمد شعیب رضوی نیر پھلواروی، اپنی شہرہ آفاق تصنیف ’’اعیان وطن‘‘ میں فرماتے ہیں :

’’عماد الدین سلمہ، تاریخ ولادت ۱۱؍جمادی الاول ۱۳۴۷ھ ہے۔تحصیل علم میں مشغول ہیں، اپنے عم محترم مولانا نظام الدین سلمہ اور برادرعم زاد مولوی شاہ محمد امان اللہ سلمہ اللہ ومولوی عون احمد سلمہ ومولوی محبوب عالم صاحب سے تحصیل علم کررہے ہیں۔ ۱۳۵۳ھ میں اپنے والدین کے ساتھ سفرحج میں شریک رہے اورتمام ارکان حج ادا کئے‘‘۔۔۔(ص: ۱۰۴)

حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ جعفری زینبی سید تھے۔آپؒ حضرت امیر عطاء اللہ جعفری زینبی کی اٹھارہویں پشت میں ہیں۔آپؒ کا شجرۂ نسب اس طرح ہے :

حضرت سید شاہ عماد الدین قادری بن سید شاہ قمر الدین قادریؒ بن حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادریؒ بن مولانا سید شاہ شرف الدین بن مولانا شاہ ہادیؒ بن مولانا شاہ احمدیؒ بن شاہ وحید الحقؒ بن شاہ وجیہ الحقؒ بن شاہ امان اللہ فقیہؒ بن مولانا شاہ محمد امینؒ بن مخدوم شمس الدین جنید ثانیؒ بن مولانا شاہ اسمٰعیلؒ بن امیر محمد مظفرؒ بن امیر عطاء اللہ جعفری زینبیؒ۔

حضرت امیر عطاء اللہ جعفری زینبیؒ کے تین فرزند تھے، حضرت عبداللہ، حضرت محمد مظفر اور حضرت محمد حسین۔حضرت عبداللہ کا انتقال سہسرام میں ہوا۔پھلواری میں حضرت محمد مظفر اور حضرت محمد حسین مقیم ہوئے۔چنانچہ یہاں جعفری زینبی سادات کی جزئیت سے سرفراز خانوادہ انہی دو بھائیوں کی اولاد سے وابستہ ہے۔حضرت امیر عطاء اللہ جعفری زینبی کا شجرۂ نسب حضرت سیدنا جعفر طیار تک اس طرح پہنچتا ہے :

حضرت امیر عطاء اللہ جعفری زینبی بن شاہ سعد اللہ شہیدؒ بن شاہ فتح اللہؒ بن شاہ محب اللہ بن شاہ ہدایت اللہ بن محمد سمین بن امین بن ابراہیم بن عمر دراز بن عبداللہ بن محمد الاکبر العالم المحدث بن اسماعیل بن جعفر السید بن ابراہیم الاعرابی بن محمد الاریس الرئیس بن سیدنا علی الزینبی بن حضرت عبداللہ الجواد بن حضرت سیدنا جعفر طیار رضی اللہ تعالیٰ عنہم وزینب بنت فاطمۃ الزہراء بنت پیغمبر آخرالزماں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس طرح مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ کا گھرانہ عالی سادات گھرانہ ہے۔آپؒ کی دادیہال پھلواری شریف ضلع پٹنہ ہے اور آپؒ کی نانیہال سملہ ضلع اورنگ آباد میں واقع ہے۔دادیہال کی جانب سے آپؒ کا خاندانی پس منظر اس طرح ہے کہ فیاض المسلمین، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، امیر الشریعہ اور سجادہ نشیں حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ سے

خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوتا ہے۔آپ کی دو شادیاں ہوئی تھیں۔حضرت مولانا سید شاہ علی حبیب نصر قدس سرہ کی دختر نیک اختر آپؒ کی زوجہ اول تھیں جن سے محی الملۃ، امیر شریعت ثانی، حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادریؒ تھے۔ آپؒ کی زوجہ ثانیہ حضرت سید محی الدین احمد رضویؒ کی دختر نیک اختر اور صاحب اعیان وطن حکیم سید شاہ شعیب رضوی نیرؒ کی بہن تھیں جن سے منجھلے سرکار قمر طلعت حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ، سنجھلے سرکار حضرت مولانا سید شاہ نظام الدین قادریؒ اور چھوٹے سرکار مولانا حافظ سید شاہ شہاب الدین قادریؒ تھے۔حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ، منجھلے سرکار حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ کے صاحبزادہ تھے۔آپؒ سے چھوٹی دو بہنیں بقید حیات ہیں۔پہلی، حضرت مولانا سید شاہ عین احمد قادریؒ کی اہلیہ، مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری مدظلہ العالی کی والدہ ہیں اور دوسری بہن حضرت مولانا سید شاہ شرف الحسن قادری بن چھوٹے سرکار حافظ سید شاہ شہاب الدین قادریؒ کی زوجہ محترمہ ہیں۔انہی کی بڑی لڑکی مدیر المجیب سید شاہ فتح اللہ قادری مدظلہ العالی بن حضرت مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادریؒ کی اہلیہ ہیں۔

مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ کے خاندان کا نانیہالی پس منظر اس طرح ہے کہ آپؒ کی نانیہال سملہ، موجودہ ضلع اورنگ آباد بہار میں ہے جو پہلے ضلع گیا میں ہوا کرتا تھا۔آپ کی والدہ کا نام کنیز فاطمہ رحمہا اللہ تھا۔سملہ کی زمین صوفیائے کرام کی زمین رہی ہے۔اس سرزمین میں کئی برگزیدہ مشائخ آسودہ خاک ہیں جن کے چشمہ فیض سے صدیوں مخلوق خدا سیراب ہوتی رہی ہے۔جیسے حضرت مولانا محمد علی کبیر فردوسی، مولانا شاہ غلام امام فردوسی، مولانا شاہ محمد علی فردوسی، شاہ عبد العلی فردوسی، خواجہ محمد خلیل فردوسی، شاہ محمد شریف، شاہ احمد کبیر ابوالحسن فردوسی، حکیم شاہ مجیب الحق فردوسی، مولوی شاہ محمد قاسم فردوسی اور مولوی حکیم شاہ محمد فردوسی وغیرہ۔صاحب اعیان وطن حکیم سید شاہ شعیب رضوی نیرؔ اپنی کتاب ''اعیان وطن'' میں حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ کے والد بزرگوار حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ کی شادی کے بارے میں فرماتے ہیں :

> ''آپ کی شادی جناب خواجہ محمد خلیل صاحب ساکن سملہ ضلع گیا (جو مولانا شاہ ہادی بن مولانا احمدی قدس سرہما کے نواسی داماد تھے ) کی صاحب زادی سے ہوئی ہے۔ان سے ایک صاحبزادہ اور دو بچیاں ہیں''۔۔۔(ص: ۱۰۴)

قابل احترام مؤرخ و محقق حکیم مولانا سید شاہ محمد شعیب رضوی نیرؔ کی تحقیق کے مطابق خواجہ محمد خلیل فردوسیؒ، حضرت مخدوم جلال الدین کبیر الاولیاء پانی پتی عثمانی چشتی صابری علیہ الرحمۃ کے خاندان کے ایک مشہور بزرگ تھے اور سملہ کی ممتاز شخصیتوں میں سے تھے۔

حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ کی شادی چھوٹے سرکار حافظ سید شاہ شہاب الدین قادریؒ کی بڑی صاحب زادی اور ہماری پھوپھیری بہن سے ہوئی تھی۔آپؒ نہایت خوش مزاج، خوش طبع اور خوش لباس تھے۔مزاج میں شائستگی کے ساتھ ساتھ کسی حد تک ظرافت بھی موجود تھی۔چنانچہ موقع کی مناسبت کے پیش نظر مجھ سے بھی کبھی کبھی مذاق کرلیا کرتے تھے۔مگر ہمارے

پھوپھیرے بھائی اور اُستاد جناب برہان الدین فاروقی مدظلہ العالی اور اپنے ہم زلف ڈاکٹر نہال صاحب سے بہت خوب مذاق کیا کرتے تھے۔ نہایت اعلی ذوق تھا۔ مذاق میں بھی واقفیت، علم اور برجستگی ہوتی تھی۔ مگر کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ شائستگی کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ مذاق کا ذوق بھی اعلیٰ اور معیاری ہوا کرتا تھا۔ اس اندازِ سخن سے بھی آپ کے ذی علم اور مہذب ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ آپ صاحب اولاد تھے۔ آپؒ کے پسر عالی حضرت مولانا سید شاہ عمید الدین قادری مدظلہ العالی اس وقت درس و تدریس میں مشغول ہیں اور تعلیم و تربیت، علم و عمل، کردار و گفتار اور ادائے سخن میں اپنے والدؒ کے نقش قدم پر ہیں۔ آپ سے ماشااللہ نسل جاری ہے۔ ایک صاحب زادی کی پیدائش کی بھی خبر ہے جس کا انتقال نہایت کمسنی میں ہوگیا تھا۔ واضح ہو کہ چھوٹے سرکار حافظ سید شاہ شہاب الدین قادریؒ بن حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادریؒ کی شادی، صاحب اعیان وطن حکیم مولانا سید شاہ شعیب رضوی نیرؔ کی بڑی بیٹی بی بی نفیسہ قدس سرہا سے ہوئی تھی۔ اس طرح حضرت مولانا سید شاہ حکیم عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سید شاہ حکیم مولانا محمد شعیب رضوی نیرؔ علیہ الرحمۃ کے نواسی داماد تھے۔

حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ کی پرورش و پرداخت اور تعلیم و تربیت خانقاہ کے ماحول اور تاج العارفین پیر مجیب اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے قایم کردہ مدرسہ، مدرسہ مجیبیہ میں ہوئی۔ آپؒ کے والد بزرگوار امیر الشریعہ ثالث حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ نے بیعت، باطنی تعلیم و تربیت، مشق سلوک اور جمیع سلاسل کی خلافت و اجازت اپنے والد قدس سرہ حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادریؒ سے حاصل کی تھی۔ اس کے علاوہ دیگر مرویات اور سلاسل کی اجازت سید احمد سنوسیؒ سے دستیاب ہوئی۔ حضرت مولانا سید شاہ قمر الدینؒ کو کئی مشائخ کے علاوہ اپنے نانا یعنی حضرت حکیم سید شاہ شعیب رضویؒ کے والد محترم حضرت سید شاہ محی الدین رضویؒ سے بھی فردوسیہ، جگجوتیہ، چشتیہ اور آدم صوفیہ وغیرہ سلاسل کی اجازت و خلافت عطا ہوئی تھی۔ جید عالم دین اور عصر حاضر میں محقق جلیل حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری مدظلہ العالی حکیم سید شاہ شعیب رضوی نیرؔ کے خاندان کے بارے میں اپنی کتاب ''خانوادہ سیدہ زینب بنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا'' میں فرماتے ہیں کہ :

> ''مولانا شاہ عبدالحق بن تاج العارفین، کی دو صاجزادیوں کا عقب جاری ہے، ایک کا عقب ملا عبدالعلی بن ملا مبین بن قاضی حیات مزید جعفری زینبی سے جاری ہے۔ دوسری صاحب زادی کا عقب حکیم سید احمد اشرف بن سید شاہ رحیم الدین بن شاہ کریم الدین بن شاہ حفیظ اللہ ابدال سے جاری ہے جو حضرت مخدوم پیر جگجوت کی اولاد میں تھے۔ مولانا حکیم سید محمد شعیب رضوی پھلواروی کا خاندان ان ہی کے اعقاب میں ہے''۔۔۔(ص:۲۱۶)

الغرض حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ کو حصول سلاسل کے سلسلہ میں یہ امتیاز حاصل تھا کہ آپؒ جامع السلاسل تھے۔ اُن کے پاس تقریباً ۴۰ رسے زائد سلاسل کی اجازت و خلافت موجود تھی کیونکہ اُنہیں اپنے بڑے چچا اور پیر و مرشد حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادریؒ کے علاوہ اپنے والد گرامیؒ سے بھی اُن تمام سلاسل کی اجازت و خلافت حاصل تھی جو اُنہوں نے

دیگر مشائخ کے ساتھ ساتھ اپنے نانا حضرت محی الدین رضویؒ سے حاصل کی تھی۔حضرت محی الدین رضویؒ کو بیعت اپنے منجھلے ماموں حضرت مولانا احمد علی ابراہیمؒ بن مولانا احمدیؒ پھلواروی سے تھی اور دیگر سلاسل کی اجازت حضرت فیاض المسلمین مولانا سید شاہ بدرالدین قادریؒ سے بھی تھی۔غرض آپؒ فقر وتصوف، باطنی تعلیم وتربیت، رشد و ہدایت، اخلاق حسنہ، شریعت وطریقت، وجاہت فی الخلق اور درویشانہ زندگی کا مرقع تھے مگر آپؒ نے ہمیشہ اپنے علم کو پوشیدہ رکھا۔شہرت ونام آوری سے کوسوں دور پوری زندگی نہایت سادگی کے ساتھ عجز وانکساری میں گذار ڈالی۔''الفقر فخری'' کی عملی صداقت اور چلتی پھرتی ایک دلکش اور حسین تصویر تھے۔حب رسولؐ اور حب اہل بیتؓ میں سرشار رہتے تھے۔ربیع الاول میں نصف شب کی مجلس میں اپنے والدؒ کی طرح ہی بغیر غسل کبھی شریک نہیں ہوئے، خواہ ٹھنڈک اپنے نقطہ عروج ہی پر کیوں نہ ہو۔آپؒ نے اپنے بڑے چچا اور پیر ومرشد کے علاوہ اپنے والدؒ کے زیر سایہ شریعت وطریقت، علوم باطنی، اذکار واشغال، عبادت الٰہی اور کمال ریاضت میں مشق سلوک کیا۔

آپؒ نے اپنے والد حضرت مولانا سید شاہ قمر الدینؒ کی تمام غیر مطبوعہ تصانیف کو اپنے لائق فرزند حضرت مولانا سید شاہ عمید الدین قادری مدظلہ العالی کی مدد سے زیور طباعت سے آراستہ کرا دیا۔یہ نہایت قیمتی اثاثہ ہے جس سے ملت اسلامیہ مستفیض ہو رہی ہے۔ان معرکۃ الآراء تصانیف میں حلقہ ذکر، کلمات قدسیہ، مکاتیب، النسبۃ الاویسیہ، خطبہ صدارت، کلام، ایصال ثواب، سماع اور اس کی تاریخی اور شرعی بصیرت وغیرہ کافی اہم ہیں۔سجادہ نشیں حضرت مولانا سید شاہ امان اللہ قادری کے نائبین کے سلسلہ میں حضرت مولانا سید شاہ ہلال احمد قادری پھلواروی، اپنی کتاب ''سوانح حضرت مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری پھلواروی قدس سرہ العزیز'' میں فرماتے ہیں :

> ''آپ کے مستقل نائبین آپ کے برادران ذیشان (حضرت مولانا شاہ عون احمد قادری، حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری مدظلہما مولانا شاہ عین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ) تھے، اپنی نیابت میں انہی حضرات کو بیعت وغیرہ کے لئے باہر بھیجتے بعض موقع پر مریدوں کی باطنی تعلیم بھی ان کے سپرد کرتے''۔۔۔(ص:۱۷۱)

خاصان خدا، خدا نہ باشند ۞ لیکن از خدا جدا نہ باشند

حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ امیر شریعت ثالث کے دور میں امارت شرعیہ، پھلواری شریف میں مفتی رہ چکے ہیں۔کئی اہم مسائل پر آپ کے فتاویٰ امارت شرعیہ میں محفوظ ہیں۔آپؒ حکیم بھی تھے۔طبیہ کالج، پٹنہ سے طبابت کی ڈگری حاصل کی تھی اور بڑے مجاہدہ سے حاصل کی تھی۔باضابطہ مطب قائم کیا اور طبابت بھی شروع کی۔آپؒ دست شفا حکیم تھے، دوائیاں، مریضوں کے گھر تک سپلائی ہوا کرتی تھیں۔''پھلواری جنتری'' نکالتے تھے جس میں تیار کردہ دوائیوں کا اشتہار شایع ہوتا تھا۔پھلواری جنتری نکلنا بند ہوگئی۔مطب ختم ہوگیا اور باضابطہ طبابت بھی چھوڑ دی۔یہ کیوں ہوا اور کیسے ہوا؟ اس کا علم نہیں ہے۔

اس حقیر بے مایہ کے والد ماہر علم النسب، جید عالم دین اور اردو اور فارسی زبان وادب کے استاد حضرت مولانا سید شاہ

نسیم قادریؒ، آپؒ کے معاصرین میں سے تھے اور ہم مکتب بھی تھے۔ دونوں نے حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادریؒ کے دست حق پرست پر بیعت کی تھی۔ دونوں نے منجھلے سرکار حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ اور اُن کے بعد حضرت مولانا سید شاہ امان اللہ قادریؒ سے تعلیم وتربیت پائی تھی۔ ہمارے والدؒ کو منجھلے سرکار سے بڑی اُنسیت تھی۔ بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ چنانچہ ان کا زیادہ تر وقت اُنہیں کی کفش برداری میں گزرتا تھا جہاں حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ بھی مسلسل ہمراہ ہوا کرتے تھے۔ ہمارے والدؒ فرماتے تھے کہ ہمارے نانا ابا سید ہاشم سہسرامیؒ نے جب منجھلے سرکار حضرت قمر الدین قادریؒ کی خدمت میں عرض پیش کی کہ حضور! بڑی لڑکی کے لئے منسوب تلاش کر رہا ہوں۔ کامیابی کیے لئے دعا فرمائیے تو آپؒ مراقب ہوئے۔ پھر کچھ دیر کی خموشی کے بعد فرمایا: میں اپنے بھائی کا رشتہ پیش کرتا ہوں۔ قبول کیجئے۔ ہمارے ناناؒ ابا نے فوراً رشتہ قبول کر لیا۔ واضح رہے کہ ہمارے والدؒ اور حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ: دونوں ممیرے پھوپھیرے بھائی تھے۔ حضرتؒ نے ہمارے والدؒ کو بلایا اور فرمایا کہ میں نے تمہارا رشتہ بھائی ہاشم کی بڑی لڑکی سے طے کر دیا ہے۔ والد محترم بہت پریشان ہو گئے کیونکہ ابھی ابھی مدرسہ شمس الہدیٰ، پٹنہ سے فارغ التحصیل ہوئے تھے اور تلاش معاش کے لئے سرگرداں تھے۔ خانگی پریشانیاں بڑھی ہوئی تھیں۔ والد بزرگوار کا سایہ بھی سر سے اُٹھ چکا تھا۔ سامنے تاریکی ہی تاریکی تھی۔ پھر وہ جانتے بھی نہیں تھے کہ بھائی ہاشم کون ہیں۔ حضرتؒ نے فرمایا کہ پریشان نہ ہو! اللہ نے تمہارے لئے اس شادی میں برکت رکھی ہے۔ منجھلے سرکارؒ صاحب تصرف وخرق عادات اور خداداد کشف وکرامات کے حامل بزرگ تھے۔

اولیاء را ہست قدرت از الہ ۞ تیر جستہ باز گر داند زراہ

چنانچہ شادی ہو گئی۔ شادی کے محض چند مہینوں بعد ہی رانچی ضلع اسکول میں باوقار سرکاری نوکری ہو گئی۔ پھر اللہ نے بہت نوازا، ظاہری ثروت سے نوازا، باطنی دولت سے نوازا مگر پھر یوں ہوا کہ ردائے رحمت سر سے ہٹ گئی۔ حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ کا سایہ عاطفت سر سے اُٹھ گیا۔ اضطراب قلب اور ناشکیبائی کے اس عالم میں حضرتؒ کے صاجزادے حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ نے ہی والدؒ کو سہارا دیا۔

ما خواجہ نہ داریم غیر از تو سر پرستے ۞ قربان یک نگاہت چوں فرد صد غلامت

غم زدہ وغمگسار اس راقم بے مایہ، احقر وعاصی نے بھی حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ بستر بشاشت سے بستر علالت تک کا سفر طے کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپؒ بڑے متقی وپرہیز گار، سلیم الطبع اور عبادت گذار تھے۔ اخلاق حمیدہ سے آراستہ نہایت حسین وجمیل تھے۔ پرکشش قد وقامت، بارونق اور بارعب چہرہ، درخشاں وتاباں اور ہر وقت مسکراتا ہوا چہرہ اور چہرہ سے ٹپکتی وجاہت حسن یوسف کا پتہ دیتی تھی! میں جب عہد طفولیت کی منزل سے گذر کر سن بلوغ کو پہنچا تو اکثر وبیشتر آپؒ کی خدمت میں حاضری دیتا۔ ہر بار کی ملاقات ہمارے علم میں اضافہ کرتی۔ قلب کو سکون بخشتی۔ ایک مرتبہ

جب حاضر ہوا تو دیکھا کہ گھر کا ماحول بڑا نا خوشگوار ہے۔آپؒ ایک طالب علم کو ڈانٹ رہے تھے۔ابھی پھیکو! ابھی پھیکو! بہر حال تھوڑی دیر میں حالات معمول پر آگئے۔ پھر اُنہوں نے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ لڑکا پورنیہ کا ہے۔اس کے والد نے اسے ہماری تربیت میں دیا ہے۔میں ہر جمعہ کو ناخن اور بال تراشتا ہوں۔اس نے ایک شیشی میں چوری چھپے ہمارا ناخن اور بال از راہ عقیدت جمع کر لیا۔آج جب مجھے پتہ چلا، تو بس! اب اس کے بعد آپؒ نے عقیدت ومحبت میں غلو اور جہالت کی وجہ سے شرک و بدعت کے موضوع پر مختصر مگر جامع تقریر کی۔ پھر اُس طالب علم سے نہایت شفقت کے ساتھ فرمایا کہ دوبارہ ایسی حرکت نہ کرنا۔ اتنا ہی نہیں۔اپنی حکمت و دانائی کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ تمہاری نگاہ میں ایسا کرنا غلط نہ ہوتا تو تم یہ کام چوری چھپے کیوں کرتے؟ تم نے یہ کام چوری چھپے کیا! اس کا مطلب کہ تم یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ کام غلط ہے! اور بے شک غلط ہے۔آپ نہایت نرم دل تھے اور دلوں کو نرم بنانے کا فن جانتے تھے نیز ہر کام کے لئے حکمت عملی پیش نظر ہوتی تھی۔

اسی طرح میں شادی کے بعد ایک بار جب قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو آپؒ نے پان کا ایک بیڑا اپنے دست مبارک سے بنا کر ہماری طرف بڑھایا اور فرمایا کہ کھائیے! مجھے بھی آپؒ سے بڑی عقیدت ومحبت تھی۔ چنانچہ کچھ انجانی سی ہچکچاہٹ کے بعد میں نے لے لیا اور کھا بھی لیا۔ پھر فرمایا کہ ہاں! مجھے معلوم ہے! آپ پان نہیں کھاتے ہیں۔اچھا ہے! کسی حد تک اچھا ہے۔ ہم اور آپ کے والد نے ایک ساتھ پان کھانا شروع کیا تھا۔یہ دلچسپی رفتہ رفتہ طلب میں تبدیل ہوگئی۔ پھر فرماتے ہیں کہ قدرت کا اصول یہی ہے کہ دلچسپی عادت میں بدلتی ہے، عادت ضرورت میں بدلتی ہے اور ضرورت طلب میں تبدیل ہو جاتی ہے۔اب آگے جو کچھ فرمایا وہ ملاحظہ کیجیے :

”......اور بندہ کی یہی دلچسپی گر گناہ و معصیت میں ہو تو!؟ پھر اس کی طلب کا اندازہ لگا لیجیے۔اور دلچسپی اگر عبادت و ریاضت میں ہو تو!؟ لہٰذا اب اس کی اس طلب خیر کا بھی اندازہ لگا لیجیے۔“ جنت اور جہنم کے مالک حقیقی نے جنت یا جہنم میں جانے کا اختیار آپ کو دیا ہے۔ چنانچہ میں بھی اب آپؒ کے بڑھتے ہوئے اس زور بیان سے کانپ گیا۔ممکن ہے ہمارے چہرہ پر خوف یا مایوسی کے اثرات نمایاں ہوئے ہوں۔فوراً فرماتے ہیں: ”لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا“ پھر اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کی۔ دل کو سکون ہوا۔نہایت عام فہم انداز، سادگی بھرے لہجہ اور محض باتوں باتوں میں گناہوں سے اجتناب، توبہ کی ہدایت اور فرائض کی ادائیگی پر زور ڈالتے ہوئے خشیت الٰہی، رحمت الٰہی، حقوق اللہ، حقوق العباد، اخلاق حسنہ اور عبادت و ریاضت میں اخلاص جیسے موضوعات پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی۔سبحان اللہ! اللہ اکبر! زبان اولیاء اللہ میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔مجھے زندگی میں پہلی مرتبہ یہ احساس ہوا کہ صوفیائے کرام کی طرز تبلیغ میں تعلیم ظاہری اور تربیت باطنی اور علم سفینہ کے ساتھ ساتھ علم سینہ کا کیا مقام ہے! یہ بھی احساس ہوا کہ صوفیائے کرام کی رُشد و ہدایت آخر کیوں اس قدر سحر انگیز ہوا کرتی ہے! دلکش اور دل پذیر ہوا کرتی ہے! اس بات کا بھی اندازہ ہوا کہ آخر! کیوں لوگ خود بخود کشاں کشاں، خانقاہ مجیبیہ، پھلواری شریف کی جانب چلے آتے

ہیں اور بزرگان پھلواری سے فیوض و برکات کی طلب رکھتے ہیں۔افسوس صد افسوس! آپ کی رحلت سے اب ایک سناٹا سا چھایا ہوا ہے۔وابستگان درمجیبی نہایت صدمہ میں ہیں کہ وہ: جو ایک بزرگ،عارف کامل، درویش خدا رسیدہ اور صاحب تصرفات و کرامات تھے،آج ہمیں اپنی حالت زار پر چھوڑ کر اس دار فانی سے رخصت ہو گئے!

اے صاحب کرامت شکرانۂ سلامت ۞ روزے تفقدے کن درویش بے نوارا

## حواشی :

(۱) حضرت سید شاہ عمید الدین قادری مدظلہ العالی بن حضرت سید شاہ عماد الدین قادریؒ سے دستیاب اطلاعات و بیانات۔

(۲) اعیان وطن: حکیم مولانا سید شاہ محمد شعیب رضوی نیر پھلورویؒ۔

(۳) نغمات الانس فی مجالس القدس: شاہ ہلال احمد قادری۔

(۴) سوانح حضرت مولانا سید شاہ امان اللہ قادری پھلواروی قدس سرہ العزیز: شاہ ہلال احمد قادری۔

(۵) خانوادۂ سیدہ زینب بنت فاطمۃ الزہراؓ: شاہ ہلال احمد قادری۔

(۶) سہ ماہی المجیب (خصوصی شمارہ) ماہ جنوری تا دسمبر ۲۰۱۳ء، مدیر: ڈاکٹر شاہ فتح اللہ قادری۔

(۷) صحیفۂ امان، مرتب: ڈاکٹر شاہ فتح اللہ قادری۔

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊


## ضروری اعلان

مدت خریداری معلوم کرنے کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ آپ کے نام و پتہ کے اوپر جہاں مثلاً 2730/08(Upto Dec. 2017) لکھا رہے،اس کا مطلب ہے کہ آپ کا خریداری نمبر 2730/08 ہے اور Upto Dec. 2017 کا مطلب ہے کہ آپ کی مدت خریداری دسمبر ۲۰۱۷ء میں ختم ہوگئی ہے،آپ کے ذمہ ۲۰۱۸ء کا زرتعاون باقی ہے۔

لہٰذا رقم بھیجتے وقت اپنا خریداری نمبر اور پورا پتہ لکھنا نہ بھولیں۔جو حضرات چیک یا ڈرافٹ کی شکل میں رقم بھیجنا چاہیں — تو اس پر صرف "Darul Esha'at" تحریر کریں۔

A/c No. : 1271488319, A/c Name : DARUL ESHA'AT

IFSC Code : CBIN-0282779

Central Bank of India, Branch: Anisabad, Patna-800002 (Bihar)

Tel : (0612) 2250238

— سرکولیشن منیجر

# حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادری مجیبیؒ بحیثیت طبیب حاذق

● پروفیسر ڈاکٹر سید فضل اللہ قادری ـــــ محلہ ملکیانہ، پھلواری شریف پٹنہ

سرزمین عظیم آباد میں پھلواری شریف بھی اطباء کی جگہ رہی ہے اور ماضی میں یہاں نامی گرامی طبیب ہوئے ہیں، ہمارے اس دور میں حضرت مولانا شاہ حکیم عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ پھلواری شریف کے اطباء میں قابل ذکر ہیں، انہوں نے مختصر وقت کے لئے ہی سہی طبابت بھی شروع کی اور دواسازی کا عمل بھی کیا۔

آپکی تاریخ ولادت ۱۱ر جمادی الاول ۱۳۴۷ھ ہے ۔آپ حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادری پھلواروی قدس سرہٗ امیر شریعت ثالث صوبہ بہار واڑیسہ کے نورنظر تھے ۔آپ صوبہ بہار کے مشہور مردم خیز قصبہ پھلواری شریف کے رہنے والے تھے اور آپ کا نسبی تعلق مشہور دینی وعلمی خانوادۂ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف سے تھا۔آپ نے درسیات کی تکمیل اپنے عم محترم حضرت مولانا سید شاہ نظام الدین قادری پھلواروی ؒ وحضرت مولانا سید شاہ امان اللہ قادری پھلواروی ؒ زیب سجادہ خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف اور حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری مجیبی ؒ سے کی۔آپ فطرتاً نہایت ذہین وطباع واقع ہوئے تھے جس کا اندازہ یوں کیا جاسکتا ہے کہ کم عمری ہی میں آپ نے اردو، فارسی کی اتنی تعلیم حاصل کرلی تھی کہ میزان الصرف کی ابتداء ہوگئی تھی ۔اور یہ سب کچھ والد بزرگوار اور خانقاہ مجیبیہ کے بزرگوں کی سرپرستی میں ہوتا رہا۔درس نظامی کی تکمیل کے بعد طبی تعلیم کے لئے بہار کے مایہ ناز گورنمنٹ طبیہ کالج میں داخلہ لیا اور علمی وعملی تعلیم کی تکمیل کی ۔ ۱۹۶۲ میں سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ نے مطب کی ابتداء کی اور اپنے مشاہدات وتجربات کو بروئے کار لاکر مریضوں کی مسیحائی کے فرائض انجام دینے شروع کئے ۔

حضرت حکیم سید شاہ عماد الدین قادری مجیبی ؒ صاحب کا رہن سہن نہایت سادہ رہا۔آپ کی ذات گرامی اسلامی زندگی کا ایک مکمل نمونہ رہی، آپ کا علم وفضل، زہد وتورع ،تقویٰ وطہارت ،صبر وتحمل اپنی مثال آپ ہے ۔آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند رہے ۔

نماز پابندی کے ساتھ وقت مقررہ پر ادا کرتے رہے۔اتباع قرآن وسنت اور پابندی شریعت میں بھی نمایاں مقام حاصل رہا ہے۔لیکن شہرت ونام ونمود کے سخت مخالف رہے۔بہت خاموشی کے ساتھ حیات مستعار کو بسر کرتے رہے اور ایک روز اسی حالت میں مالک حقیقی کے دربار میں حاضر ہو گئے۔(انا للہ وانا الیہ راجعون)۔انہی مشاغل کی وجہ سے مطب کی طرف کم ہی توجہ فرماتے تھے۔اگر مطب کی جانب توجہ فرماتے تو یقیناً طبیب حاذق کے درجہ کمال کو پا لیتے۔حالانکہ آپ کا مطب مرجع خلائق بن رہا تھا۔اور جتنے عرصہ تک خلق اللہ کی معالجاتی ضرورتوں کو پورا کیا وہ کامیاب تھا۔کاش حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ خلق اللہ کی جانب بھی پوری معالجاتی توجہ دی ہوتی تو اعلیٰ درجہ کے طبیب ہونے کے ساتھ ماہرین کے صف میں شامل ہو جاتے۔لیکن حقوق اللہ کی ادائیگی میں وہ لذت ملی کہ اسی کے ہو کر رہ گئے۔لیکن اپنے متعلقین ومعتقدین کو وعظ ونصیحت میں علم کے ساتھ عمل کی خاص ہدایت فرماتے رہے۔ایک دن دوران گفتگو مجھ کو بھی یہ نصیحت فرمائی کہ مریضوں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور تشخیص و تجویز نسخہ میں مرض کے اسباب، علامات اور اصول علاج کو ضرور مدنظر رکھیں۔آپ نے اپنی تحریر کا میدان فقہ اسلامی کو بنایا، فقہ کی کتابوں پر آپ کی بڑی عمیق نظر تھی۔آپ کے فتاویٰ ماہنامہ ''المجیب'' خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں شائع ہوئے ہیں۔

ایک ایسی شخصیت کو نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کی دعوت ملی ہے جس کی تعمیل میرے لئے باعث سعادت ہے۔یہ ایک ایسی خاموش شخصیت جو گوناگوں صفات کے حامل تھیں۔خانقاہ مجیبیہ کے بزرگوں کا آخری ستون تھا۔جو مالک حقیقی سے جا ملا۔اس شخصیت نے اپنی علمی بصیرت سے بہت سے ویرانوں کو رشد وہدایت سے منور کیا اور مسلسل ذہنی وجسمانی وروحانی ریاضت کے نتیجے میں میدان تصوف میں اپنا ایک الگ ہی مقام بنایا۔جس کی تفصیل میں جانے کی چنداں ضرورت نہیں کیوں کہ وہ سب کے سامنے ہے۔بقول عاصم سلمہ (ان کے پوتے) سیمانچل کا علاقہ آپ کا میدان عمل رہا ہے۔موصوف کی علمی و ذہنی بصیرت کہیں ان کو عارف باللہ کی شکل میں پیش کرتی نظر آتی ہے تو کہیں وہ عمل اور پیہم عمل کی تصویر میں دیکھائی پڑتے ہیں اور یہ سب کچھ ان کو ان کی ریاضت، تقویٰ للہیت، خدا ترسی اور عند اللہ جواب دہی اور خانقاہی معمولات پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے اور اللہ کی عنایت سے حاصل ہوا۔

## معمولات زندگی :

آخری شب میں بیداری، تہجد ونماز فجر اور ذکر واذکار کی مشغولیت سے ہی شروع ہوتی تھی۔لیکن ایک خاص چیز جو آپ کی زندگی میں موجود تھی وہ بحیثیت حکیم ہونے کے اپنی طرز زندگی کو اسباب ستہ ضروریہ کے اصولوں کے زیر اثر گذارتے رہے۔حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائیگی کا ہمیشہ خیال رکھا۔

آپ نے دوا سازی کی صف میں بھی اپنا شمار کرایا اور اپنا دواخانہ کے نام سے دوا سازی شروع کی۔سرمہ مجیبی،

ورمول ملین،ضماد اشق ،برقی سفوف ،جوانی ،خاک پاک ،معجون مقوی رحم وغیرہ دوائیں منظر شہود پر لائے اوران مرکبات سے معالجاتی ضرورتیں پوری کرتے رہے اورایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ نے اسکو اشتہاری دواؤں کی صف میں لاکر افادہ عام بنانے کی کوشش کی آپ کو کامیابی بھی حاصل ہوئی۔

فن طب میں علم الادویہ خصوصاًدواسازی سے متعلق علم وتجربہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔علم طب کا مقصد اصلاح بدن ہے ۔جس کا حصول بڑی حد تک ادویہ کے ذریعہ ممکن ہے ۔دواسازی کے اس فن کی نزاکتوں اور باریکیوں کا علم ہونا بہت ضروری ہے ۔آپ چونکہ فارغ الطب اورسند یافتہ طبیب تھے آپ نے درسیات میں اس موضوع کو پڑھا تھا لہٰذا دواسازی کے انہیں اصولوں وضابطوں اورقرابادینی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے چند مرکبات بنائے ۔جن میں سے چند قوامی اورغیر قوامی مرکبات کا ذکر ’’پھلواری جنتری ‘‘کے حوالے سے حسب ذیل ہے :

## سرمہ مجیبی :

خاک ہوں پرتو تیا ہوں چشم مہر وماہ کا
آنکھ والا رتبہ جانے مجھ غبار راہ کا

آنکھ قدرت کا وہ بیش بہا عطیہ ہے جس کی حفاظت ہر عقلمند آدمی کا فرض ہے آنکھوں کی حفاظت کے لئے ایک عرصہ سے سرموں کا رواج ہے اور ہر مہذب گھرانے میں اس کا استعمال ہوتا ہے باوجود اس کے اکثر اشخاص سرموں کے استعمال سے بجائے فائدہ کے نقصان بھی اٹھاتے ہیں اس کا صرف ایک ہی سبب ہے ملکے بازاری تیارشدہ سرمہ جات استعمال کئے جاتے ہیں جو بغیر کسی اصول کے انتہائی بداحتیاطی سے تیار ہوتے ہیں ۔ہمارا تیار کردہ سرمہ نہایت احتیاط اورخاص الخاص نسخہ سے بنایا جاتا ہے ۔جو آنکھوں کے تمام امراض ضعف بصر، جالا ، پھولا ، ناخونہ،خارش وغیرہ کو دفع کرتا ہے ۔نیز ہمیشہ استعمال سے موتیابند سے محفوظ رکھتا ہے۔آج ہی سے اس لاجواب سرمہ کا استعمال شروع کردیجئے ۔

## پھلواری ہیرآئیل :

سر برفلک دماغ نہ ہو کیوں نسیم کا
جوڑا کھلا ہے گیسوئے عنبر شمیم کا

یونانی جڑی بوٹیوں سے سائنٹفک اصول پر بنایا گیاہے،بالوں کو بڑھاتا ہے،دماغ کو ٹھنڈک پہنچاتا ہے،بینائی کو جلا دیتا ہے،سرکی خشکی دورکرتا ہے،نیندلاتا ہے اور بالوں کو گرنے سے روکتا ہے،مقوی دماغ اورخوشبودار تیل،دماغی کام کرنے والوں کے لئے نہایت مفید ہے۔

## پھلواری منجن :

دانت یوں چمکے ہنسی میں رات اس ماہ پارہ کے
میں نے جانا ماہ تاباں پارہ پارہ ہوگیا

خوشبودار، دل پسند اور مرغوب الطبع پاؤڈر ہے، تمام امراض دندان میں مفید، منہ کا تعفن دور کرکے دانتوں کو موتیوں کی طرح جلادار بناتا ہے اور مسکراہٹ میں کشش پیدا کرتا ہے۔

## پھلواری جوشاندہ :

جوشاندہ کا یہ نسخہ قدیم مشہور نسخے کے مطابق ہے اور اس میں دو ایک ایسی دیسی جڑی بوٹیاں بھی شامل کردی گئی ہیں جس نے اس کے افادیت کو بڑھادیا ہے۔ یہ جوشاندہ نزلہ، زکام اور انفلوئنزا کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

## نعناعی :

ع معدہ ہو گر خراب تو پیپر منٹ کیا کرے

مگر نعناعی کھاد اور بناوٹی گھی کے جملہ نقصانات کا تریاق ہے۔ ہیضہ کے ابتدائی دور میں مفید، اس کے علاوہ یوں بھی ہاضم طعام، درد معدہ، فساد ریاح واصلاح جگر اور تبخیر روکنے کے لئے نعناعی ایک انمول چورن ہے۔

## مفرح بے نظیر :

اختلاج قلب، دھڑکن، وحشت، تپاک کے مریضوں کو مژدہ ہو کہ اس مفرح سے جلد اختلاج سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ حتی کہ مالیخولیا، وسواس کے مریضوں کو خاطر خواہ فائدہ ہوتا ہے۔

## شربت مقوی دماغ :

یہ شربت صحیح معنوں میں مایوس مریضوں کے لئے اکسیر اعظم ہے اس شربت کی خصوصیت یہ ہے کہ اندرونی طور پر مضمحل اعضاء رئیسہ اور اعصاب کو قوت پہنچا کر ان کے فعل کو درست کرتا ہے اور ضائع شدہ قوت کو بحال کرکے زندگی کو پر کیف اور پر بہار بناتا ہے۔

## اکسیر دماغ :

دماغ کو قوت بخشتا، آنکھوں کی روشنی کو قائم رکھتا، نزلہ اور دردسر، کمزوری دماغ، نسیان وغیرہ کے لئے مفید، دماغی کام کرنے والوں کے لئے اکسیر، استعمال کرکے فائدہ حاصل کریں۔

## شربت مقوی دماغ :

نہایت خوش ذائقہ ہے۔ پیاس کو بجھاتا ہے،مقوی دماغ ہے۔حافظہ بڑھاتا ہے۔خشکی دور کرتا ہے اور تمام اعضاء کو قوت دیتا ہے۔

## نورفشاں :

یہ سرمہ آنکھوں میں ٹھنڈک پیدا کرتا ہے،بصارت کی تقویت وحفاظت کے علاوہ آنکھوں کے حسن کو دوبالا کرتا ہے۔

## شربت حمیٰ :

ہر قسم کا بخار، انفلوئنزہ، ملیریا، موسمی یا میعادی بخار یا جس قسم کا بخار ہو اس کا دشمن شربت حمی ہے۔کھانسی، نزلہ زکام میں بھی مفید ہے۔پہلی ہی خوراک میں فائدہ محسوس کریں۔

## عرق درویشی :

یہ عرق معدہ کی کل بیماریوں کے لئے بے حد مفید ہے ان تمام اوصاف کے ساتھ ساتھ مدربھی ہے۔اگر استنجا میں تکلیف ہو قطرہ قطرہ پیشاب آتا ہو تو اس سے استنجا کھل کر آجاتا ہے۔درد گردہ اور عظم طحال میں بھی مفید ہے،خوش مزہ اور خوشگوار عرق ہے۔اس عرق کا ہر گھر میں رہنا نہایت مفید ہے۔

## عرق مصفی :

یہ عرق مصفی خون، پھوڑے پھنسی، کھجلی، داد، خرابی خون اور دیگر جلدی امراض کو دور کرتا ہے،تازہ خون پیدا کرتا ہے، بچوں اور بڑوں کو یکساں مفید،کم ازکم تین بوتل کا استعمال ضروری ہے۔

## دینائی :

یہ مرہم داد، دینائی کے لئے بہت مفید ہے اس کے استعمال سے دینائی جلد صاف ہوجاتی ہے اگر آپ کو یہ مرض ہے فوراً استعمال شروع کریں۔

## کف کاٹ :

کھانسی کی مشہور اور مروج تمام دواؤں میں لاجواب اور بے نظیر کف کاٹ ہے۔ایک گولی منہ میں رکھیں اور اللہ کی عنایت کی ہوئی تاثیر کا معائنہ کریں۔

## درمول :

یہ شربت اعلیٰ درجہ کا محلل اورام ہے۔تمام ادویات سے سبقت لے گیا ہے۔ہر قسم کے باطنی اورام اس سے جلد تحلیل ہوجاتے ہیں ورم جگر، استسقا، یرقان، ورم رحم وغیرہ اس سے جلد دور ہوجاتے ہیں ملیریا قسم کے بخار میں بھی مفید ہے۔

## ملین :

قبض دور کرنے کے لئے عجیب شے ہے۔ایک گولی شب کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔

## ضماداشق :

ہرقسم کے ورم کو جلد تحلیل کرنے میں اکسیر ہے۔

## پھلواری صابن :

فاغسلوا وجوھکم وایدیکم نماز،روزہ،عبادات وطاعات ان سب کی قبولیت طہارت پر موقوف ہے،عام طور پر صابن جن اشیاء سے تیار ہوتے ہیں ان کا طاہر ہونا مشتبہ ہے اس لئے پھلواری صابن پاک وطاہر اشیا اور یونانی ادویات سے مرکب کر کے تیار کیا گیا ہے تمام جلدی امراض کو دور کرنا، جلد کو پاک وصاف کر کے ملائم رکھنا،اصلی رنگ نکھارنا،جسم کو خوشبو سے معطر کرنا اس کا اصلی جوہر ہے۔

## منامگن :

یہ عرق بچوں کو طاقت دیتا اور نشوونما میں معاون ہوتا ہے۔ہرے پیلے دستوں کو دور کرتا ہے اور دانت بآسانی نکلتا ہے۔

## برقی سفوف :

یہ سفوف طاقت مردمی کی بے مثال ٹانک ہے۔ضعف اور کمزوری کو دور کر کے بوڑھوں میں جوانوں کی سی امنگ اور مردمی پیدا کرتا ہے اور جوانوں کا کہنا ہی نہیں اگر وہ چالیس روز مسلسل استعمال کریں تو ممکن ہے کہ ضرورت پیدا ہو جائے زیادہ کہنا نہیں۔اس کی تعریف اس سے زیادہ ہے۔ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

## جوانی :

قوت باہ کو ترقی دیتا ہے،اعصاب کو مضبوط بناتا ہے،دل ودماغ کو قوت پہنچاتا ہے،گردوں کو قوی کرتا ہے۔مادہ تولید کو کثرت سے پیدا کرتا ہے،رنگ نکھارتا ہے اور کمزوری کو زائل کرتا ہے تفریح اور شادمانی بخشتا ہے۔قوت بڑھانے میں عجیب الاثر ہے۔

## خاک پاک :

عموماً ہندوستانی عورتیں مختلف اور سخت تکلیف دینے والی بیماریوں کا شکار بنتی رہتی ہیں۔سو میں دو چار ہی ایسی خوش نصیب ہوں گی جو بالکل تندرست رہنے پر فخر کرسکیں۔بیماری بھی ایسی کہ محرم راز سے بھی بیان کرنے میں شرم مانع ہو۔یہی وجہ

ہے کہ اکثر عورتیں نا معلوم مرض میں مبتلا ہو کر اپنی عزیز جان سے ہاتھ دھو بیٹھتی ہیں۔رحمی بیماریوں کے لئے خصوصاً سیلان الرحم میں بے حد مفید ہے۔

## معجون مقوی رحم :

اگر کسی عارضہ کے سبب سے رحم کمزور ہو گئے ہوں، حمل جلد نقصان ہو جاتا ہو، پورا زمانہ ختم نہ ہو سکتا ہو تو اس معجون کا استعمال ضرور کریں۔سیلان الرحم اور کثرت طمث میں بھی مفید ہے۔

آپ مریضوں کو نہایت توجہ اور غور سے ملاحظہ فرما کر کامل تشخیص کے بعد نسخہ تجویز فرماتے تھے۔جس سے آئے ہوئے مریضوں کو صحت کلی حاصل ہوتی رہی۔مذکورہ تمام مرکبات آپ کا مجرب ہے۔گو کہ اب یہ مرکبات مارکیٹ میں موجود نہیں ہیں مگر بیاض عمادی میں موجود ہیں۔

خانقاہ مجیبیہ کے حکماء نے جو طب یونانی کی ترویج و بقاو علاج و معالجہ کی جو خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عطا فرمائے اور ان کی ان خدمات جلیلہ کے بدولت طب یونانی کے روشن مستقبل کو استحکام بخشے——(آمین)

✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻


## برائے مضمون نگار حضرات

- مجلہ ''المجیب'' کیلئے جو بھی مضامین ارسال کریں وہ خالص المجیب کے لئے ہو تا کہ مجلے کا معیار برقرار رہ سکے۔
- مضامین کمپوز کرا کر ارسال کریں۔
- مضمون کے پہلے یا آخری صفحہ پر اپنا پورا نام و پتہ ضرور لکھیں۔
- مضامین بھیجتے وقت اس کی نقل اپنے پاس رکھیں۔مضامین گم ہونے کی صورت میں ادارے پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔

سرکولیشن منیجر

# حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادریؒ
# دورِ حاضر کی اہم شخصیت

● رشید اختر مجیبی ـــــ گوموہ، دھنباد (جھارکھنڈ)

باسمہ حامداً و مصلیاً

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝٢٦ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝٢٧ سال گذشتہ کے چند مہینوں سے اکابرین کی رحلت کا سلسلہ جاری ہے، یکے بعد دیگرے علم وعمل کے آفتاب غروب ہو رہے ہیں اور اپنی جدائی کے داغ سے دل وجان کو بے قرار کئے جا رہے ہیں گذشتہ دنوں خانوادۂ مجیبیہ کا ایک روشن اور معتبر چراغ بجھ گیا، حضرت مولانا حکیم سید شاہ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے تشنگان سلوک ایک آبشار سے محروم ہو گئے۔ حضرت محی الملۃ مولانا سید شاہ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست استفادہ کرنے والے عزیزان کی وہ آخری کڑی ٹوٹ گئی جو تابناک ماضی کی گواہ اور تا حال ان روایتوں سے منسلک تھی، حضرت شاہ عماد الدینؒ کی ذات گرامی کو خانقاہ مجیبی میں ایک ستون کی حیثیت حاصل رہی ہے۔

مولانا شاہ عماد الدین رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ہم عصر عم زاد حضرت مولانا شاہ عین احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ حضور سیدی امان المستجیرین مولانا سید شاہ امان اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے دست راست رہے ہیں، گرچہ حضرت شاہ عین احمد صاحب کی عمر نے وفا نہ کی اور اپنی زندگی کے درمیانی وقفہ میں ہی اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر دی، حضرت شیخؒ غم واندوہ میں ڈوب گئے، ایک خط میں لکھتے ہیں :

''میرے قوت بازو عین احمد کا انتقال ہو گیا''۔

اس حادثۂ جانکاہ نے شاہ عماد الدین قادریؒ کی ذمہ داریاں بڑھا دیں، گرچہ تعلیم وتعلم کا سلسلہ تکمیل کے مراحل میں تھا، طب کی آخری کتاب ''قانون'' کا مطالعاتی دور ہو رہا تھا۔ اس کے ساتھ بزرگوں کی خدمت گزاری بھی شامل تھی۔

بوریائے بوذرؓ اور سریر سلیمان کو یکساں سمجھنے والے خانقاہ مجیبیہ کی ایک بڑی خدمت اور اہم ذمہ داری آثار شریف کے تعلق سے ہے، اس کی فکر ہمہ وقت ذہن میں چھائی رہتی ہے، ہم جس میں بس رہے ہیں، وہ دنیا تم ہی تو ہو' یعنی ہر مہینہ کی گیارہ تاریخ کو موئے مبارک شریف کی عام زیارت کا اہتمام ایک غیر معمولی پاکیزہ عمل ہے جس کے ہر پہلو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو، پاکیزگی اور نفاست جھلکتی ہے، حجرۂ مبارک سے آثار شریف کو اپنے مقرر مقام تک لانا اتنا کٹھن مرحلہ نہیں ہے جتنا اس کی فکر کہ بار امانت سے پایۂ ثبات میں کہیں لغزش نہ آجائے۔ اس اہم ذمہ داری کو درجہ بدرجہ اکابرین سنبھالتے رہے ہیں، حضرت شاہ عماد الدینؒ کے ذمہ بھی یہ اہم خدمت شامل رہی جو بعد کے دور میں بالترتیب نوجوان عزیزان کے سپرد ہوتی رہی۔

اپنے والد ماجد حضرت قمر طلعت مولانا شاہ قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے سفر حج میں مولانا شاہ عماد الدین صاحبؒ بھی شریک تھے، اس وقت ان کی عمر بہت کم اور بچپن کا زمانہ رہا ہوگا لیکن آپ کا دوسرا حج ۱۹۶۵ء میں ہوا، خوش قسمتی سے آپ کے اس مبارک سفر میں ہمارے والد ماجد مولوی حافظ خلیل احمد قادری مرحوم ومغفور بھی شریک رہے، انہوں نے اس سفر باسعادت کے احوال کچھ اس طرح بیان فرمائے: حضرت امان المستجیرین مولانا سید شاہ امان اللہ قادریؒ نے والد صاحب سے دریافت کیا کہ کیا ارادہ ہے عماد الدین اس سال حج کے لیے جارہے ہیں۔

والد صاحب کہتے کہ یہ سن کر دل تڑپ اٹھا پیر ومرشد کی دعا رب العالمین نے سن لی، میری تو قسمت جاگ اٹھی، تجلی گاہ رب العالمین کا ارادہ اس پر مستزاد یہ کہ خانوادۂ مجیبی کی اہم شخصیت کی معیت میں یہ مبارک سفر شروع ہوا، جن کے نوازش، الطاف وعنایات کے لئے اپنی قسمت پر ناز کرتا رہا، طواف وحج وزیارت کے بعد مدینۃ النبی کے لئے روانگی ہوئی ع

مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ

پھر کیا تھا قسمت پلٹ گئی، دنیا بدل گئی، ایک ادنی انسان ایک عظیم الشان، پرتو نور، آبگینہ سے بھی زیادہ نازک بارگاہ اور استعانت کے حقیقی مرکز ومحور پر حاضر ہے، ذات وکائنات سے بے نیاز، پورا وجود ایک سرگوشی کے ساتھ شاہ عماد الدینؒ کے پس پشت یہ حقیر بھی ایستادہ رہا، دل کانپ رہا تھا اور زیر لب بے ساختہ "نگاہ یا رسول اللہ نگاہے" کے الفاظ تھے۔

خانوادۂ مجیبی کے اکابر واسلاف کی مشک بار تربیت روح وروحانیت، اصلاح باطن، اذکار ومجاہدات، افکار وتخیلات، سادگی وقناعت، شرافت نفس اور تواضع وللہیت کی نورانیت اظہر من الشمس ہے، متبسم چہرہ لب خاموش مگر متحرک یہ اعلیٰ صفات کی شناخت ہے، رہ گزاران پھلواری کا جن کی اعلیٰ نسبت ہیں حضرت پیر مجیبؒ: کوئی ادارہ ہو، خانقاہ ہو یا علم وعرفان کا سبزہ زار، کبھی خزاں رسیدہ یا زوال پذیر نہیں ہوا، در ودیوار پر یاس اور تشنگی کا سایہ منڈلاتا ضرور ہے، لیکن دوامی سلسلہ للہیت اور عشق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت لہلہا اٹھتا ہے، کچھ ایسا ہی نمونہ دور امان المستجیرین کے چالیس سالہ مدت سجادگی میں دیکھنے کو ملتا ہے، جہاں ہزاروں تشنگان علم ومعرفت نے اپنی پیاس بجھائی اور اس دور بہاراں میں ان کے شریک حال رہے، برادران

ذیشان سیدی ومولائی حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادریؒ اور حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ ۔خانقاہ داری کی بڑی ذمہ داریاں دارالعلوم کے سینئر طلبا کے اسباق، دارالقضا کی مشغولیت کے ساتھ ملک و بیرون ملک کے اسفار میں مولانا شاہ عون احمد قادریؒ اس قدر منہمک ہوئے کہ بچاس سالوں میں دوسری طرف توجہ دینے کی مہلت نہ تھی حضرت صاحب سجادہ کے دست راست مولانا حکیم سید شاہ عماد الدینؒ خانقاہ، مدرسہ اور متوسلین کے اسباق سلوک وتعلیم کے ساتھ فن طبابت کی مشغولیت میں ہمہ وقت مصروف رہے، مشغولیت بڑھتی رہی اور طبابت کو ادھورا چھوڑ دیا گیا، بیرونی سفر پر کم ہی جاتے لیکن اب بالکل بند ہوگیا، آستانہ بنارس عرس میں ضرور جانا ہوتا اور اکثر شب پندرہ میں شرکت کے بعد واپس آجاتے، یہ تردد حائل رہتا کہ جناب حضور مدظلہ العالی اکیلے ہیں، نماز کون پڑھائے گا؟ خصوصاً نماز جمعہ۔امریکہ میں علاج سے واپسی کے بعد حضور پیر و مرشد قدس سرہٗ کی طبیعت سنبھل نہیں پائی، اکثر قلب کا دورہ پڑتا یہاں تک کہ رحلت کا وقت موعود آپہونچا اور بعد نماز جمعہ تدفین عمل میں آئی، مولانا حکیم شاہ عماد الدینؒ جن کو حضور امان المستجیرین رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جمعہ کی جماعت کی فکر لگی رہتی تھی، انہوں نے ہی نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔

حضرت مولانا سید شاہ رضوان اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے عہد سجادگی میں حضرت شاہ عماد الدینؒ کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ گئیں، گرچہ ان کی طبیعت اب ٹھیک نہیں رہتی تھی اور اپنی عمر کے ڈھلان پر آگئے تھے، لیکن جب بھی یاد کیا جاتا فوراً حاضر ہوجاتے خصوصاً حضور رضوان اللہ صاحب کی شدید علالت کے زمانہ میں آپ بہت پریشان رہنے لگے۔

یہ وہ زمانہ ہے جب تقریباً تمام پرانے چراغ گل ہوگئے تھے، شجر سایہ دار مرجھا چکے تھے اور شگفتہ پھول کمہلا ئے گئے تھے، صرف ایک اہم شخصیت حضرت شاہ عماد الدین قادریؒ کی موجود تھی جو خود چراغ سحری کے مانند تھے تاہم ان کے دل کی دھڑکنیں، ان کی ہر سانس اور ان کی آہِ سحر گاہی کا مرکز ومحور میر کارواں کا تحفظ تھا، الحمدللہ جناب حضور مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی کی جانشینی اور رسم سجادگی کی مجلس میں جناب مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ اپنے پیرانہ سالی کے باوجود بہ نفس نفیس صدر الصدور کی حیثیت سے شریک ہوئے اور گل نو دمیدہ صاحب سجادہ کے تابناک اور روشن مستقبل کے لئے جی بھر کے دعائیں کیں۔عمر کے آخری سالوں میں شاداں فرحاں رہے، یہاں تک کہ وقت موعود آپہنچا — اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴿۱۵۶﴾

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# وہ تنہا خاکساری تھی

● رضوان اللہ آروی

''حاجی ماموں سے بات کر کے دیکھتا ہوں''—— ''حاجی ماموں سے مشورہ کروں گا''—— ''حاجی ماموں کہیں باہر تشریف لے گئے ہیں، ان کی واپسی کے بعد بات ہوگی۔''

کتنے ماہ وسال وقت کی گرد میں گم ہوئے، یاد نہیں۔ برگ و بار کے کتنے موسم خیال وخواب ہوئے، یہ بھی یاد نہیں۔ لیکن عارف باللہ حضرت مولانا سید شاہ محمد رضوان اللہ قادری قدس سرہ کے یہ جملے آج بھی میری سماعتوں سے گذر کر دل کی گہرائیوں میں اترتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ وہ اکثر اس قسم کے جملے مجھ سے یا کسی اور سے اُس وقت فرماتے جب اُن کا کوئی ذاتی مسئلہ یا پھر خانقاہ کا کوئی اہم مسئلہ درپیش ہوتا۔ یہ جملے ادا کرتے وقت اُن کے لب و لہجے میں احترام کے ساتھ بے پناہ اعتماد کی جو جھلک نظر آتی تھی، اُس نے میری نگاہ میں حضرت مولانا سید شاہ عماد الدّین قادری قدس سرہ کی ذات اقدس کو نہایت معزز اور محترم بنا دیا تھا کہ ''حاجی ماموں'' سے مراد اُن ہی کی ذات گرامی تھی۔

دو چار برس کی بات نہیں، رُبع صدی کا قصّہ ہے جب حضرت مولانا سید شاہ عماد الدّین قادری قدس سرہ سے اولین ملاقات کا شرف حاصل ہوا تھا۔ آنکھوں کے لئے ساعت دیدار عجب تھی۔ لبوں پر تبسم، نگاہوں میں شفقت، شگفتہ وشاداب نورانی چہرہ، ایثار کا پیکر اور سب سے بڑھ کر خاکساری۔ تنہا خاکساری۔ وہ تنہا خاکساری تھی نبھایا عمر بھر جس کو۔ جی ہاں عمر بھر۔ اس لئے کہ وقت بدلا، حالات بدلے، تقریباً تین دہائیاں گذر گئیں۔ لیکن عماد الدّین بابوؒ کبھی نہیں بدلے۔ نہ صوری طور پر نہ معنوی طور پر۔ سدا بے نقش اور بے نشان۔ نہ کوئی نقش تھا میرا نہ کچھ نشان مرا۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد رضوان اللہ قادری قدس سرہ کی نگاہ میں حضرت شاہ عماد الدّین قادری قدس سرہ کی ذات گرامی ایقان واعتماد کا مظہر کامل تھی تو یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی کہ آپ اُن سے عمر میں بھی چھوٹے تھے اور رشتے میں بھی۔ لیکن بڑی بات تو یہ ہے کہ آپ کے والد محترم اور خود عماد الدّین بابوؒ کے استاد گرامی حضرت مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ بھی

اہم امور میں آپ سے مشورہ لینا اور آپ کو اعتماد میں لینا کبھی نہیں بھولتے تھے۔ آپ کے نزدیک حضرت شاہ عماد الدّین قادریؒ کس قدر محبوب تھے اور شاگرد ہونے کے باوجود آپ کی نگاہ میں اُن کا کیا مقام ومرتبہ تھا، یہ سرنہاں فاش ہوا آپ کے وصال کے بعد، جب آپ کی وصیت کے مطابق حضرت شاہ عماد الدّین قادری قدس سرہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ آہ، سب کچھ بھول گیا لیکن وہ جاں سوز اور دل گداز منظر آج بھی نگاہوں کے سامنے ہے جب حضرت شاہ عماد الدّین قادری قدس سرہ اپنے استاد محترم کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھے۔ ایک لمحہ کے لئے مُڑ کر حضرت شاہ محمد رضوان اللہ قادری قدس سرہ کی جانب اجازت طلب نگاہوں سے دیکھا۔ جذبات کا وفور اور غم والم کی شدت۔ کوشش کے باوجود حضرت شاہ محمد رضوان اللہ قادری قدس سرہ کی آواز نہ نکل سکی۔ انہوں نے آنکھوں سے اجازت دی۔ وہ آنکھیں جو اشکوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی تھیں۔ اور پھر شدت کرب سے تھرتھراتی ہوئی عمادلدّین بابوؒ کی اللہ اکبر کی آواز۔ میں کیا، خانقاہ کے در و دیوار بھی لرز کر رہ گئے تھے۔

اکثر سوچتا ہوں، وہ کون سے اوصاف تھے جس نے بڑے چھوٹے سب کی نگاہ میں آپ کی ذات گرامی کو یہ امتیاز عطا کیا تھا۔ یہ سچ ہے کہ سادگی، صدق وصفا، زہد وتقویٰ اور ایثار وقناعت جیسی عظیم اور مقدس روایتیں، جو آج بھی خانقاہ مجیبیہ کا نشان امتیاز ہیں، عماد الدّین بابوؒ کی شخصیت کی بھی روشن وتابندہ علامتیں تھیں۔ لیکن یہ بھی سچ ہے کہ آپ ان خصوصیات میں تنہا نہیں تھے۔ اُس زمانے میں ان صفات کی حامل اور بھی شخصیتیں تھیں۔ لیکن جن خصوصیات کی نسبت سے حضرت شاہ عماد الدّین قادری قدس سرہ سب کی نگاہ میں معتبر ٹھہرے، وہ خانقاہ کے تئیں جاں نثاری اور فداکاری کا ان کا مخلصانہ جذبہ تھا۔ شاید اُس زمانے میں رہِ وفا پہ اکیلے ہی رہ گئے تھے وہ۔ یہ کہنا مشکل ہے کہ حضرت شاہ عماد الدّین قادری قدس سرہ نے ان اوصاف معنوی کو اختیار کیا تھا یا ان اوصاف معنوی نے ان کا پیکر اختیار کر لیا تھا۔ لیکن اتنی بات طے ہے کہ محی الملۃ حضرت مولانا سید شاہ محمد محی الدّین قادری قدس سرہ کی بیعت وخلافت اور حضرت مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ کی تعلیم وتربیت نے آپ کے ان جذبات کی نہ صرف تطہیر کی تھی بلکہ اُس مقام تک پہنچایا تھا جو آگے چل کر خانقاہ کے بعض نازک لمحات میں بہت کام آیا۔ ان نازک لمحوں اور اداسیوں کی جاں گداز ساعتوں میں ان کی خاموش لیکن گراں قدر خدمات، نہ صرف خانقاہ کی تاریخ کا بلکہ میرے یادگار عینی مشاہدات کا بھی ایک اہم حصّہ ہے۔

خانقاہ مجیبیہ میں حضرت شاہ عماد الدّین قادریؒ کا وہ دور بھی میں نے دیکھا جب وہ خانقاہ میں سب سے بڑے نہیں تھے اور پھر وہ دور بھی آیا جب وہی خانقاہ میں سب سے بڑے رہ گئے تھے۔ تمام رفیقوں میں سر بلند۔ شجر سایہ دار کی مانند۔ ان دونوں ادوار میں بعض ایسے مواقع بھی آئے جب وہ خود کو نمایاں طور پر پیش کر سکتے تھے۔ لیکن ایسے موقعوں پر بھی وہ بے نام وجود کی مانند خموشی اور بے زبانی کی تصویر بنے رہے۔ سچ تو یہ ہے کہ انہیں نہ تو تخت سے کوئی مطلب تھا اور نہ لوح کی خواہش تھی۔ خواہش تھی تو صرف یہ کہ قافلے نکہت وانوار کے بے سمت نہ ہوں۔ اس سمت میں اُن کی کاوشیں بار آور ہوئیں اور خانقاہ میں نکہت وانوار کا یہ کارواں آج بھی رواں دواں ہے۔

حضرت شاہ عماد الدّین قادری قدس سرہ کی دنیابظاہر بہت محدود تھی۔گھر سے خانقاہ اور خانقاہ سے گھر۔لیکن اسی محدود دنیا میں پوری انسانیت اور خانقاہ کی پوری کائنات سمٹ آئی تھی۔ ہر ایک موج مرے درمیاں سے گذری ہے۔خانقاہ کے بزرگوں کا اُن کی ذات پر جو ایقان واعتماد تھا،اُس کا ذکر ہو چکا۔لیکن یہ ذکر ابھی باقی ہے کہ خانقاہ کے باہر کے اکثر لوگ اپنے درد کا درماں تلاش کرنے کے لئے اُن کے گھر اور صرف انہی کے در پر حاضری دینے کے لئے پھلواری آتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ اُن کے ایسے ہی ایک عقیدت منداور میرے رفیق وہمدم مجھے بھی اپنے ساتھ اُن کی خدمت میں لے گئے۔لبوں پر وہی شفقت آمیز تبسم۔تنہا اور خاموش۔جلوت میں جیسا دیکھا تھا خلوت میں بھی ویسے ہی نظر آئے وہ...... دل کا ہر تار لرزش پیہم، جاں کا ہر رشتہ وقف سوز وگداز......میرے دوست نے اپنا درد بیان کیا۔آپ نے تسلّی دی۔نصیحت آمیز جملے ارشاد فرمائے۔ چند وظائف بتائے گئے اور کچھ چیزیں عنایت کی گئیں۔یہ ایک واقعہ،جو میرے مشاہدے میں آیا،اُن سینکڑوں،ہزاروں واقعات میں سے ایک ہے جو میرے مشاہدے میں نہیں آیا۔حیرت ہے کہ اُس پیکر جمال کا جلوہ کہیں نہیں تھا لیکن اس گھر میں سب مرید اسی مہرباں کے تھے۔

وہ دور میں نے نہیں دیکھا جب اُن کے بزرگ اُن کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر خانقاہ آتے ہوں گے۔لیکن یہ تو ابھی کل کی بات ہے کہ وہ اپنے عزیزوں کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر خانقاہ میں نیاز مندانہ حاضری دیتے تھے۔اُن کی طبیعت میں ایک خاص قسم کی جو بے نیازی تھی،وہ اسی نیاز مندی کا نتیجہ تھی شاید۔افسوس ہے کہ ان کی فطری کم آمیزی نے بہت کم مجھے ان سے ملاقات اور گفتگو کا موقع فراہم کیا۔تاہم ان کی ہر نظر زبان کرم تھی اور اسی لئے جو بھی اُن سے ایک بار ملتا،ان کا گرویدہ ہو جاتا...... جو بھی ملا اسی کا دل،حلقہ بگوش یار تھا......افسوس صد افسوس!وہ کیا گئے کہ خانقاہ مجیبیہ کی زمین کا اک آسماں روپوش ہوا۔

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

## توجہ طلب

سہ ماہی مجلہ ’’المجیب‘‘ میں شائع ہونے والے مضامین میں حسب ضرورت تلخیص اور الفاظ وتراکیب کی تصحیح کرنی پڑتی ہے۔

اہل قلم حضرات کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش ہے کہ وہ اِسے گوارہ فرمائیں۔بصورت دیگر ہماری معذرت قبول فرمائیں——(ادارہ)

# نمونۂ سلف

## حضرت الحاج مولانا الحکیم سید شاہ محمد عماد الدین قادریؒ

● مولانا محمد سجاد حسین قادری مجیبی —— استاذ دار العلوم مجیبیہ، پھلواری شریف، پٹنہ

کس کی رحلت کی خبر لائی ہے یہ زرد ہوا
کون خلوت کدۂ علم وہنر سے اُٹھا

نمونۂ سلف ہونے کے دعوے تو دنیا نے بہت سن رکھے ہیں، بعض تو وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنے بزرگوں کو نہ صرف نمونہ سلف سمجھا، کہا لکھا بلکہ اکابر واسلاف، ائمہ ومحدثین سے بھی اپنے اکابر کو آگے بڑھا دیا ہے اور ایسا ان کی حیات میں کم، وفات کے بعد زیادہ ہوتا ہے، موت سے قبل القاب وخطابات محدود ہوتے ہیں اور مرتے ہی القابات وخطابات لاتعداد وغیر محدود ہو جاتے ہیں، یہ ہماری بیالیس سالہ زندگی کا مجرب وآزمودہ ہے جو مرور ایام کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا ہے، لگتا ہے کسی کے یہاں القاب وخطابات کا لازوال خزانہ موجود ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری خانقاہ (خانقاہ مجیبیہ) دیگر معاملات ومعمولات کے ساتھ اس معاملہ میں بھی ہمیشہ حد اعتدال میں رہی ہے، آج بھی یہاں کے اکابر کے ناموں میں لمبے چوڑے خطابات نہیں ہوتے، بڑے سے بڑے عالم وصوفی کے نام میں ’’حضرت مولانا سید شاہ‘‘ یا فقط ’’حضرت مولانا‘‘ کے الفاظ لکھے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری درحقیقت وہ نمونہ سلف تھے، جن کی حیات دنیوی کو منقطع ہوئے چند ہی دن گذرے ہیں، آپ کی توصیف ومحمدت میں قلم نے ذرا سی مبالغہ آرائی دکھائی تو انھیں دیکھنے والی ہزاروں آنکھیں میری تحریر کو جھٹلانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں گی۔

آپ حسن صورت وحسن سیرت دونوں اعتبار سے اپنے اکابر واسلاف کا نمونہ تھے، علم وعمل، زہد واتقا، عرفان وسلوک، مجاہدہ ومراقبہ، تمام امور شریعت وطریقت میں اپنے بزرگوں کی یادگار تھے، آپ کی ذات اپنے جد کریم کی کرامت، پیر ومرشد کی

استقامت اور والد بزرگوار کی طہارت و پاکیزگی کا مجموعہ تھی، حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ خوبصورت چہرہ والے بھی تھے تو خوبصورت دل والے بھی، آپ اُجلے کپڑوں میں ملبوس ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے سینے میں اُجلا دل بھی رکھتے تھے ۔آپ کسی سے محبت رکھتے تو فقط ظاہری طور پر نہیں بلکہ دل سے محبت کرتے تھے، آپ نہ صرف زبان سے شہد ٹپکاتے بلکہ دل سے محبتوں کے پھول برساتے تھے، آپ کا وجود اخلاق و کردار کا پیکر تھا، آپ کا سراپا حیا و بردباری کا مجسم تھا،علوم ظاہری و باطنی کے آپ اتاہ سمندر تھے، آپ کی ذات ہمہ گیر اور آپ کی شخصیت عالمگیر تھی، آپ کے اندر سب سے نمایاں صفت تواضع وخاکساری، مروت وحمیت دینی اور اشاعت وتبلیغ دین کی خاطر مسلسل جد وجہد تھی، آپ نے جس خلوص وللہیت کے ساتھ خدمت دین انجام دی اللہ تعالیٰ نے اس کے مطابق شہرت وعظمت اور مقبولیت بھی عطا کی تھی، خانقاہ عالم پناہ کے عقیدت مندوں میں آپ کی بے حد قدر ومنزلت رہی، بالخصوص قدیم ضلع پورنیہ جس میں کٹیہار،کشن گنج اور اررایہ بھی شامل تھا بلکہ علاقہ سیمانچل کی زیادہ تر آبادی آپ کے فدائیوں سے آج بھی آباد ہے،لاکھوں لوگوں نے آپ سے اکتساب فیض کیا اور آپ کے توسل سے دین ودنیا میں فلاح وبہبود سے ہم کنار ہوئے، ۱۹۸۴ء یا ۱۹۸۵ء میں یہ ناچیز سب سے پہلے مرکز اہل سنت دارالعلوم فیاض المسلمین بائسی پورنیہ میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا، جہاں کے لوگ آپ کے حلقہ بگوش اور جاں نثار غلاموں میں سرفہرست ہیں، اس وقت آمدنامہ، فارسی کی پہلی وغیرہ کتابیں زیر درس تھیں، اس کم عمری وغیر شعوری میں آپ کے رعب اور وجاہت کی جو تاثیر دل پر نقش ہوئی تھی، آج بھی سلامت ہے، پھلواری شریف کے بابو، پیر صاحب، سفید لباس میں ملبوس، نورانی چہرہ اور سفید ریش والے فرشتہ خو بزرگ کی وہ ضوفشاں صورت اب بھی ذہن میں موجود ہے، تقریباً ۱۹۸۵ء سے ۲۰۱۸ء میں اخیر وقت تک چہرہ پر ہمیشہ وہی تازگی و تابندگی ہم نے دیکھی، کبھی اضمحلال و پژمردگی کے آثار نہیں دیکھے گئے۔

پورنیہ ضلع آج سے سو سال پہلے پسماندگی کے کس دہانے پر تھا، اس کا اندازہ لگانا مشکل نہیں، بارش، سیلاب، طوفان، ندی، نالوں اور دریاؤں کی کثرت، غربت وافلاس، سرکاری مواصلات کی عدم فراہمی، حکومتی تعاون سے محرومی اور اس قسم کے دیگر وجوہات کے باعث سیمانچل کا علاقہ بالکل بنجر و بے جان علاقہ تھا، وہاں خورد ونوش، راہ ورہائش کی کمی کے ساتھ ساتھ علمی و عملی اور اخلاقی کمی بھی حد سے زیادہ تھی، علماء بہت کم اور دین وشریعت کے احکام سے بہت تھوڑے لوگ ہی واقف تھے، حضرت اقدس فیاض المسلمین بدر الکاملین مولانا سید شاہ محمد بدر الدین قادری قدس سرہ کے عہد زرنگار میں آپ کی نیابت کے فرائض انجام دیتے ہوئے آپ کے منجھلے صاجزادے اور حضرت ممدوح کے والد بزرگوار قمر طلعت حضرت مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادری پھلواروی قدس سرہ نے اس علاقہ کی مرکزی جگہ بائسی کے کمہرواگاؤں میں ۱۹۰۲ء کو ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی، جہاں قیام پذیر رہ کر آپ پورے علاقہ میں دورہ کرتے تھے اور آپ نے اپنے زور بازو، قوت روحانی سے اس بے جان علاقہ میں علم وعمل کی جان ڈالی اور وہاں کی بنجر زمین کو علم وعرفان کے پانی سے سیراب کرکے زرخیز و بارآور بنادیا، اپنے والد گرامی قدر کے بعد

حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ نے اس علاقہ میں بے حد محنت اور انتھک کوششیں کیں اور آپ کے برکات انفاس سے وہ علاقہ رشک آفتاب بن گیا، اگر آج برصغیر میں اس علاقہ کو ''مدینۃ العلماء'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے تو اس میں خانقاہ مجیبیہ کے اکابر بالخصوص حضرت ممدوح کی محنتوں اور کاوشوں کو بڑا دخل رہا ہے۔آپ نے دور دور کی مسافت کبھی بیل گاڑی پر، کبھی بھینسا گاڑی پر، کبھی سائیکل اور ٹھیلہ پر اور بسا اوقات پیدل طے فرمائی ہے، جو آج کے پیروں اور عالموں کے لیے نہایت دشوار بلکہ ناممکن سی بات ہے، اس زمانے میں بھوک، پیاس اور سردی وگرمی کی شدت برداشت کرکے گاؤں گاؤں کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف یاب کرنا یقیناً اللہ کے نیک بندوں کا طریقہ رہا ہے، جس میں حضرت موصوف کامل طور پر عمل پیرا رہے ہیں، آپ نے مختلف علاقوں میں مختلف اجلاس بھی کرائے، جن میں خانقاہ کے معتمدین کے علاوہ ہندوستان کے مایۂ ناز خطبا ومقررین کو بھی مدعو کرتے، چنانچہ آپ کی صدارت وسرپرستی میں فاضل بریلوی حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب کے جانشین مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمہما اللہ، مولانا مشتاق احمد نظامی، مولانا ارشد القادری، مولانا مظفر حسین کچھوچھوی اور دیگر اہل علم ودانش حضرات برابر مدعو ہوتے رہے۔حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحب کی آپ سے بارہا ملاقات رہی ہے، دونوں بزرگوں میں اچھے مراسم تھے، مولانا مصطفیٰ رضا صاحب خود بھی باعمل عالم وپیر طریقت ہوتے ہوئے حضرت کی بے حد تعظیم کرتے تھے، اور حضرت کی نسبت سیادت کا بہت خیال رکھتے تھے۔

۱۹۶۲ء کو بائسی سے متصل ''جنتا ہاٹ'' میں ایک تاریخ ساز جلسہ بہ نام ''سنی کانفرنس'' منعقد ہوا تھا، جس میں مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب بھی موجود تھے، موصوف پورنیہ بہار پہلی بار تشریف لائے تھے، حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری نے ان سے ملاقات کی خواہش ظاہر فرمائی اور ان سے ملنے ان کی رہائش گاہ پر پہنچے، اس وقت مولانا موصوف اپنے متعلقین کے درمیان تشریف فرما تھے اور تعویذ لکھ رہے تھے، آپ نے جاکر انہیں سلام کیا، انھوں نے سلام کا جواب دیا اور فوراً تخت سے نیچے اتر کر آپ سے مصافحہ ومعانقہ کیا، کچھ دیر دونوں بزرگوں کے درمیان گفتگو ہوئی اور پھر نہایت عزت وتکریم کے ساتھ مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب نے آپ کو رخصت کیا اور آپ وہاں سے واپس ہوئے، مولانا مصطفیٰ رضا خان صاحب آپ سے بے حد متاثر ہوئے، آپ کے وہاں سے نکلنے کے بعد کافی دیر تک آپ کے حسن اخلاق کا تذکرہ کرتے رہے۔اس موقع پر مولانا موصوف نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مدرسہ فیاض المسلمین کے طلبہ سے مدرسہ منظر اسلام (بریلی) زندہ ہے، کیوں کہ اس کے اکثر طلبہ درجۂ دورۂ حدیث میں مدرسہ فیاض المسلمین سے ہی پڑھے ہوئے ہوتے ہیں۔استاذ محترم حضرت بڑے مولانا عبد القیوم قادری مجیبی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا مصطفیٰ رضا خاں صاحبؒ کی دعوت بھی رکھی تھی، موصوف مدرسہ فیاض المسلمین تشریف لائے تھے اور چائے نوشی بھی فرمائی تھی، بعض علماء ان کو دعوت قبول کرنے سے منع بھی کر رہے تھے، مگر انھوں نے کسی کی ایک نہ سنی، مانعین پر ناراضگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہاں ہمیں مجیبی حضرات جو عزت واہمیت دے رہے ہیں اور جو حسن اخلاق پھلواری شریف والوں میں

ہم دیکھ رہے ہیں وہ تمہارے اندر نہیں دیکھتے ہیں، ان باتوں پر ہوسکتا ہے کہ فاضل بریلوی کے زیادہ تر معتقدین اعتماد نہ کریں، مگر یہ باتیں سوفی صد سچی ہیں، اس زمانہ کے بے شمار لوگوں سے سنی گئی ہیں جو ان واقعات کے چشم دید گواہ رہے ہیں اور پہلے کے بزرگوں کے حسن اخلاق اور ان کے آپسی مراسم سے ایسا ہونا بعید بھی نہیں ہے، افسوس ہے کہ ان باتوں کا تحریری ثبوت محفوظ نہیں رہا، ورنہ آج خانقاہوں کے مابین بُعد ومنافرت نہیں پائی جاتی اور ایک دوسرے کی تضلیل وتفسیق کا بازار اس قدر گرم نہیں ہوتا۔

بہر حال علاقہ بائسی پر خانقاہ مجیبیہ کے بزرگوں کے جو احسانات ہیں ان کا بدلہ قیامت تک کوئی نہیں چکا سکتا، دور حاضر میں علماء کی بہتات ہے، ایک ایک گاؤں میں درجنوں علماء اور ہر چوک وچوراہے پر دو چار مدرسے ضرور نظر آرہے ہیں جو خانوادۂ مجیبی کی ہی برکت ہے، ورنہ جتنے پیر صاحبان نظر آرہے ہیں، اکثر کا ظہور بعد میں ہوا ہے اور سب بعد میں مشہور ہوئے ہیں۔

سیمانچل والوں پر حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ کا سب سے بڑا ناقابل فراموش احسان یہ رہا کہ آپ کی سرپرستی میں ایک عظیم ادارہ، علم وادب کا گہوارہ ''دار العلوم فیاض المسلمین'' ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۹۳۸ء میں قائم ہوا، وہ ادارہ آہستہ آہستہ ترقی کی جانب قدم بڑھاتا رہا، یہاں تک کہ خوب پروان چڑھا اور دیکھتے ہی دیکھتے صوبہ بہار و بنگال اور ہندوستان کے مشہور اداروں میں شامل ہوگیا، اس ادارہ کے بانی حضرت منشی عبد الرؤف صاحب رحمہ اللہ ہیں، ان کے انتقال کے بعد ان کے لائق وفائق صاحبزادے، ذی استعداد، صاحب علم وعمل، پیکر اخلاق ووفا، مجسم تقویٰ وطہارت، صوفی باصفا، فنا فی حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت الحاج مولانا الحکیم عبد القیوم قادری مجیبی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس ادارہ کو اپنے خون جگر سے سینچا اور ادارہ کو ہر طرح کے تعمیری وتعلیمی عروج وارتقاء کی اعلیٰ منزل پر گامزن فرمایا، آپ کی علمی شہرت سن کر دور ودراز مقامات سے طلبہ کی آمد کا کبھی نہ ختم ہونے والا جو سلسلہ شروع ہوا، الحمد للہ وہ سلسلہ تا حال باقی وجاری ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا، اس دار العلوم کا فیض ایسا عام ہوا کہ سیمانچل کا شاید ہی کوئی گاؤں اس کے فیض سے محروم رہا ہو، ورنہ ہر گاؤں میں خرمن فیاض کے دو چار خوشہ چین ضرور موجود ہوں گے، عہد حاضر کے بڑے چھوٹے جتنے علماء اس علاقہ میں ہیں ان میں سے اکثر بلا واسطہ ہوں یا بالواسطہ حضرت مولانا عبد القیوم قادری مجیبی علیہ الرحمۃ والرضوان کے شاگردوں میں داخل ہیں اور یہ سلسلہ حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ کے واسطہ سے خانقاہ مجیبیہ تک پہنچ جاتا ہے، اگر اس سلسلۂ تلمذ کو حق بیں نگاہوں سے دیکھا جائے تو ہندوستان کے بعض جلیل القدر وعظیم المرتبت علماء اور چند صاحبان تاج ودستار علامہ حضرات بھی خانقاہ مجیبیہ کے سلک تلمذ میں منسلک نظر آئیں گے، کیونکہ اکثر علمی مراکز میں سیمانچل ہی کے علماء وادباء مسند تدریس سنبھال رہے ہیں۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ کی ولادت باسعادت آپ کے جد کریم حضرت اقدس فیاض المسلمین قدس سرہ کی وفات کے تقریباً چار سال تین ماہ بعد حضرت محی الملۃ والدین قدس سرہ کے عہد زرنگار میں ہوئی، حضرت اقدس

قدس سرہ کی وفات ۱۶ر صفر ۱۳۴۳ھ میں اور آپ کی ولادت ۱۱ر جمادی الاول ۱۳۴۷ھ میں ہوئی، آپ کی ولادت کا زمانہ ''خانقاہ مجیبیہ'' کی نشاۃ ثانیہ کا زمانہ تھا، برصغیر ہندوپاک میں خانقاہ کی عظمتوں کے چرچے تھے، بڑے بڑے علمی وعرفانی خانوادے سے خانقاہ کے گہرے مراسم تھے، بڑے بڑے دانشوروں کے سر خانقاہ کی علمی وادبی عظمتوں کے آگے جھکے ہوئے تھے، باہر خانقاہ کی عظمت وشہرت کا یہ حال تھا اور خود خانقاہ کے احاطہ میں کہیں قال اللہ وقال الرسول کی صدائے دلنواز گونج رہی تھی کہیں تصوف وعرفان کا مسند زرین بچھا تھا کہیں مریدین ومتوسلین کی تعلیم وتربیت کے لئے عارفین حق آگاہ کی درس گاہیں لگی تھیں، کہیں ہاو ہو کی صداؤں سے فضا پرنور معلوم ہوتی، خانقاہ کے ماحول میں عجیب دلکشی تھی، بھرا پڑا ماحول تھا، خانوادے کا ہر فرد اخلاق وکردار کا پیکر، ادب واحترام کا مجسم نظر آتا تھا، اس وقت خانقاہ میں علمائے ربانیین ،صوفیائے کاملین اور صلحائے امت کی ایک بڑی جماعت جلوہ بار تھی، ان میں ہر ایک کا شمار علم وعمل، تصوف وعرفان، شریعت وطریقت میں اپنے عہد کے ممتاز ترین شخصیتوں میں ہوتا تھا، ان تمام خوبیوں کے ساتھ ساتھ اس عہد مسعود کی سب سے بڑی خوبی یہ تھی کہ سجادۂ تاج العارفین پر اس زمانہ کی سب سے اہم وافضل ترین شخصیت حضرت محی الملۃ والدین مولانا سید شاہ محمد محی الدین قادری پھلواروی قدس سرہ متمکن ومسند نشیں تھے، آپ حضرت اقدس فیاض المسلمین کے بڑے صاجزادے، حضرت ممدوح کے بڑے ابی اور امیر شریعت ثانی تھے،تصوف وسلوک اور علم وعمل میں آپ کو کامل تبحر حاصل تھا، بڑے بڑے علماء وادباء اور دانشوران آپ سے غلامی کی نسبت رکھتے تھے، اور آپ سے اجازت وخلافت پا کر فیوضات پیران سلاسل مجیبیہ سے مستفیض ہوئے، جن علماء ومشائخ کو آپ سے بیعت وخلافت کا اتفاق نہیں تھا وہ بھی آپ کے دل وجان سے معتقد تھے اور آپ کا بے حد احترام کرتے تھے، چنانچہ فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خان رحمہ اللہ کی آپ سے ملاقات کا واقعہ بہت مشہور ہے جو مدرسہ فیض الغرباء آرہ کے جلسۂ دستار بندی کے موقع پر پیش آیا تھا، وہ واقعہ اس طرح ہے کہ :

آرہ کے باشندگان جو اکثر سلسلہ مجیبیہ سے منسلک تھے، انہوں نے حضرت محی الملۃ والدین قدس سرہ کی صدارت و سرپرستی میں ایک جلسہ رکھا تھا، حضرت فاضل بریلوی بھی اس میں مدعو تھے، اس کی وجہ یہ تھی کہ مدرسہ فیض الغرباء کے بانی جناب مولانا رحیم بخش قادری بدری آروی حضرت اقدس فیاض المسلمین سیدنا ومولانا شاہ محمد بدرالدین قادری قدس سرہٗ کے خاص مرید اور حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید اور ان کے خلیفہ بھی تھے، اس مناسبت سے انہوں نے دونوں بزرگوں کو دعوت دی تھی، حضرت فیاض المسلمین کی نیابت میں آپ کے صاجزادۂ گرامی قدر حضرت محی الملۃ والدین اور فاضل بریلوی بذات خود شرکت فرما تھے، فاضل بریلوی کی تشریف آوری پہلے ہو چکی تھی، جب انھیں معلوم ہوا کہ حضرت محی الملۃ والدین ابھی تشریف نہیں لائے ہیں، وہ اپنی آرام گاہ چلے گئے اور لوگوں سے کہہ دیا کہ جب شاہ صاحب تشریف لائیں تو مجھے اطلاع دے دینا، میں جا کر حضرت سے شرف ملاقات حاصل کروں گا، ادھر حضرت تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ

فاضل بریلوی تشریف لا چکے ہیں، آپ خانقاہی اور موروثی اخلاق کے مطابق ان سے ان کی آرام گاہ پر ملنے چلے گئے، اس وقت فاضل بریلوی اپنے سر پر عمامہ باندھ رہے تھے، آدھا عمامہ باندھنا باقی رہ گیا تھا کہ اچانک حضرت دروازے پر پہنچ گئے، فاضل بریلوی کو لوگوں نے بتایا کہ حضرت آپ سے ملنے کے لیے تشریف لائے ہیں، حضرت کی تشریف آوری کی خبر سن کر وہ پریشان ہوئے اور لوگوں پر برہمی کا اظہار فرماتے ہوئے بولے کہ ہم نے کہہ دیا تھا کہ حضرت سے ہم ملنے جائیں گے، تم نے بتایا نہیں اور حضرت کو تکلیف اٹھانی پڑی، خیر! وہ آدھی پگڑی سر پہ اور آدھی ہاتھ میں لیکر فوراً نکلے، حضرت نے ان کو سلام کیا جو خانقاہ کے بزرگوں کا معمول ہے کہ یہ حضرات سلام کرنے میں سبقت کرتے ہیں اور ادھر فاضل بریلوی نے حضرت سے معانقہ کیا اور حضرت کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور جیسا کہ احترام سادات کے بارے میں حضرت فاضل بریلوی کی عادت کریمہ مشہور ہے، آپ کے ساتھ بھی تعظیم وتکریم کا معاملہ رہا۔

یہ واقعہ تاریخ اطبائے بہار جلد دوم صفحہ ۱۸۳، مطبوعہ لیتھو پریس پٹنہ میں بھی حکیم مولانا محمد معین الدین آروی کے ذکر میں اس طرح درج ہے :

”......آپ کی دستار بندی فیض الغرباء میں ہوئی جس میں صوبہ و بیرون صوبہ کے علماء ومشائخ موجود تھے، اعلیٰ حضرت حاجی شاہ احمد رضا خان بریلوی نے دستار فضیلت باندھی اور سند فراغ عطا کی۔ اسی موقع پر حضرت فاضل بریلوی اور امیر شریعت دوم حضرت مولانا شاہ محمد محی الدین قادری پھلواروی قدس سرہ کی ملاقات کا دلچسپ وعبرت انگیز واقعہ پیش آیا جو علما ومشائخ کے لیے بصیرت افروز ہے۔

حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ حضرت سید شاہ محمد محی الدین پھلواروی بھی جلسہ میں شرکت کے لیے تشریف لائے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ ان سے ملنا چاہیے، حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ سادات سے ملنے کا خاص اہتمام کرتے تھے، اس لیے پہلے غسل کیا، پھر کپڑے بدلے، عطر لگایا اور پگڑی باندھنے لگے، ادھر حضرت سید شاہ محی الدین پھلواروی علیہ الرحمہ کو آپ کی موجودگی کی خبر ملی تو آپ نے خادم کو ساتھ لیا اور حضرت فاضل بریلوی کی جائے قیام پر پہنچ گئے، انہیں جب معلوم ہوا کہ شاہ محی الدین صاحب تشریف لائے ہیں تو دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ حضرت فاضل بریلوی پگڑی کو گھسیٹتے ہوئے آپ کے استقبال کو آگے بڑھے۔ (تاریخ اطباء بہار، ج:۲،ص:۱۸۳)

یہ واقعہ حد تواتر کا درجہ رکھتا ہے، اس کے چشم دید گواہان آج بھی آرہ میں دو چار افراد ہو سکتے ہیں۔ ورنہ دوسری کڑی میں تو ہزاروں لوگ اس کے شاہد ہیں۔

یہ تھی حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کے پیر ومرشد اور بڑے ابی کی شخصیت، خود آپ کے والد گرامی امیر شریعت ثالث قمر طلعت حضرت مولانا سید شاہ محمد قمر الدین قادری قدس سرہ بھی بڑے پایہ کے عالم وصوفی، زاہد و

متورع، جامع علوم شریعت وطریقت، صاحب عظمت اور جاہ وجلال شخصیت کے مالک تھے، آپ کی تاریخ ولادت ۳/ذی قعدہ ۱۳۱۲ھ ہے، تقریباً ۳۱/سال ۹/ماہ اپنے فرشتہ خو والد کی نگاہوں میں اور ان کی شفقت وسرپرستی میں پلے بڑھے، پروان چڑھے اور انہی کی نگرانی وزیر سایہ تعلیم وتربیت ظاہری و باطنی سے آراستہ و پیراستہ ہوئے، وہ باپ جس کے بحر ناپیدا کنار سے ہزاروں تشنگان علوم اور سینکڑوں طالبین عرفان وتصوف نے ایسی سیرابی حاصل کی کہ پھر زمانہ میں کبھی تشنہ لبی کا احساس نہ ہوا، آپ تو انہی کے خوان کرم کے پروردہ اور ان کی ظاہری و باطنی نعمتوں کے وارث ہی تھے۔آپ کو حضرت اقدس کے فیوض و برکات سے کتنا وافر حصہ ملا ہوگا؟ آپ کی زندگی کا مطالعہ اور آپ کو بالمشافہ دیکھنے والوں کی زبانی سن کر مجھے عین الیقین حاصل ہے کہ بے شک حضرت قمر طلعت قدس سرہ کی شخصیت خانوادۂ مجیبی میں ایک مغتنم شخصیت تھی جو ایک طرف مفسر، محدث، متکلم، فقیہ اور نامور عالم دین تھے تو دوسری طرف زاہد و پارسا، عارف حق آگاہ، تصوف وسلوک کے راز داں اور غواص بحر معرفت بھی، آپ خانقاہ میں دارالعلوم مجیبیہ کے طلبہ کو حدیث وتفسیر، منطق ومعانی اور علوم متداولہ کا درس دیتے تھے تو خانقاہ کے متوسلین اور خانوادہ کے بزرگوں کو رموز وحقائق تصوف وسلوک سے روشناس بھی کراتے تھے۔حضرت قمر طلعت کو بیعت وتعلیم وتربیت باطنی اور اجازت وخلافت کا شرف اپنے والد گرامی سے تھا، آپ جامع السلاسل بزرگ تھے، خانقاہ اور ملت اسلامیہ کے لیے آپ کی خدمات ناقابل بیان ہیں۔صاحب اعیان وطن حکیم سید محمد شعیب نیر رضوی آپ کے متعلق لکھتے ہیں :

”تحصیل علم کے بعد کچھ دنوں تک درس وتدریس میں مشغول رہے، اب خدمت تصوف میں مصروف ہیں، برکت کی زندگی بسر فرماتے ہیں، بڑی خدمت جو اپنے ذمہ لی ہے (اللہ تعالیٰ اس کی جزا قبولیت وقرب خاص کی شکل میں آپ کو عطا کرے) وہ یہ ہے کہ اذکار سلاسل مجیبیہ کی فہرست کی مفصل شرح لکھی ہے، جس سے طریق اکتساب اذکار میں بڑی مدد ملے گی اور آئندہ نسل میں سے جو سلاسل مجیبیہ کے اکتساب میں اس کو نصب العین رکھیں گے، نہایت آسانی سے سمجھ سکیں گے، اس کے علاوہ بہت سے مختلف مسائل پر چھوٹے چھوٹے رسائل آپ کی تصنیفات سے ہیں، آپ کی علمی بصیرت وفقاہت مسلم ہے، فہم وتدبر اور سوجھ بوجھ بے مثل ہے“۔(آثارات پھلواری، ص:۱۰۴)

حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری اپنے عظیم الصفات ورفیع الدرجات والد کے اکلوتے صاحبزادے تھے، ان کی رحمتوں، شفقتوں اور محبتوں کے ساتھ ساتھ ان کے علوم وعرفان کے بھی تنہا وارث تھے، مزید براں پیرومرشد گرامی کے خصوصی فیوض وبرکات، اعمام ذوی الکرام امام المتقین حضرت مولانا سید شاہ محمد نظام الدین قادری وحضرت مولانا حافظ سید شاہ محمد شہاب الدین قدس سرہما کی عنایات سونے پہ سہاگہ تھیں، برادران عم زادگان امان المستجیرین حضرت مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری اور حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادری قدس سرہما کی تعلیم وتربیت اس پر مستزاد تھی۔

ایسے حسین ونورانی علمی وعرفانی ماحول میں آپ کی تعلیم وتربیت اور پرورش و پرداخت کا جو اثر آپ کی ذات میں ہونا تھا

وہ بطوراتم آپ کے اندرموجودتھا،آپ جہاں علوم ظاہری میں پایۂ کمال حاصل کئے ہوئے تھے وہاں علوم باطنی میں بھی آپ کا مدمقابل نہ تھا،آپ کی علمی وعرفانی خدمات سے آپ کی ظاہری و باطنی صلاحیتوں کا حُسن وخوبی اندازہ ہوتا ہے ۔آپ ابتداءً دارالعلوم مجیبیہ میں درس دیتے تھے اور خانقاہ میں فتوی نویسی کے فرائض بھی انجام دیتے تھے،آپ کے بہت سارے فتاوے ’’المجیب‘‘ میں احکام اسلامی کے تحت چھپ چکے ہیں، اوراد و وظائف، درود شریف اور دُعاؤں پر متعدد رسالے ہیں جو ’’دارالمطالعہ عمید الدین و اولادہ‘‘ سے چھپ کرمنظر عام پر آچکے ہیں، آپ نے کچھ دنوں تک امارت شرعیہ بہار واڑیسہ پھلواری شریف پٹنہ میں بھی فتوی نویسی کے فرائض انجام دیے ہیں،امارت شرعیہ کے سابق مفتیان کرام کی فہرست میں آپ کا اسم گرامی موجود ہے،حدیث وفقہ میں آپ کا مطالعہ کافی وسیع تھا،آپ کے فتوے مدلل ومبرہن ہوتے تھے۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت خاندان مجیبی میں سب سے معمر و بزرگ شخصیت تھی، خانوادہ کے سبھی لوگ آپ کو عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھتے تھے،آپ نے ۹۲ رسال کی طویل عمر پائی اوراس مدت مدیدہ میں آپ نے خانقاہ مجیبیہ کے چار سجادگان کا عہد مسعود ومبروک دیکھا جو آپ کی خاص خصوصیت تھی،آپ نے چاروں اکابر کی نیابت و اجازت میں لوگوں کی بیعتیں لی ہیں،آپ خود بھی جامع السلال تھے،اگر چاہتے تو بالاصالت بھی لوگوں کی بیعت لے سکتے تھے،مگر آپ نے خانقاہی اصول کی خلاف ورزی پسند نہیں کی، کیونکہ یہ خانقاہ مجیبیہ کی خصوصیات میں سے ہے کہ یہاں بالاصالت بیعت لینے کا حق ایک ہی فرد کو ہے اور وہ ہیں خانقاہ کے صاحب سجادہ،باقی دیگر حضرات جو اخذ بیعت کے لائق ہوتے ہیں وہ صاحب سجادہ کے مجاز ہوا کرتے ہیں،صاحب سجادہ کی نیابت میں بیعت لیتے ہیں اور یہ بھی یہاں کا معمول ہے کہ خانقاہ کے حدود واطراف میں صاحب سجادہ کے علاوہ کوئی کسی کی بیعت نہیں لیتے ہیں اگر چہ نیابت میں ہو،یہ سب صاحب سجادہ کے احترام کے لئے ہے ورنہ بیعت لینا کوئی ناجائز وناروا نہیں ہے اور یہی مناسب واولیٰ طریقہ ہے،اس لئے کہ’’ آب آمد تیمم برخاست‘‘۔

حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری کی ذات میں کبر ونخوت، عجب وخود پسندی اور غرور وتمکنت کا شائبہ بھی نہ تھا، آپ کے اندر بے نفسی ایسی تھی کہ آپ جامع ترین شخصیت کے مالک ہوتے ہوئے بھی عزلت وگوشہ نشینی اور مخفی الحال رہ کر زندگی گزارنا پسند کرتے تھے،اسی اخفائے حال کی خاطر آپ نے درس وتدریس،فقہ وفتاویٰ اور دیگر مصروفیات کو ترک کر کے کنارہ کشی اختیار کرلی،البتہ اپنے آبائی سلسلہ کو برقرار رکھنے کے لئے ضلع پورنیہ وکٹیہار کے حلقۂ ارادت میں جایا کرتے تھے،وہ بھی دیگر پیرزادوں کی طرح کروفر اور شان وشوکت کے ساتھ نہیں بلکہ عام اور سادی سی حالت میں،یعنی درویشی وضع قطع میں،مگر معمولی لباس اور درویشانہ طرز زندگی سے آپ کی ہیبت و وجاہت میں کوئی کمی نہیں آتی تھی،بلکہ آپ کی عظمت وجاہ وجلال میں چندگونہ اضافہ ہوجاتا تھا اور آپ کا نورانی خوبصورت چہرہ ایسا لگتا جیسے ہالے کے بیچ چمکتا ہوا چاند،رعب و داب کا یہ عالم ہوتا کہ بڑے بڑوں کو نظر سے نظر ملانے کی تاب نہ رہتی۔

آپ مریدین ومتوسلین کے ساتھ بہت زیادہ شفقت کا معاملہ فرماتے، خاص طور سے بڑے بوڑھے لوگوں پر زیادہ ہی ترس کھاتے تھے، اگر آپ حلقہ میں موجود ہوتے اور کوئی بیمار ہوتا تو آپ پیدل ہی سہی اس کی عیادت کو جاتے، تسلی وتشفی دیتے اور دعاؤں سے نواز کر واپس ہوجاتے، میرے محب گرامی قاری محمد رمضان علی مجیبی استاذ دارالعلوم مجیبیہ نے بتایا کہ میرے والد مرحوم کی علالت کے زمانہ میں حضرت بابو رحمۃ اللہ علیہ علاقہ میں جہاں کہیں تشریف لے جاتے تو اکثر میرے والد صاحب سے ملے بغیر نہ رہتے، چند منٹوں کے لئے سہی، ملاقات ضرور کرتے، انہی اخلاق بلند پایہ کی وجہ سے آپ کی ذات سب کے درمیان ہر دلعزیز تھی، آج آپ کی جدائی سب کے لئے سوہان روح ہے، نگاہیں ہر سمت آپ کو تلاش کرتی ہیں مگر آپ کا جلوہ نگاہوں سے اوجھل ہے۔ اور آپ زبان حال سے گویا یوں ارشاد فرما رہے ہیں :

حیات جس کی امانت تھی اس کو لوٹا دی ✡ میں آج چین سے سویا ہوں پاؤں پھیلا کر

اللہ تعالیٰ آپ کے فیوض وبرکات کا سلسلہ جاری رکھے اور ہمیں ان سے وافر حصہ عطا فرمائے —— آمین

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲


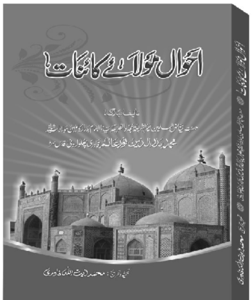

# احوال مولائے کائنات

تالیف مبارکہ حضرت فیاض المسلمین امیر الشریعۃ مجدد الطریقۃ سیدنا الامام بدر الکاملین مولانا شاہ محمد بدر الدین نور عالم قادری پھلواروی م: ۱۳۴۳ھ

تحشیہ وتخریج : جناب حضور حضرت الحاج مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی

امیر المومنین سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام کے حالات پر حضرت اقدس فیاض المسلمین قدس سرہٗ کی گرانقدر تحریر جس کی تخریج وحواشی جناب حضور حضرت الحاج مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی کے قلم سے ہے —— اور حدیث ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' کی صحت واستناد سے متعلق جناب حضور مدظلہ نے ایک تفصیلی جائزہ لیا ہے، جو ایک جامع، مبسوط اور تحقیقی مقالہ کی شکل میں شامل کتاب ہے۔

دیدہ زیب طباعت اور خوشنما سرورق سے مزین 264 صفحات پر مشتمل یہ کتاب -/140 روپے میں دارالاشاعت خانقاہ مجیبیہ سے حاصل کریں۔

رابطہ : 9006306098 ,7004955974-91+

# شہنشاہ ولایت نمونۂ علم وعمل

● مولانا مفتی محمد اسلم احمد قادری امانی ـــ پرنسپل مدرسہ اسلامیہ محمدیہ، محی الدین پور، کشن گنج

بہار کی سرزمین میں پھلواری شریف ایک خوب صورت بستی کا نام ہے، جہاں ہزاروں علماء، صلحاء، ابدال واقطاب پیدا ہوئے، اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے اور تاقیامت یہ سلسلہ ان شاء اللہ جاری رہے گا، جیسا کہ اسلاف کرام کی پیشین گوئی سے ظاہر ہے۔

انہی میں سے ایک عظیم شخصیت کے متعلق میں کچھ کہنے اور لکھنے کی تمنا دل میں لیے قرطاس سیاہ کررہا ہوں، جن سے میری مراد میرے پیرومرشد تاجدار ولایت حضرت الحاج مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ العزیز کے چچازاد بھائی حضرت الحاج مولانا سید شاہ حکیم محمد عماد الدین قادری قدس سرہ العزیز کی ذات گرامی ہے۔

یوں تو میں ۱۹۶۶ء سے بزرگان پھلواری شریف کو جانتا ہوں، یہ وہ زمانہ ہے جب میں بارہ سال کی عمر میں ۱۹۶۶ء میں دارالعلوم مجیبیہ خانقاہ پھلواری شریف پڑھنے گیا تھا، اور ۱۹۶۸ء تک زیر تعلیم رہا، یہی وجہ ہے کہ مجھے وہاں کے بزرگوں سے گہری عقیدت ہوگئی۔

پھر اچانک شدید بیمار ہوا تو میرے والد صاحب پھلواری شریف آکر مجھے ساتھ گھر لائے اور آئندہ سال دارالعلوم فیاض المسلمین بائسی ضلع پورنیہ میں میرا داخلہ کرایا۔ میں مسلسل آٹھ سال فیاض المسلمین میں پڑھنے کے بعد پھر دارالعلوم مجیبیہ خانقاہ پھلواری شریف پہنچا اور وہاں ایک سال رہ کر دارالعلوم منظر اسلام بریلی پہنچا اور وہاں سے ۱۹۷۸ء میں فراغت کے بعد دارالعلوم فیاض المسلمین میں آکر مدرس ہوگیا۔ اور تسلسل کے ساتھ مکمل بارہ سال تک میں نے تدریسی خدمت انجام دی، اس بارہ سالہ زندگی میں حضرت استاذ گرامی الحاج مولانا عبدالقیوم صاحب قادری مجیبی نوراللہ مرقدہ اور آپ کے چھوٹے بھائی حضرت استاذ گرامی قاری محمد عارف صاحب مدظلہ العالی سے حضرت شہنشاہ ولایت پیر طریقت مولانا الحکیم سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ العزیز کے بارے بہت کچھ سننے اور دیکھنے کو بھی ملا۔

حضرت اپنے وقت کے قلندر تھے اور قلندرانہ مزاج رکھتے تھے، ایک بار بائسی سے علاقہ سودھانی ضلع کٹیہار کے

ایک گاؤں کوٹاامان پورالحاج فیروز احمدامانی کے گھر تشریف لے گئے،عشائیہ میں حضرت نے حاجی فیروز امانی کے والد جناب عین الحق پٹواری سے فرمایا کہ اپنے دروازہ پر پنج وقتہ نماز کے لیے ایک مسجد بنوائیے، میں بنیاد ڈال کر پھلواری شریف جاؤں گا، پٹواری صاحب نے کہا: حضور! اپنے بڑے لڑکے حاجی فیروز سے تبادلۂ خیال کے بعد کہوں گا، حضرت نے برجستہ فرمایا کہ مسجد بنانے کے لیے تبادلۂ خیال کیا معنیٰ؟ بہرحال پٹواری صاحب نے اپنے لڑکے سے مشورہ کیا، تو انہوں نے کہا کہ آپ حضرت سے عرض کر دیں کہ تین آدمی اس سال حج کر کے آئے ہیں کافی صرفہ ہوگیا ہے، اس لیے آئندہ دیکھا جائے گا، پٹواری صاحب نے یہی گذارش کی تو حضرت نے فرمایا: خدا کا گھر بنانے کے لیے روپے نہیں ہیں اور ڈاکو آئے گا تو اس کو دینے کے لیے روپے ہوں گے۔

پھر حضرت دوسرے دن وہاں سے بینی باڑی حضرت مولانا فضل الرحمن کے یہاں تشریف لے گئے، علی الصباح مخبر پہنچا کہ حاجی فیروز صاحب کے یہاں رات ڈکیتی ہوگئی ہے۔ تینتالیس ہزار روپے نقد اور زیورات ڈاکو لے گئے ہیں، حضرت نے فرمایا کہ ڈاکو کے لیے پیسے ہوئے اور خانۂ خدا کے لیے نہیں، تعجب ہے۔

پھر وعدہ کے مطابق آئندہ سال مسجد بنی، حضرت نے بنیاد رکھی، آج تک مسجد آباد ہے، حاجی فیروز مرحوم کے صاحبزادگان عزیزم مولانا فضل احمد سلمہ اور عزیزم حافظ وقاری مرغوب عالم سلمہ نے مسجد کو آباد کر رکھا ہے۔

یوں تو حضرت کے بہت سارے کرامات ہیں اور کچھ کرامتوں سے ہم بھی واقف ہیں، مگر میں صرف اپنی آپ بیتی سے متعلق حضرت کی ایک کرامت آپ کو سنادوں، سنئے :

۱۹۸۴ء میں میرا بڑا لڑکا پیدا ہوا، پھر چند سال کے بعد ۱۹۸۹ء میں میری ایک لڑکی پیدا ہوئی اور صرف چھ دن رہ کر انتقال کرگئی، اس حادثہ کا صدمہ میری اہلیہ کے لیے ایک صدمۂ جانکاہ بن گیا، اور وہ سکتہ کی مریضہ ہوگئی، ہوش وحواس کھو بیٹھی، کیفیت یہ تھی کہ نہ کھانا، نہ پینا، نہ گفت وشنید، مجھے مدرسہ چھوڑ کر گھر آنا پڑا اور اس کی تیمارداری میں مسلسل پانچ ماہ مدرسہ سے غیر حاضر رہا، بچوں کی طرح ان کے منہ میں نوالہ ڈال کر انگلی کی مدد سے کھانا کھلانا اور تیمارداری کرنا میرے لیے ایک لازمی معاملہ ہوگیا، چوں کہ میرے گھر میں میری والدہ مرحومہ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا جو گھر کی ضروریات کو نبھاتا۔ حضرت کسی تقریب سے متعلق بانسی تشریف لائے اور مجھے خبر ہوئی تو میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور حضرت استاذ گرامی الحاج مولانا عبدالقیوم صاحب کے ذریعہ اپنے غربت کدہ پر آنے کی درخواست کرائی اور اہلیہ سے متعلق ساری باتیں خدمت اقدس میں پیش کی گئیں۔

حضرت نے فرمایا کہ کل گاڑی لے کر فقیرٹولی مکھیا عثمان صاحب کے یہاں آؤ، وہاں ناشتہ کی دعوت ہے، وہیں سے تمہارے گھر چلیں گے، میں حکم کے مطابق فقیرٹولی پہنچا اور حضرت کو لے کر گھر کے لیے روانہ ہوا، حضرت بیل گاڑی پر اور میں پیدل دوڑا دوڑا روڈ چھوڑ کر پیری راستہ سے گھر پہنچا، تو دیکھا کہ حضرت کے تشریف لانے سے قبل ہی مریضہ بستر علالت سے اٹھ کر کھانے

پینے کا سامان تیار کر رہی ہے، میری حیرت کی انتہا نہ رہی، جب تک حضرت کی سواری آپہنچی، میں باہر آیا تو حضرت نے اپنا دست اقدس ہلاتے ہوئے فرمایا: کہیے مولانا! آپ کی مریضہ کا کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا: حضرت! اس وقت وہ کھانا وغیرہ بنا رہی ہے۔ حضرت نے فرمایا: تعجب ہے، مریضہ بے ہوش پڑی تھی، پھر کھانا بنا رہی ہے، کیا ماجرا ہے؟ میں نے کہا: حضور جانیں۔

الحمدللہ! نہ ہم نے تعویذ لی، نہ کوئی پانی وانی دم کرایا، حضرت کی برکت سے اللہ نے آپ کی تشریف آوری سے قبل ہی مریضہ کو صحت دے دی اور مریضہ حضرت کی مہمان نوازی کی خدمت میں مشغول ہوگئی۔

یہ ہے اللہ والوں کی شان، یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور ہمارے گاؤں میں ہر طرف حضرت کا چرچا ہونے لگا، لوگ آپ کے دیوانے ہوگئے اور آپ کے دست حق پرست پر اسی روز ۴۸ رمر دوزن کسی کے کچھ کہے بغیر مرید ہوئے۔

ایک بار حضرت کے ساتھ گرہرہ مولانا حکیم عبدالستار صاحب کے یہاں جانے کا اتفاق ہوا، شرکاء سفر میں حافظ غیاث الدین صاحب پانی صدرہ، موذن عبدالمتین صاحب ڈمرا، مولوی جمیل صاحب باڑا عیدگاہ، عبدالحفیظ صاحب اور میں (راقم الحروف) بھی تھا۔ حضرت علیہ الرحمہ مولانا حکیم عبدالستار صاحب کی ایک گاڑی پر اور ہم لوگ ایک دوسری گاڑی پر گرہرا سے مجھٹہ کے لیے روانہ ہوئے، جناب منشی علاء الدین صاحب کے گھر آنا تھا، ہم لوگوں کی بیل گاڑی کے گاڑی بان عبدالحفیظ صاحب تھے، ان کی بینائی بوجہ بڑھاپا کمزور تھی، انہوں نے گاڑی ایک خندق میں گرادی، گاڑی پلٹ گئی اور ہم سب لوگ نیچے، گاڑی اوپر تھی، کسی طرح ہم لوگ نکلے پھر گاڑی پر سوار ہو کر جونہی منشی علاء الدین صاحب کے دروازہ پر پہنچے تو حضرت نے فرمایا: آپ لوگوں کو چوٹ تو نہیں لگی، ہم لوگوں نے زور سے اللہ اکبر کہا اور برجستہ ہم لوگوں نے یہ کہا: چوٹ ہم لوگ کھائیں، خبر حضور رکھیں۔ حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت اونچا مقام عطا کیا تھا، آپ کی انہی کمالات وکرامات کی وجہ سے ایک جہان آپ کا گرویدہ تھا، کثیر لوگوں نے آپ کے کمالات کو بچشم خود دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ آپ کا فیضان ہمیشہ جاری رکھے ـــــ آمین

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ

# کمالات و کرامات

● مولانا حافظ عبد المنعم قادری مجیبی ـــــ دار العلوم فیاض المسلمین، بائسی پورنیہ

اللہ رب العزت نے اس کائنات عالم میں اٹھارہ ہزار مخلوقات پیدا کئے اور ان میں حضرت انسان کو شرافت و کرامت کا تاج عطا فرما کر اسے اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بخشا، پھر انسان کی ظاہری و باطنی پرورش و تربیت کے لیے بہت سارے اسباب و ذرائع پیدا کئے اور انسان کی ہدایت و رہبری کے لیے انبیاء و مرسلین کا سلسلہ جاری فرمایا، جو ہمارے آقا و مولا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر ختم ہوا، انبیاء کے بعد اس مخلوق کی ہدایت کے لیے اولیائے کرام کا سلسلہ جاری رہا، بے شمار اولیائے کرام دنیا میں آئے اور اپنی روحانی طاقت وقوت سے لوگوں کی دنیا و آخرت کو آباد کیا اور بندگان خدا کو اللہ تعالیٰ کے قرب کا حق دار بنایا، اولیائے کرام نے اپنی زندگیاں اللہ کے بندوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیں، ہر طرح سے خدا کے بندوں کو خدا سے قریب کرنے کی کوشش اور جتن کرتے رہے، اس نیک مقصد کی خاطر انہیں بے شمار قربانیاں بھی دینی پڑیں اور بسا اوقات روحانی طاقت کا استعمال بھی کرنا پڑا، یعنی اپنی کرامتوں کا اظہار بھی کرنا پڑا، کبھی اتفاقاً بھی کرامتوں کا صدور ہو جایا کرتا، جس سے لوگوں کے درمیان ان کی ولایت عام ہو جاتی تھی۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری اللہ تعالیٰ کے انہی محبوب و مخصوص بندوں میں تھے جو ۷ رمارچ ۲۰۱۸ء کو اس دار فانی سے دار بقا رحلت کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی جو ہدایت فرمائی وہ ناقابل فراموش ہے، خاص کر ہمارا علاقہ پورنیہ وکٹیہار میں آپ کی ذات اقدس سے لوگوں کو بہت فائدہ پہنچا، آپ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے سینکڑوں لوگ تائب ہوئے، آپ کی برکت سے راہ راست پر آئے اور نیکی و بندگی کے راستے پر گامزن ہو کر خدا و رسول کی بارگاہ کے مقرب ہوئے۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری کی ذات کرامات و کمالات کا سرچشمہ تھی، ہمارے علاقہ میں آپ نے

طویل عرصہ خدمت خلق کا فریضہ انجام دیا،اس عرصۂ دراز میں بہت لوگوں نے آپ سے بہت سے کمالات وکرامات کو صادر ہوتے ہوئے دیکھا ہے،سب کو سپرد قلم کرنا میرے لیے امر دشوار ہے، یہاں کچھ معتبر لوگوں کی زبانی جو واقعات ہم نے سن رکھے ہیں،ان میں سے چند کا ذکر کیا جارہا ہے :

۱۹۸۲ء میں جب حضرت مولانا شاہ محمد عماد الدین قادری قدس سرہ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے جارہے تھے تو آپ کے ہمراہ تقریباً پچاس لوگوں کا قافلہ تھا،پانی جہاز کے ذریعہ جانا تھا،جب آپ کا قافلہ بمبئی پہنچا تو بائسی کے اکثر لوگوں کا نام حاجیوں کی فہرست میں نہیں آیا تھا،لوگ پریشان تھے کہ حضرت کے ہمراہ جانا ہم لوگوں کے نصیب میں نہیں رہا،حضرت کی رفاقت سے ہم لوگ محروم ہوگئے،لوگوں کی پریشانی دیکھ کر حضرت نے ان سے فرمایا کہ چلو! ہم سب حضرت مخدوم ماہم علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں،جو لوگ میرے ساتھ جائیں گے ان کا نام آجائے گا،چنانچہ چند لوگوں کے سوا سبھی لوگ حضرت کے ہمراہ مخدوم صاحب کی بارگاہ میں حاضری دینے چلے گئے،جب وہاں سے واپس آئے تو دیکھا کہ جتنے لوگ حضرت کے ہمراہ گئے تھے،ان لوگوں کا نام آگیا ہے اور ان کا نمبر لگ گیا ہے،لیکن جو لوگ حضرت کے ہمراہ نہیں گئے تھے،ان کا نام نہیں آیا۔تب ان لوگوں نے حضرت سے عاجزی کی کہ ہم لوگوں کا کیا ہوگا؟ تو حضرت نے فرمایا کہ تم لوگ درگاہ پر کیوں نہیں گئے تھے؟ اب بھی موقع ہے جاؤ! حاضری دے کر آؤ، وہ آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حاضری دینے چلے گئے، وہاں سے واپس آئے تو ان لوگوں کا نام بھی آگیا تھا،لیکن ان لوگوں کا نمبر دوسرے جہاز میں لگا۔

عبد السلام نامی ایک شخص جو حضرت امان المستجیرین مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ کے مرید تھے،ان کو حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری مستان کہہ کر بلاتے تھے،ان کا بیان ہے کہ ایک موقع سے حضرت مولانا شاہ محمد عماد الدین قادریؒ نے کسی کے ذریعہ اطلاع دی کہ مستان کو بلاؤ۔یہ سن کر وہ گھر سے روانہ ہوئے، روانگی کے وقت بائسی آنے کے لیے ان کے پاس رقم نہیں تھی، انہوں نے اپنے بھائی سے رقم قرض مانگا،ان کے بھائی نے دریافت کیا کہ کیا کام ہے؟ انہوں نے کہا کہ حضرت بابو تشریف لائے ہیں، ملاقات کرنے جارہا ہوں، ان کے بھائی نے انہیں قرض بھی دیا اور اپنی طرف سے نذرانہ بھی دیا اور دیگر لوگوں نے بھی ان کے کہنے پر نذرانے دیئے،ان میں سے ایک خاتون جو زیادہ صاحب حیثیت تھی،اس سے مستان صاحب نے کہا کہ تم زیادہ حیثیت رکھتی ہو،تم کو زیادہ دینا چاہیے،جب مستان صاحب مدرسہ فیاض المسلمین آئے اور حضرت کی بارگاہ میں حاضری دی تو حضرت نے پہلے ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ جو لوگ نہیں دینا چاہتے ہیں، ان سے تقاضا کیوں کرتے ہو؟ جب کہ حضرت کو اس بات کی اطلاع کسی نے نہیں دی تھی، حضرت نے اپنے کشف کے ذریعہ اس بات کو معلوم کرلیا تھا۔

مستان صاحب ہی کا بیان ہے کہ ان کی اہلیہ کو فالج کا اثر ہوگیا تھا، انہوں نے بہت علاج ومعالجہ کرایا،لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، اتنے میں حضرت بائسی تشریف لائے،مستان صاحب کو بھی خبر کوئی، وہ بائسی حاضر ہوئے اور حضرت سے ملاقات کرکے عرض کیا کہ حضور! میری اہلیہ پر فالج کا حملہ ہوگیا ہے،یہ سن کر حضرت نے فرمایا کہ آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کردیا کرو، اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے گا،آپ کے حکم کی تعمیل کی گئی اور چند دن مریضہ پر آیۃ الکرسی پڑھ کر دم کیا گیا تو بفضلہ تعالیٰ مریضہ روبہ صحت ہوگئی۔

حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعلقین کا بہت خیال رکھتے تھے اور اپنی روحانیت سے اپنے مریدین کو فیضیاب فرماتے رہتے تھے اور آپ اپنی طاقت روحانی سے اپنے عقیدت مندوں کی حاجت روائی فرماتے تھے، ایک مرتبہ مولانا شمشاد احمد قادری مجیبی جن کا خاندانی تعلق ہمیشہ خانقاہ مجیبیہ سے رہا ہے، ان کے آبا واجداد کئی پشتوں سے خانقاہ مجیبیہ سے منسلک رہے ہیں، وہ اپنی تعلیم کے آخر سال تکمیل درس نظامی کے لئے یوپی گئے تھے، وہاں کا معمول ہے کہ جب ابتدائے بخاری کی محفل منعقد ہوتی ہے تو اس موقع پر پہلے طلبہ کو بیعت کیا جاتا ہے، پھر دورۂ حدیث کا درس شروع ہوتا ہے، مولانا شمشاد صاحب کا بیان ہے کہ ہم بھی آغاز بخاری کے لیے محفل میں حاضر ہوئے اور درس گاہ میں عین سامنے کی طرف بیٹھ گیا، مجمع کافی تھا، طلبہ کے علاوہ بہت سارے لوگ بھی مستفیض ہونے کی غرض سے حاضر تھے، اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ سبھی طلبہ کو پہلے مرید کیا جائے گا پھر بخاری کا آغاز ہوگا، میں بہت پریشان ہوا، کیوں کہ مجھے وہاں مرید ہونے کی طبیعت نہیں تھی، میرے دل میں حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری کی عظمت کا سکہ شروع سے ہی بیٹھا ہوا تھا اور میرے اہل خاندان کئی پشتوں سے خاندان مجیبی کے غلام رہے ہیں، جوں جوں وقت گزرتا میرے دل میں گھبراہٹ بڑھتی جارہی تھی اور وہاں سے میں اٹھ بھی نہیں سکتا تھا، اس وقت بیٹھے بیٹھے ہم نے حضرت کو یاد کیا تو ہم نے دیکھا کہ ہم کو ایک شخص نے وہاں سے اٹھا کر دوسری طرف بٹھال دیا، اور مجھے احساس ہوا کہ وہ شخص کوئی اور نہیں بلکہ حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری ہی تھے۔

حضرت مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادری علیہ الرحمۃ کی ذات کمالات کا سرچشمہ تھی، آپ کی ذات قطب وقت کی حامل تھی، آپ کے مقام قطبیت کا اندازہ یقین کامل سے اس وقت بدل جاتا ہے، جب ایک عارف باللہ اور وقت کے ولی کامل کی زبان فیض ترجمان سے سنا گیا ہو، چنانچہ حضرت امان المستجیرین مولانا سید شاہ محمد امان اللہ قادری قدس سرہ جب حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے گئے تھے، آپ کی واپسی کا پروگرام مدراس، کٹک، کلکتہ اور بائسی کا بھی تھا، میرے والد گرامی قطب سیمانچل حضرت مولانا عبدالقیوم قادری مجیبی اور میرے سنجھلے چچا جمال ملت حضرت مولانا محمد جمال الحق علیہما الرحمہ حضرت امان المستجیرین کو لینے کے لیے کلکتہ پہنچے، لیکن وقت میں گنجائش نہیں تھی، حضرت امان المستجیرین نے فرمایا کہ پورنیہ اور بائسی والے کیوں پریشان ہیں؟ پریشانی کی ضرورت نہیں، ان لوگوں کو تو قطب وقت (مولانا سید شاہ محمد عماد الدین قادریؒ) ہی دے دیا گیا ہے، آپ لوگ ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں، اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امان المستجیرین کی نگاہ میں حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادریؒ کی کتنی اہمیت تھی اور حضرت آپ سے کتنی محبت وشفقت فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادری علیہ الرحمہ کے ہم پر اور ہمارے اہل خانہ پر بے شمار احسانات رہے ہیں، جنہیں کبھی بھولا نہیں جاسکتا ہے اور آپ کے توسط سے ہم کو اور ہمارے اہل خاندان کو خانقاہ عالم پناہ مجیبیہ کے ان گنت فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں، آج بھی استفاضہ کا سلسلہ جاری ہے اور اللہ رب العزت جل جلالہ اس سلسلہ نایاب کو ہمیشہ جاری رکھے ـــــ آمین

ع تا قیامت یوں ہی جاری رہے میخانہ تیرا

❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊ ❊

# حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ
# دعوت وارشاد کے علمبردار

● مولانا محمد رمضان علی فرقانی ـــــ استاذ دارالعلوم مجیبیہ پھلواری شریف

عالم باعمل صوفی کامل حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادریؒ کے وصال کی خبر ملی تو زبان سے بر جستہ یہ جملہ نکلا: موت العالم موت العالم یعنی عالم کی موت کائنات کی موت ہے۔حضرت مولانا موصوف کافی دنوں سے بستر علالت پر تھے اور آخر شب ۱۹؍ جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ میں داعی اجل کی پکار پر لبیک کہا اور اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔مولانا موصوفؒ کی پیدائش ۱۱؍ جمادی الاولی ۱۳۴۷ھ کو صوبہ بہار کی مردم خیز و پر بہار سرزمین پھلواری شریف میں ہوئی لیکن ان سے میرا ربط و تعلق ۲۰۰۸ء میں ہوا، اس وقت وہ صحت منداور تندرست تھے، فجر کی نماز کے بعد خانقاہ مجیبیہ کے چائے خانہ میں نماز ادا کرنے والے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر چائے نوش فرماتے تھے، اس کے بعد مسجد مجیبی کے سامنے چبوترے پر بیٹھ جاتے تھے، چائے نوشی کے بعد آپ کے سامنے سب لوگ عقیدت و احترام کے ساتھ بیٹھ جاتے تھے، اور مولانا موصوفؒ دعوت وتبلیغ، وعظ ونصیحت فرماتے تھے، اسلامی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کراتے تھے، اس چبوترے پر آپ کی جتنی تقریریں ہوئیں، ان میں سے ایک تقریر جو مجھے اچھی طرح یاد ہے یہاں رقم کر رہا ہوں، جس سے قارئین کو ان کے داعیانہ مزاج کا اندازہ ہو جائے گا :

”فَقُلۡتُ اسۡتَغۡفِرُوۡا رَبَّكُمۡ ؕ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۙ﴿۱۰﴾ (نوح)، حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے اللہ میں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم سب اپنے رب سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو، بلاشبہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو بخشنے والا ہے۔دعاء و استغفار کی تلقین کرنے کے بعد حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے سامنے استغفار کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرمایا: يُّرۡسِلِ السَّمَآءَ عَلَيۡكُمۡ مِّدۡرَارًا ۙ﴿۱۱﴾ وَّيُمۡدِدۡكُمۡ بِاَمۡوَالٍ وَّبَنِيۡنَ وَيَجۡعَلۡ لَّـكُمۡ جَنّٰتٍ وَّيَجۡعَلۡ لَّـكُمۡ اَنۡهٰرًا ؕ﴿۱۲﴾ (نوح) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرو گے تو وہ تم پر کثرت سے بارش برسائے گا، قحط نہیں

پڑے گا کہ اس کی وجہ سے تم لوگوں کی جان ومال کا نقصان ہو، تمہاری دولت واولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغات اور نہریں کردے گا۔

توبہ واستغفار کا سب سے بہتر وقت، وقت سحر ہے کیونکہ وہ وقت غفلت ہے، اس وقت لوگ بے خبر سوتے ہیں، ایسے وقت میں اگر کوئی بندہ خدا کے سامنے کھڑے ہوکر، روئے، اپنے گناہوں سے توبہ کرے، استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو معاف فرمادیتا ہے کیونکہ وہ قبولیت کا وقت ہے، اللہ تعالیٰ نے استغفار کو وقت سحر کے ساتھ خاص کیا ہے: وَبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ۝۱۸ (الذاریات) وہ سحر کے وقت اپنے گناہوں سے استغفار کرتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر رات آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا پر جلوہ گر ہوتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ ہے کوئی توبہ کرنے والا جس کی میں توبہ قبول کرلوں، ہے کوئی استغفار کرنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو بخش دوں۔

جو مسلمان ایسا کرتا ہے وہ متقی اور پرہیز گار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کا ذکر متقی اور پرہیز گار بندوں کی صفات کے ذکر میں کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ، ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمائے آمین۔''

انداز گفتگو اور انداز دعوت وتبلیغ کی جھلک پیش کرنے کے لیے میں نے یہ مختصر بیان قارئین کی خدمت میں پیش کیا ورنہ آپ کی دیگر باتیں اور بیانات میرے ذہن میں موجود ہیں لیکن بخوف طوالت ان کو ترک کردیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

من رأى منكم منكرا فليغره بيده فان لم يستطع فبلسانه فان يستطع فبقلبه وذلك اضعف الايمان—(مسلم :۵۰/۱)

ترجمہ : تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے (یعنی اس برائی کو اپنی طاقت سے ختم کردے) اگر اس کی قدرت نہ رکھے تو اپنی زبان سے روکے اگر (زبان سے بھی روکنے کی) طاقت نہ رکھے تو دل سے (برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور درجہ ہے۔

حضرت مولانا موصوفؒ کی شخصیت اس حدیث کی حامل تھی، ایک مرتبہ جب میں حضرت وارث رسولنما بنارسیؒ کے عرس میں شرکت کے لئے بنارس پہنچا تو دیکھا کہ آپ وہاں پہلے سے موجود تھے، رات میں قل ومجلس میں شریک ہونے کی وجہ سے زائرین کافی تھک چکے تھے، صبح فجر کی اذان کے بعد بھی جب کچھ لوگوں کی آنکھ نہیں کھلی تو آپ نے ان سبھوں کو جگایا اور ڈانٹتے ہوئے کہنے لگے کہ پیر، ولی کے آستانہ پر آکر نماز ادا نہیں کروگے تو اور کہاں کروگے، یہی تو علم وعرفان کا مرکز ہے، یہی تو اصل درسگاہ اور تربیت گاہ ہے، اس کے بعد تمام لوگ نماز فجر ادا کرنے کے لئے دوڑ پڑے۔

حضرت مولانا موصوفؒ ملت اسلامیہ کے کس قدر عظیم داعی ومبلغ تھے اس کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ

موضع لاہل، جو دلکولہ اور کشن گنج کے درمیان واقع ہے، اس جگہ کے رہنے والے دینی وعلمی اعتبار سے بہت کمزور تھے۔ جو لوگ کٹیہار، پورنیہ، کشن گنج، اور اس سے ملے ہوئے مغربی بنگال کے ضلع اتر دیناجپور، مالدہ وغیرہ کے باشندے ہیں یا ان علاقوں کا معائنہ کر چکے ہیں، وہ بہتر جانتے ہیں کہ ان علاقوں کے رہنے والے دینی، علمی، سیاسی، معاشی، اقتصادی اعتبار سے نہایت پسماندہ ہیں، دینی وعلمی کمزوری کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ان علاقوں میں علماء، فقہاء، صوفیاء، بہت کم پیدا ہوئے، علمی و دینی اعتبار سے ان مقامات کی زمین بنجر رہی ہے، مردم خیز وزرخیز نہیں رہی ہے، اسی وجہ سے خانقاہوں اور مدارس کی بہت کمی ہے۔ دور حاضر میں ان علاقوں کے رہنے والے کافی تعداد میں ملک کے مختلف صوبوں میں زیر تعلیم ہیں، اور اکثر اہل علم درس وتدریس کی خدمات انجام دے رہے ہیں، لیکن ان کے وطن کی اداس مٹی بڑی شدت سے ان کا انتظار کر رہی ہے کہ ابنائے وطن اپنے علم وعرفان کی شمع سے ان تاریک علاقوں کو کب روشن کریں گے اور پسماندگی کو دور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ان علاقوں کی ہر پسماندگی کو دور فرمائے۔ آمین۔ بات طویل ہوگئی آمدم برسر مطلب موضع لاہل، نیشنل ہائی وے سے متصل ہے، یہاں کے باشندے دین و مذہب سے کوسوں دور تھے، اسلامی تہذیب وتمدن سے کورے تھے، روڈ پر گاڑیاں روک لی جاتی تھیں، لوٹ ومار کی وارداتیں ہوتی رہتی تھیں، غروب آفتاب کے بعد بہت کم راہگیر اس سڑک سے گزرتے تھے۔ حضرت مولانا موصوفؒ نے اس علاقہ کی طرف خاص توجہ فرمائی، آپ پھلواری شریف سے لاہل تشریف لے جاتے دو تین دن وہاں قیام فرما کر دعوت وتبلیغ فرماتے، آپ کے وعظ ونصیحت کا لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ کچھ ہی دنوں میں مقلب القلوب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کے دلوں کو سیئات سے حسنات کی طرف پھیر دیا، اس علاقہ کے رہنے والے دیندار ہوگئے، لوٹ مار کے واقعات ختم ہوگئے، رات میں بھی بے خوف ہو کر لوگ اس راستے سے گزرنے لگے، آپ نے مزید اس سڑک سے آمد ورفت کرنے والوں کے خوف وہراس کو دور کرنے کے لئے اور ان میں اعتماد قائم کرنے کے لئے اسی موضع لاہل میں لب سڑک ایک رباط (مسافر خانہ) کی تعمیر کرائی تاکہ سفر کرنے والے لوگ وہاں قیام کر سکیں اور ان کو یقین ہو جائے کہ اب یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔ لاہل اور اس سے متصل علاقے کے لوگ آپ کے عقیدتمند ہوگئے، آپ اپنے عقیدت مندوں کو مرکز علم وعرفان خانقاہ مجیبیہ میں لے آئے اور وہ یہاں آکر بیعت ہوگئے۔ ایک مرتبہ لاہل میں عقیدت مندوں نے مجلس سماع منعقد کرنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ نے فرمایا کہ سماع کا شوق ہے تو خانقاہ مجیبیہ جانا ہوگا، اگر یہاں سماع کی اجازت دے دوں گا تو اس کے آداب کا لحاظ نہیں کرسکو گے اور پھر ایک دن ایسا آئے گا کہ وہ لوگوں کی تفریح اور تماشا کی چیز بن کر رہ جائے گی۔

ان باتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ حضرت مولانا موصوفؒ نے خود بھی اللہ تعالیٰ سے اپنا رشتہ مضبوط کیا اور اس کے بندوں کو بھی اس سے جوڑنے کی بھرپور کوشش کی، اور اسی کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بن جائیں تاکہ وہ ہمارا ہو جائے "من کان للہ کان اللہ لہ"۔ انہوں نے دین ودعوت کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیا تھا، دعوتی جذبے سے کافی معمور تھے،

دعوتی اور تعلیمی کاموں کی کافی فکر کرتے تھے، جب بھی موقعہ ملتا تھا تو آپ پوری فکرمندی، سوز وتڑپ کے ساتھ اسلام کے پیغام کو پہنچانے اور علم وعمل سے وابستہ کرنے کی حتی الامکان کوشش کرتے تھے، اسی کا ثمرہ ہے کہ آپ کی شخصیت کے طفیل نہ جانے کتنے راہرو منزل مقصود تک پہنچے، کتنے لوگوں کو علم ومعرفت کی راہ ملی ،فکروفن سے ان کے قلوب روشن ہوئے، ان کے دلوں میں ملت اسلامیہ کی حفاظت وصیانت کا ولولہ پیدا ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا میں ایسی شخصیتیں بہت کم پیدا ہوتی ہیں :

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردہ سے انسان نکلتے ہیں

ان دعوتی واصلاحی باتوں کو سامنے رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ واقعی آپ اسلام کے ایک عظیم مبلغ تھے جن کے کلام میں کشش اور تاثیر دونوں چیزیں موجود تھیں، اور یہ بڑی نعمتیں آپ کو متعدد اسباب کی بناء پر حاصل ہوئیں، ایک تو یہ ہے آپ کی تعلیم وتربیت آپ کے والد بزرگوار حضرت امیر شریعت ثالث مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ کی نگرانی میں ہوئی ،اس کے علاوہ آپ خانقاہ مجیبیہ کے متعدد صوفیہ کرام سے مستفید ومستفیض ہوتے رہے، خانقاہ مجیبیہ کی مجالس ومحافل میں پابندی کے ساتھ شریک ہوتے تھے خصوصا محفل یوم عاشوراء، محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجلس سماع وغیرہ میں تو بلاناغہ شرکت فرماتے تھے، اخیر عمر میں جب کمزور ہوگئے، چلنے پھرنے میں تکلیف ہونے لگی تو اپنے پوتے مولانا حافظ فصیح الدین عاصم سلمہ، اور تابش کے ہمراہ خانقاہ تشریف لاتے اور محفلوں میں شریک ہوتے۔

باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ کی دینی وعلمی ،دعوتی وتبلیغی خدمات کو قبول فرمائے، دنیا میں آپ نے جس ذوق وشوق، ادب واحترام اور عقیدت ومحبت کے ساتھ بزرگان دین ،صوفیہ کرام کی صحبت ومعیت اختیار کی ،اس کی بدولت آخرت میں بھی اپنے نیک بندوں کے زمرہ میں شامل کرکے جنت میں داخل فرمائے۔۔۔ آمین!

✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻

# حضرت مولانا شاہ عماد الدین قادریؒ

# خاموش پیغامبر

● ڈاکٹر سید ریحان غنی—روزنامہ ’’پندار‘‘سلطان گنج، پٹنہ

خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف سے میرا لگاؤ بچپن سے عقیدت مندانہ ہے۔ یہ بہار کی باوقار خانقاہ ہے، جس نے آج بھی اپنے بزرگوں کی وراثت کو، ان کے علمی اور ادبی کارناموں کو اور ان کے طور طریقوں کو نہ صرف سنبھال کر رکھا ہے، بلکہ اسے پروان بھی چڑھا رہی ہے۔اس کی علمی و ادبی خدمات کئی دہائیوں پر محیط ہیں۔اس خانقاہ کے بزرگوں کے فیوض و برکات تاحال جاری اور ساری ہیں۔میں نے نشست و برخاست کے طریقے، لوگوں کے جذبات کی پاسداری اور سنجیدگی ومتانت اسی خانقاہ سے سیکھی ہے۔میرا بچپن اور میری جوانی کے کچھ حصے پھلواری شریف میں ہی گذرے۔میں ۱۹۷۸ء تک اسی مقدس سرزمین کا حصہ بن کر رہا۔دادا ابا حضرت مولانا مفتی سید شاہ محمد عثمان غنیؒ دارالعلوم دیوبند سے فارغ تھے، لیکن خانقاہ کے بزرگوں سے ان کے روابط اتنے مضبوط اور رشتے اتنے مستحکم تھے کہ وصال کے بعد ’’باغ پیر مجیب‘‘ میں پیوند خاک ہوئے۔اس رشتے کو میرے والد ماجد سید شاہ نعمان غنیؒ نے بھی نبھایا اور انہیں بھی دو گز زمین اسی ’’باغ‘‘ میں ملی جہاں سیکڑوں بزرگ آرام فرما ہیں۔میں اکثر دادا ابا علیہ الرحمہ کے ساتھ خانقاہ مجیبیہ جاتا۔کنارے بیٹھا رہتا اور خاموشی سے بزرگوں کی باتیں سنتا رہتا۔میں نے خانقاہ کے بہت سے بزرگوں کو بہت قریب سے دیکھا اور ان کی عالمانہ گفتگو سے فیض یاب بھی ہوا۔اِن میں حضرت مولانا سید شاہ محمد نظام الدین قادریؒ، حضرت مولانا سید شاہ عون احمد قادریؒ، حضرت مولانا سید شاہ امان اللہ قادریؒ، حضرت مولانا سید شاہ عین احمد قادریؒ، حضرت مولانا سید شاہ محمد رضوان اللہ قادریؒ اور مولانا حکیم سید شاہ عماد الدین قادریؒ کے اسم گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ سب بزرگ اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔اب صرف اُن کی یادیں رہ گئی ہیں۔حضرت مولانا سید شاہ رضوان اللہ قادریؒ عمر میں مجھ سے بڑے تھے لیکن ہم عصر تھے۔اُن سے اسی طرح قربت تھی جس طرح بڑے اور چھوٹے بھائی کی ایک دوسرے سے ہوتی

ہے۔ ۱۹۷۸ء میں پھلواری شریف سے پٹنہ منتقل ہونے اور دادا ابا علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد حالانکہ خانقاہ مجیبیہ سے دلی عقیدت اور قربت تو برقرار رہی لیکن خانقاہ میں آمد و رفت کم ہوگئی۔ پھلواری شریف سے میں جب پٹنہ منتقل ہوا تو اس وقت مولانا سید شاہ عین احمد قادریؒ کو چھوڑ کر مذکورہ تمام بزرگ حیات تھے۔ ان میں ایک بہت خاموش بزرگ حضرت مولانا حکیم سید شاہ عماد الدین قادریؒ بھی تھے، جن کا انتقال بھی حال ہی میں ۷؍مارچ ۲۰۱۸ء کو ہوا۔ جب میں ان کی نماز جنازہ اور تدفین میں شریک ہو کر پٹنہ واپس آرہا تھا تو اچانک ماضی کی یادیں تازہ ہونے لگیں۔ بزرگوں کے نورانی اور بارونق چہرے، ان کی باتیں اور ان کی نشست و برخاست کے طریقے میری آنکھوں کے سامنے گھومنے لگے۔ ہر چند کہ پٹنہ آنے کے بعد حضرت مولانا حکیم سید شاہ عماد الدین قادریؒ سے میری قربت نہیں رہی لیکن اُن کی شخصیت سے میں ہمیشہ متاثر رہا۔ نورانی اور مسکراتا ہوا چہرہ، میانہ جسم، بارونق داڑھی، جس سے بھی ملتے مسکرا کر ملتے، ان کی تعلیم و تربیت خانقاہ مجیبیہ کے تین باکمال بزرگوں اور عالم دین حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادریؒ، حضرت مولانا سید شاہ قمر الدین قادریؒ اور حضرت مولانا سید شاہ محمد نظام الدینؒ کے آغوش اور نگرانی میں ہوئی۔ ان بزرگوں کے اثرات ان کی زندگی میں بھرپور مرتب ہوئے۔ ان کے مزاج میں سادگی، متانت اور جو ٹھہراؤ پیدا ہوا وہ ان بزرگوں کے فیض کا ہی نتیجہ ہے۔ وہ مستند حکیم تھے، یونانی طریقۂ علاج پر ان کی بڑی گہری نگاہ تھی۔ وہ کم سخن تھے لیکن جب بولتے تو علم و حکمت کے دروازے کھلتے چلے جاتے۔ ان کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ انہوں نے خانقاہ مجیبیہ کے بزرگوں سے جو کچھ بھی سیکھا اُسے انہوں نے اپنی عملی زندگی میں بھی اُتارنے کی کوشش کی۔ اُن کا ماضی اور حال صاف ستھرے آئینہ کی طرح تھا۔ انہوں نے حکمت کو پیشہ نہیں بلکہ خدمت خلق کا ذریعہ بنایا۔ اُن کی زندگی سراپا پیغام تھی۔ ایک ایسا پیغام جس کی آج پہلے سے زیادہ ضرورت ہے۔ یعنی ''دینے والا ہاتھ بنو، لینے والا ہاتھ نہ بنو'' حضرت مولانا حکیم عماد الدین قادریؒ نے اپنے لیے کچھ نہیں کیا۔ بہت ہی سادہ زندگی گذاری اور زندگی بھر دوسروں کے کام آتے رہے۔ وہ ایک کھلی کتاب کی طرح تھے جسے ہر کوئی آسانی سے پڑھ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ انہیں غریق رحمت کرے، اُن کے درجات بلند کرے اور ان کے اکلوتے بیٹے حکیم سید شاہ عمید الدین قادری کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنادے —— آمین

٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭٭

# حضرت شاہ عماد الدین قادری کی شخصیت

● امیمہ قادری — دارالشرف، جھریا، دھنباد

دراز قد، کھلتا ہوا رنگ، فراخ پیشانی، چشمے کی اوٹ سے جھانکتیں بڑی بڑی آنکھیں، کھڑی پتلی ناک، لبوں پر ہمہ وقت ایک مسکراہٹ، یہ نورانی صورت مولانا حکیم شاہ عماد الدین قادری علیہ الرحمہ کی ہے۔

نپے تلے قدم اٹھاتے تھے، چال بالکل سیدھی تھی، جب تک اپنے قدموں پر چلتے رہے کاندھوں پر جھکاؤ بالکل نہ آیا، طبیعت میں حلیمی اور بردباری تھی۔ ان کی شخصیت کا تصور کریں تو احساس ہوتا ہے کہ تبسم گویا ان کی شخصیت کا حصہ تھا۔ یوں بھی بچوں سے انسیت اور چہرے پر ایک شفیق مسکراہٹ ہمارے خاندان کے بزرگوں کا خاصہ ہے۔

ہم نے ہوش سنبھال کر جو چند نورانی چہرے اپنے اردگرد دیکھے، ان میں دادا ابو علیہ الرحمہ (وہ میرے والد کے ماموں تھے) کی شخصیت نہایت اہمیت کی حامل ہے، جن بزرگ ہستیوں کی شفقت ومحبت سے ہم فیض یاب ہوئے ان میں ایک شفیق ہستی دادا ابو کی ہے۔

نہایت خوش خلق حلیم الطبع تھے، مزاج میں تحمل اور ٹھہراؤ تھا، عموماً چڑچڑاپن، اشتعال اور قوت برداشت کی کمی ضعف کی دین ہوتے ہیں، لیکن مجھے یاد نہیں کہ ہم نے کبھی ان کو کسی پر جھنجھلاتے یا ناراض ہوتے دیکھا ہو، یا کبھی بلند آواز میں کسی سے کلام کیا ہو، یہ تو ممکن نہیں کہ کوئی بات خلاف مزاج نہ ہوئی ہو یا طبع پر ناگوار نہ گزری ہو، غصہ اور اختلاف فطرت انسانی کا حصہ ہیں اور ان پر قابو پالینا صالحین کا شیوہ۔

شاہ عماد الدین قادری علیہ الرحمہ خانقاہ مجیبیہ کے اہم فرد اور بزرگ ہستی وسرپرست تو بلاشبہ تھے، بذات خود کسی تعارف کے محتاج نہ تھے، اس خانوادے میں آپ کی حیثیت مسلم تھی اور آپ کی ذات تسلی وتشفی کا باعث تھی۔ طب کی تعلیم ضرور حاصل کی، لیکن طب کے پیشے سے منسلک نہ رہے، البتہ گھر میں کوئی علیل ہوتا تو خود تشریف لاتے اور خمیرہ اپنے ہاتھوں سے مرحمت فرماتے، وہ ہاتھ دستِ مسیحا تھا، جس کو تاثیر مسیحائی اپنے بزرگوں سے ورثے میں ملی تھی اور دعاؤں میں تاثیر یقیناً بزرگوں کا فیض تھا، افسوس ہمیں ”جیتی رہئے آباد رہئے“ کی دعائیں دینے والے وہ لب اب خاموش ہیں۔

مجھے ایک واقعہ یاد آتا ہے، ہماری والدہ علیل تھیں، مسوڑھے میں زخم ہوگیا تھا، شدید تکلیف تھی، دوا سے افاقہ نہ ہوا، دادا ابو کو خبر ہوئی فوراً تشریف لائے کاغذ کے ایک ٹکڑے پر عربی میں چند عبارتیں لکھ کر دیں اور کہا کہ ''اس کو بس دیکھتی رہو'' اور یہ کرشمہ ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا فقط کاغذ پر لکھی عبارتیں دیکھتے رہنے سے زخم پھٹ گیا اور مواد بہہ گیا۔

نیک اولاد والدین کے لیے تمغے کی صورت ہوتی ہے، جسے جیتے جی تو وہ اپنے سینے پر سجاتے ہیں، دنیا سے گذرنے کے بعد وہی اولاد ان کے لیے صدقۂ جاریہ بنتی ہے اور قاعدہ ہے کہ جب اولاد کی نیک نامی کا ذکر ہوگا بات والدین کی شخصیت و کردار تک ضرور جائے گی، جہاں شاہ عماد الدین قادری علیہ الرحمہ کا ذکر ہو، وہاں عظیم البرکت وجلیل القدر والد کا ذکر نہ کیا جائے تو عجیب سی بات ہوگی، بلکہ قلم کا حق ادا نہ ہوگا۔ حکیم شاہ عماد الدین قادری امیر شریعت ثالث حضرت مولانا شاہ قمر الدین قمر طلعت قدس سرہ کے فرزند تھے، حضرت شاہ قمر الدین قادری قدس سرہ امیر شریعت ثالث اس وقت مقرر ہوئے جب امارت شرعیہ نازک دور سے گذر رہا تھا، آپ نے جس حکمت عملی اور تدبیر سے امارت شرعیہ کے امور انجام دیئے، قضا نے اگر مہلت دی ہوتی تو یقینا آپ کی ذات والاصفات امارت شرعیہ کے لیے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوتی، ایسے ذی علم اور صاحب اسرار بزرگ کے فرزند تھے، حکیم شاہ عماد الدین قادری علیہ الرحمہ! اللہ جل شانہ آپ کے درجات بلند کرے، جو عزت و مرتبہ اللہ نے آپ کو اس دنیا میں عطا کیا یقینا جنت الفردوس میں بھی اسی اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے گا، اللہ جل شانہ ہم سب کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کیا وجیہ تھی شخصیت شہ عماد الدین کی ✿ شخصیت میں سادگی انداز تھا بے حد حسیں
اک جھلک دکھلا گئے وہ شاہ قمر الدین کی ✿ مشفق وخوش خلق تھے جو اپنے والد کی طرح

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

سہ ماہی
المجیب
میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں

# قطعہ تاریخ وفات

## جدنا الکریم حضرت مولانا حکیم سید شاہ محمد عماد الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ

● محمد آیت اللہ قادری پھلواروی

### فقرات تاریخی

سید ارباب حق مولانا شاہ محمد عماد الدین قادری
۱۴۳۹ھ

کاشف رموز طریقت بودند
۱۴۳۹ھ

بندۂ حق خالد خلد بریں شدند
۲۰۱۸ء

ولی پاک باطن مولانا عماد الدین ارتحال فرمود
۱۴۳۹ھ

### منظوم

سید ارباب حق و عارف باللہ بود ۞ آں عماد دیں زسرِّ معرفت آگاہ بود
در علوم ظاہری و باطنی درک کثیر ۞ در ہمہ فضل و شرف ہم دست نہ کوتاہ بود
متصف با جملہ اوصاف حمیدہ ذات او ۞ در کمالات جہاں فخر ہمہ اشباہ بود
آں مرید با مراد محی ملت شیخ وقت ۞ شش جہت آں مرد حق را شہرت و افواہ بود
بُد بزرگش مسلم نزد ہر خرد و کلاں ۞ باہمہ در خانداں او را کہ رسم و راہ بود

سال تاریخ وفاتش کرد چوں آیت طلب
۴۱
ہاتف حق گفت کہ ''منظور رب'' واللہ بود
۱۴۳۹ھ=۱۳۹۸+۴۱

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# قطعہ تاریخ وفات

## حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادری پھلواروی رحمۃ اللہ علیہ

● مولانا شاہ ہلال احمد قادری

دریغا رفت آن کز سرِّ حق آگاہ بود
عماد دین وملت عارف باللہ بود
مجاز محی ملتؒ پور بدرالدیں امام
بزرگ خاندانش محترم ذی جاہ بود
بہ علم باطنی جز او نباشد رہنمائے
دریں عہدم بایں رہ مرشدے واللہ بود
زشہرت بے نیاز وگوشۂ عزلت گزید
قناعت وصف و دل فارغ زحب جاہ بود
وفاتش راچوجستم سال ہاتف گفت ہائے
۱۶
عماد الدین قلندر معرفت آگاہ بود
۱۴۲۳ + ۱۶ = ۱۴۳۹ھ

✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻

# قطعہ تاریخ

## بہ انتقال پُرملال حضرت مولانا سید شاہ عماد الدین قادری پھلواروی ؒ

● پروفیسر سید شاہ محمد طلحہ رضوی برق — سجادہ نشیں خانقاہ چشتیہ نظامیہ، دانا پور، پٹنہ

مرکزِ صدق وصفا وہ اپنی پھلواری شریف ۞ دیکھ کے جس کو خجل ہو ماہتابِ آسماں
نور افزا خانقاہِ پاکِ تاجُ العارفین ۞ حق نما پیرِ مجیب قادری کا آستاں
بدرِ گردونِ طریقت کی جو چھٹکی چاندنی ۞ دیکھنے والوں نے دیکھی کہکشاں درکہکشاں
چار کرنیں چار سمتوں کو منور کر گئیں ۞ محیؔ دیں، قمر و نظام الدیں، شہابِ ضوفشاں
شاہ امان اللہ، عون و عین و فردِ خاصِ رب ۞ جن کے دم سے محفلیں تھیں رشکِ گلزارِ جناں
منجھلے بابو یعنی حضرت شاہ قمر الدین کے ۞ جانِ جاں سید عماد الدین ہی تھے بے گماں
یادگار اپنے سلف کی ایک تصویرِ حسیں ۞ کم سخن، ذی احترام و رازدارِ عارفاں
دل میں ہے وہ پیکرِ زیبا تبسم زیرِ لب ۞ خوش مزاج و خوش لباس و خوش نظر شیریں زباں
حکم رَبُّ الْعٰلَمِیْن کا آگیا، پیغامِ وصل ۞ کہہ کے لبیک آہ! رخصت ہوگئی روحِ رواں
بخش دے یارب بجاہِ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْن ۞ صبر دے تا دور ہو حزن و غمِ پسماندگاں

برقؔ نے تاریخ رحلت چاہی، ملہم نے کہا
"رہنمائے حق عماد الدین جنت آشیاں"
۱۴۳۹ھ

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# قطعہ تاریخ وصال

## حضرت مولانا حکیم سید شاہ عماد الدین قادری علیہ الرحمہ

● مولانا شاہ بدر احمد مجیبی

آہ! ولی عماد الدین قادری رحلت کرد
۱۴۳۹ھ

شہ عماد الدین صوفی رحلت نمود
۱۴۳۹ھ

آہ! آہ! سید شہ عماد الدین قلندر مجیبی رحلت فرمود
۲۰۱۸ء

حضرت شاہ عماد با کمال ۞ کرد سوئے دار عقبیٰ انتقال
عالم و فاضل ولیٔ با صفا ۞ عارف کامل طبیب بے مثال
واقف سر شریعت بے عدیل ۞ مرشد و ہم رہنمائے خوش خصال
پور حضرت قمر طلعت شاہ دین ۞ ہم زشجر بدر دیں شاخ نہال
آن طریقت اخذ کرد از محی دیں ۞ عالم اسرار رب ذوالجلال
حضرت شاہ امان و شہ نظام ۞ داد او علم شریعت تا کمال
در مزاجش انکساری بے نظیر ۞ صاحب صدق وصفا شیریں مقال
در عبادت بسر کردہ عمر خود ۞ ساقیٔ حق داد او کاس الوصال
خدمت خلق خدا بسیار کرد ۞ در حدیث آید کہ آں حق را عیال

ہاتف حق گفت با جائے وفات
۱۴
شہ عماد الدیں ولی کرد ارتحال
۱۴۲۵+۱۴=۱۴۳۹ھ

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# قطعہ تاریخ وصال

## حضرت سیدی ومخدومی مولانا حکیم الحاج شاہ عماد الدین قادری مجیبی قدس سرہٗ

۱۸؍جمادی الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۷؍مارچ ۲۰۱۸ء چہار شنبہ

● پروفیسر سید محمد اسد علی خورشید— ڈائریکٹر مرکز تحقیقات فارسی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

و یا حسرت ز دنیا چشم بربست آن قلندر
کہ بودہ نجم رخشان و مہ چرخ ولایت
صفاتش؟ منکسر با حلم بود و ہم فروتن
خوش آن صوفی صافی بود دانای شریعت
حق آگاہ وقلندر، عارف سادہ، ملایم
صفات صوفیان گشتہ ورا جملہ ودیعت
مریضان محبت را علاجش بود تریاق
کہ در آغاز عمرش کردہ او پیشہ طبابت
پی تاریخ نقلش سر گران گشتم بسی چون
سروش کبریا دادہ کمک، کردم نصیحت
بگوشم گفت ہاتف، گو! اسدؔ بی ''سینۂ چاک''
۱۴۹
''عماد الدین بی شک بود شہباز طریقت''
۱۴۳۹ھ=۱۴۹-۱۵۸۸

✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲✲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

● محمد فصیح الدین عاصم زینبی قادری

## قطعۂ تاریخ وصال گرامی گہر

۲۰۱۸ء

محب صادق حکیم مولانا شاہ محمد عماد الدین قادری مجیبیؒ

۱۴۳۹ھ

واصل با حق رضی اللہ عنہ
۱۴۳۹ھ

فاضل عصر از جہان رفت
۲۰۱۸ء

حکیم الملک نور اللہ مضجعہ

۱۴۳۹ھ

نور اللہ مرقدہ آمین وجعل الجنۃ مثواہ آمین

۲۰۱۸ء

آہ مولانا عماد الدین عالی جد من ۞ از جہان آن پاک سیرت سوئے جنت شدروان
واقف اسرار حکمت، مفتئ شرع متین ۞ عارف حق آشناؤ فخر و ناز عارفان
ابن میر شرع ونوہِ میر اول بدر دین ۞ بُد مجاز محی دین رہنمائے سالکان
پیکر اخلاص وخوبی، خوشخصال وکم سخن ۞ اسوۂ اسلاف بود وفقر وی را بُد نشان
بود ذاتش مہربان ومرجع ہر خاص وعام ۞ حسرتا! از ماجدا شد آن بزرگ خاندان
فکر تاریخ وفاتش را چو من جویان شدم ۞ ملہم غیبی بمن گفتا کہ گو عاصمؔ چنان
بہرہ ور با فضل حق آن شیخ عالی اہل فضل ۞ شہ عماد الدین قلندر صوفی دلکش بدان

۱۴۳۹ھ ۲۰۱۸ء ۱۴۳۹ھ

ایضاً

ہوئے اس جہاں سے مرے جد رخصت ۞ رحیم ان پہ دائم وہ رب فلق ہو
خدایا طفیل امامؐ رسل میں ۞ مزاران کا گلزار خاصان حق ہو

۱۴۳۹ھ

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

● ڈاکٹر شاہ فتح اللہ قادری

یا غفور یا سلام

۱۴۳۹ھ

بسانحۂ وصال، حق آگاہ، مولانا شاہ محمد عماد الدین قادریؒ

۱۴۳۹ھ

بسانحۂ ارتحال، حامی دین، مولانا حکیم شاہ محمد عماد الدین قادریؒ

۲۰۱۸ء

بخشش کبیرہ

۱۴۳۹ھ

رحلت نیک خصال

۱۴۳۹ھ

## منظوم

وہ عم مکرم ستودہ صفات ۞ میں جن کے مراحم سے تھا شاد کام

معبدّ، مزکّی، بسے پاک باز ۞ خلیق، اہل دل، خندہ رو، خوش کلام

دریغا! وہ رخصت ہوئے ہم سے آج ۞ اسیرِ غم و حزن ہیں خاص و عام

ہوئے مسند آرائے باغ بہشت ۞ بہ فضل خدا ذوالجلال و کرام

ملے اہل خانہ کو صبر جمیل ۞ خدا رکھے ان کو بہ احسن تمام

سر آہ سے کہیے تاریخ، فتح

فَقَدۡ فَازَ فَوۡزًا عَظِیۡمًا ۝ دوام

۱۴۳۹ھ

✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲ ✲

# کوائف وحالات

● ادارہ

راز و نیاز بلبل وگل ہم سے پوچھئے ❁ نرگس کی آنکھ بن کے رہے ہیں چمن میں ہم

## کچھ اپنی.............................. کچھ دوسروں کی

ملک اس وقت ایسے دوراہے پر کھڑا ہے— جہاں سے کسی کو پتہ نہیں چل رہا ہے کہ اس کی اصل راہ— نجات کی راہ کیا ہے؟— حکمراں طبقہ ہو یا حزب مخالف سبھی پریشان ہیں۔ کوئی دوسروں کو پریشان کر کے پریشان ہے، کوئی پریشان ہو کر پریشان، عجیب عالم ہے— نہ اِسے چین نہ اُسے چین۔

عوام کے سوچنے اور فیصلہ کرنے کا وقت ہے، چار سال سے ان کے ووٹوں سے جیت کر (چاہے اس کا فیصد صرف ۳۰ ہی کیوں نہ ہو) اقتدار میں آنے والی جماعت بنیادی طور سے جمہوریت مخالف ہے۔ وہ جمہوریت کی دشمن ہے اور جمہوریت کی جگہ پر اس ملک میں جمہوری تاناشاہی لانا چاہتی ہے— اس کا بنیادی مقصد ملک میں ہندو احیا پرستی اور ہندوتوا کا غلبہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گذشتہ عام انتخاب میں ہندوؤں کے مسیحا نریندر مودی کو برسر اقتدار لانے کے لیے نعرہ دیا گیا ’’ہر ہر مودی گھر گھر مودی‘‘ کثیر المذاہب اور مختلف تہذیبوں اور تمدنوں سے مالامال اس ملک کے لیے یہ نعرہ بالکل نیا، عقل وسمجھ سے بعید اور ناقابل عمل تھا— یہی وجہ ہے کہ صرف ۳۰ فیصد عوام اس سے متاثر ہوئے، بقیہ ۷۰ فیصد نے اسے ٹھکرا دیا— لیکن وہ ۷۰ فیصد ٹکڑوں میں بٹ گئے اور ۳۰ فیصد ہم خیال متحد لوگوں کو اپنے اوپر مسلط کر لیا جو آج ان کی جان کا جنجال بنے ہوئے ہیں— یہ ایسے لوگ یا ایسی جماعت ہے جو کلی طور پر مسلم دشمنی اور ہندو پرستی پر انحصار کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جماعت کا قومی صدر اور اس کے منتخب پردھان سیوک ایسے ایسے منبران پارلیامنٹ، ایسے ایسے وزرائے اعلیٰ اور ایسے ایسے مشیروں سے گھرے ہیں جو صرف مسلم دشمنی پر حکومت کی بنیاد رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ سمجھ گئے ہیں کہ ۳۰ کروڑ مسلمانوں کو جب تک ٹکڑوں میں بانٹا نہیں جائے گا

اس ملک پر فسطائیت کا راج کامیاب نہیں ہوسکتا— اس لیے مسلمانوں میں سے کالی بھیڑ کی تلاش زور وشور سے جاری رہی۔ پہلے کچھ مسلمانوں کو اپنی جماعت میں شامل کرکے اور وزارت، امارت کا لالچ دے کر ان سے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا گیا۔ حج کی سبسیڈی ان سے چھن گئی، لیکن ان کے دیرینہ مطالبہ کہ حاجیوں کو لانے لے جانے والی فلائٹ کمپنی چننے کا اختیار حج کمیٹی کو دیا جائے— مسترد کر دیا گیا۔ مسلمانوں سے چھینی گئی حج کی سبسیڈی ہندو یاتراؤں اور کمبھ میلہ پر خرچ کی جارہی ہے، جب کہ خود حج حد سے زیادہ مہنگا ہوگیا— پھر سب سے بڑی چال شیعہ سنی کے اختلاف کو ہوا دینے کے لیے کچھ شیعہ حضرات کو خرید لیا جیسے شیعہ وقف بورڈ کے صدر اور کچھ دوسرے۔ کسی سے بابری مسجد کے بارے میں غیر حقیقی بیان دلوایا گیا، کسی سے مسلمانوں کی حب الوطنی اور جاں نثاری پر شک وشبہ کا اظہار کرایا گیا— غرض کہ کرایہ کے ٹٹو مسلمانوں کو ذلیل ورسوا کرنے کے لیے ہر طرح کی چالیں چلنے لگے— ایسے ایسے بیانات اور ایسی ایسی سازشیں ان سے کرائی گئیں، جن کا تصور غیر مسلم بھی نہیں کر سکتے تھے اور ان سب کے پیچھے برسر اقتدار جماعت اور اس کے داغدار صدر کا ہاتھ رہا۔ اس جماعت کا صدر پورے طور پر مسلم مخالف ہے اور ان کے خلاف بیان دینا اس کا شیوہ ہے۔ حال میں وہ یہ کہتا رہا ہے کہ بنگال میں ۴۰ لاکھ گھس پیٹھی ہیں، جن میں سے ہندوؤں کو چھوڑ کر مسلمانوں کو بنگلہ دیش ڈھکیل دیا جائے گا— لوگوں نے جانے انجانے ایسی جماعت اور اس کے صدر کو بطور عذاب اپنے او پر مسلط کرلیا ہے، جو نہ صرف ان کی بلکہ پورے ملک کی تباہی کا سبب بننے والا ہے، ان کا منتخب کردہ یوپی کا وزیر اعلیٰ مسلمانوں کا دشمن ہے اور دن رات ایسے فیصلے کر رہا ہے جس سے مسلمان پورے طور پر اس کے رحم وکرم پر رہیں اور دوسرے درجہ کے شہری بن جائیں، چاہے خود ملک کا شیرازہ بکھر جائے— اور مسلمان— وہ بیچارہ تو قناعت پسند، خدا پر توکل رکھنے والا اور ہر تکلیف کے لیے خود کو ذمہ دار سمجھنے والا ہے، اسے یقین ہو چکا ہے کہ :

کسی کے ستم کی شکایت غلط ہے ۞ ہم اپنے کئے کی سزا پا رہے ہیں

غرض اس ملک کے پردھان سیوک اور برسر اقتدار جماعت کے قومی صدر کی رہنمائی میں اس فسطائی جماعت کے لوگ برملا کہہ رہے ہیں کہ اب اس ملک پر صدیوں ان کا راج رہے گا— صدیوں— جب کہ وہ نہیں جانتے :

سامان سو برس کے ہیں پل کی خبر نہیں

پاپ کا یہ گھڑا پھوٹے گا اور جلد ہی پھوٹے گا— بس اسے لبالب ہونے کا انتظار ہے۔

بی جے پی اور اس کی حکومت کی جانب سے مسلمانوں پر چوطرفہ حملے ہو رہے ہیں، اس کی ایک بدترین مثال نیشنل آبادی رجسٹر کا احیا بھی ہے۔ سردست آسام سے اس کی ابتداء کی گئی ہے اور رجسٹر میں ایسے چالیس لاکھ لوگوں کی نشان دہی کی گئی ہے جو اس ملک کے شہری نہیں ہیں اور غیر قانونی طریقہ سے یہاں رہ رہے ہیں۔ ان چالیس لاکھ لوگوں میں تقریباً پچانوے فیصد مسلمان اور بقیہ ہندو ہیں۔ اپنے حالیہ دورہ بنگال اور آسام کے دوران بی جے پی کے بدنام زمانہ قومی صدر نے بانگ دہل

اعلان کیا ہے کہ ان گھس پیٹھیوں کو ہر قیمت پر ملک سے نکال باہر کیا جائے گا، ان میں سے جو ہندو ہیں انہیں اس ملک کی شہریت دی جائے گی اور مسلمانوں کو بنگلہ دیش ڈھکیل دیا جائے گا۔

جی ہاں! یہ اعلان ہے برسر اقتدار جماعت کے صدر کا جو اول درجہ کا مسلم مخالف اور ملک دشمن ہے۔ مسلم مخالف تو ہے ہی ملک دشمن بھی اس لئے کہ ایسی حرکتوں اور ایسی باتوں سے ملک کے شہریوں کے درمیان تفرقہ پیدا ہوگا اور ملک کے اتحاد کو شدید نقصان ہوگا کیونکہ آپسی اتحاد ہی ملک کی سالمیت کی ضمانت ہے۔

نشان زدہ چالیس لاکھ لوگوں کو یہ کہاں بھیجیں گے؟ ظاہر ہے کہ یہ لوگ بنگلہ دیش ڈھکیل دیے جائیں گے جہاں خود پہلے سے روہنگائی مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔ ایسی حالت میں بنگلہ دیش سے اس کے تعلقات حد درجہ خراب ہو جائیں گے ــــ وہ بنگلہ دیش جسے ہندوستان نے اپنا خون دے کر آزادی دلائی ہے جو آج بھی اس کا سب سے قابل اعتماد ہم سایہ ہے۔

ہندوستان کا ہر مسلمان بی جے پی کی ان حرکتوں سے سخت نالاں اور پریشان ہے۔ اس ملک کی تمام مسلم جماعتیں اور تنظیمیں اس کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کر رہی ہیں ــــ ملک کی قدیم اور باا ثر خانقاہ ــــ خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشیں حضرت مولانا سید شاہ محمد آیت اللہ قادری مدظلہ العالی بھی تمام حالات پر گہری نظر رکھے ہوئے ہیں اور اس پر شدید رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ ایسے نازک موقع پر صبر واستقامت کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں۔ چالیس لاکھ تو کجا ــــ حکومت چار مسلمانوں کو بھی بزور طاقت یہاں سے نہیں نکال سکتی۔ یہ صرف مسلمانوں کی دل شکنی کی باتیں ہیں جس سے اکثریت خوش ہو اور گول بند ہو کر اس جماعت کو ووٹ دے۔ انہوں نے ملک کے تمام مسلمانوں خاص کر آسام اور بنگال کے متاثر مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی جگہوں پر ڈٹے رہیں اور کسی قیمت پر گھر بار چھوڑ کر کہیں نہ جائیں۔

## معمولات خانقاہ بماہ صفر المظفر :

۵ رصفر المظفر عرس حضرت مولوی معنوی سید شاہ محمد عبدالحق قادری پھلواروی قدس سرہٗ شب ۵ روروز ۵ رکو قل اور مجلس ہوتی ہے اور اسی دن عصر کے بعد حزب البحر کا نصاب دیا جاتا ہے اور لوگ اعتکاف میں بیٹھتے ہیں۔ یہ خصوصیات عہد پاک حضرت فیاض المسلمین قدس سرہٗ سے ہے۔

۱۶ رصفر المظفر عرس حضرت بدر الکاملین فیاض المسلمین امیر شریعت شیخ الطریقت مولانا الحاج سید شاہ محمد بدرالدین قادری پھلواروی قدس سرہٗ العزیز ۱۵ رصفر دن گزار کر شب ۱۶ روروز ۱۶ رکو قل ومحفل سماع کا اہتمام ہوتا ہے۔

۲۹ رصفر المظفر حضرت سیدنا امام ہمام امام حسن مجتبیٰ علی جدہ وعلیہ السلام کا عرس مبارک ہوتا ہے۔ ۲۹ رکی شب میں قل ومجلس ہوتی ہے۔

## آستانہ مجیبیہ پھلواری شریف کا عرس ربیع الاول شریف :

۱۱؍و ۱۲؍ربیع الاول کو حسبِ دستور قدیم سید الکائنات حضرت رسالت پناہ ﷺ کے عرس کی سب سے بڑی تقریب انجام پاتی ہے — جس میں ہندوستان کے تقریباً ہر صوبے کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔

شب ۲؍ربیع الاول وروز ۲؍ربیع الاول کو قل ومحفلِ سماع اور عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرس کا آغاز ہوتا ہے۔

(۱) پہلی ربیع الاول سے دس ربیع الاول تک روزانہ دس روز صبح کی نماز کے بعد تلاوت کلام پاک اور ایصال ثواب۔

(۲) ۱۰؍ربیع الاول کو بعد نماز عشاء بیان سیرت النبی ﷺ۔

(۳) ۱۱؍ربیع الاول کی آخر رات میں چار بجے قل وفاتحہ اور اس کے بعد مجلس سماع، پھر اپنے وقت پر نماز فجر باجماعت پورے اجتماعی نظم وضبط کے ساتھ۔ نماز کے بعد مجلس سماع گیارہ بجے دن تک۔

(۴) ۱۱؍ربیع الاول کو بعد نماز عشاء جلسۂ سیرت النبی ﷺ۔

(۵) ۱۲؍ربیع الاول کی آخر رات میں چار بجے قل وفاتحہ اور اس کے بعد مجلس سماع نماز فجر سے پہلے تک، پھر نماز فجر اپنے آداب وشرائط اور جماعت کے ساتھ۔ نماز کے بعد مجلس سماع بارہ بجے دن تک، بعدۂ آخری قل وفاتحہ۔

(۶) ۱۲؍ربیع الاول کو نماز ظہر ڈھائی بجے بعدۂ موئے مبارک نبی کریم ﷺ کی زیارت، تقریباً ڈیڑھ گھنٹے۔

عرس وزیارت کی تمام تقریبات حضرت صاحب سجادۂ خانقاہ مدظلہ کی شرکت، نگرانی اور سرپرستی میں انجام پاتی ہیں۔

(۷) آثار شریف کی زیارت ختم ہونے کے بعد نماز عصر اور بعد نماز مجلس سماع مغرب سے پہلے تک — (اختتامی مجلس)

نوٹ : ۱۲؍ربیع الاول کی صبح کو ۷؍بجے سے ۱۰؍بجے تک خانقاہ کے زنانہ مکان میں مستورات کے لئے قدیم معمولات کے مطابق آثار شریف کی زیارت کا نظم کیا جاتا ہے۔

یہ معمولات ومراسم، بانی خانقاہ مجیبیہ حضرت تاج العارفین مخدوم شاہ پیر محمد مجیب اللہ قادری قدس سرہٗ کے عہد پاک سے ہیں۔

۱۳؍ربیع الاول عرس شیخ المشائخ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی چشتی قدس سرہٗ — ۱۳؍دن گزار کر شب ۱۴؍کو قل ومجلس سماع ہوتی ہے۔

۲۷؍ربیع الاول عرس حضرت مصباح الطالبین مولانا سید شاہ علی حبیب نصر قادری پھلواروی قدس سرہٗ العزیز ۲۶؍دن گزار کر شب ۲۷؍وروز ۲۷؍کو قل ومجلس ہوتی ہے۔

✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻ ✻

# دارالعلوم مجیبیہ خانقاہ پھلواری شریف پٹنہ (بہار)

# DARUL ULOOM MOJIBIA KHANQUAH

Phulwari Sharif, Patna-801505, Bihar (INDIA) Mob.: +91-9572860252, 7717792508

دارالعلوم مجیبیہ، پھلواری شریف کے اکابر بزرگوں اور اولیاء اللہ کی یادگار اور ہندوستان کی قدیم درسگاہ ہے۔ اس کی علمی خدمات تین صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ یہ دارالعلوم اپنے سن قیام ۱۱۲۵ھ سے لے کر آج تک تواتر و تسلسل کے ساتھ علوم اسلامی کی ترویج و اشاعت میں لگا ہوا ہے اور الحمدللہ کسی دور میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ موقوف نہیں ہوا۔ ابتدائی فارسی درجات سے لے کر عربی کے آخری درجات، دورۂ حدیث تک یہاں تعلیم دی جاتی ہے — اور قرآن کریم کے حفظ و قرأت کی تعلیم معیاری طریقے پر ہوتی ہے۔ بچوں کے لئے اردو، ناظرۂ قرآن اور عصری تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ تمام بیرونی طلبہ کے لئے قیام و طعام، کتابیں اور دیگر سہولیات کا اہتمام دارالعلوم مجیبیہ کی طرف سے مفت کیا جاتا ہے۔

اسلئے اہل خیر حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ صدقات، زکوٰۃ، عطیات اور دیگر مواقع پر دارالعلوم مجیبیہ کو فراموش نہ کریں۔ مالی امداد پہنچا کر عنداللہ ماجور و مثاب ہوں۔ یہ قدیم درس گاہ آپ کے تعاون کی مستحق ہے۔

**چیک یا ڈرافٹ پر صرف "DARUL ULOOM MOJIBIA" لکھیں**

ISSN 2320-8600 The ALMOJIB Quarterly

Vol.No. :58 | July, August & September 2018 | Sl.No. : 03

The only most widely circulated Urdu Quarterly of Bihar

Darul Esha'at Khanquah Mujeebia, Phulwari Sharif, Patna - 801505 Bihar (INDIA)

Ph. No. (0612) 2555572, Telefax : 2555305, Mob. No. +91-9006306098, E-mail : almujeebquarterly@gmail.com


# EMAD PHYSIOTHERAPY CLINICS

**Enjoy The Freedom Again**

## Aman Hospital Complex, Ali Nagar Colony, Anisabad, Patna-2

Contact US : 9702866797/8521800452/9931947573

E-mail : info@emadphysiotherapyclinics.com / emadphysiotherapyclinics@gmail.com

Website : **www.emadphysiotherapyclinics.com**

At **EMAD PHYSIOTHERAPY CLINICS** we treat Conditions like Muscles Spasm spondylitis, Neck Pain, Back Pain, Frozen Shoulder, Knee Pain, Arthritis, Sprain, Strain, Cerebral Palsy, Stroke, Bell's Palsy, Parkinson's, Multiple Scelerosis, Sports Injuries, Post Plaster Complication, Specially Foot Problem like Diabetic Foot, Arch Problem, Neuropathy etc with **Advance and Computerized Machines and Modern Techniques of Exercise, Manipulation & Moblization By Qualified & Experienced PHYSIOTHERAPISTS.**

**We have an advance form of electrotherapy modalities like** LASER, LONGWAVE, SHOCKWAVE, IFT, TENS, SHORTWAVE, DVT PUMP & advanced form of Exercise Modalities.

**Friday Close**

Time : 08:00 am to 02:00 pm

Time : 04:00 pm to 09:00 pm

**Sunday Open**

# Home Visit Available


Published by **Mohd. Minhajuddin Mujeebi** on behalf of Darul Esha'at Khanquah Mujeebia,
**Editor : Dr. Shah Fatahullah Quadri,** Printed at Taj Offset Press, Daryapur, Patna-800004
and Published at Darul Esha'at Khanquah Mujeebia, Phulwari Sharif, Patna-801505, Bihar (INDIA)